معرکۂ کربلا کے تاریخی حقائق

دوئم

شہید ابن شہید رضی اللہ عنہ

مؤلف

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتی کتب خانہ
فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ (الحدیث)

دشمنانِ اہلبیت اطہار و حامیان یزید پلید پر ضرب شدید

معرکۂ کربلا کی خونچکاں داستان کی تاریخی دستاویز

شہید ابنِ شہید حصہ دوم

تصنیف لطیف

کشتۂ عشقِ رسول، خاکپائے اولادِ بتول

حضرت جناب الحاج صائم چشتی فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر

چشتی کتب خانہ نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

فون:- ۲۶۷۵۶

marfat.com

۴۸۶
۹۲

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

کتاب	شہید ابن شہید حصہ دوم
موضوع	معرکۂ کربلا تحقیق کے آئینے میں
پہلی بار	یکم ذیقعدہ مبارک سنہ ۱۳۹۷ھ — تعداد ایک ہزار
نویں بار	سنہ ۱۴۰۷ھ
کیفیت	تعداد ایک ہزار
مصنف	جناب الحاج صائم چشتی
طابع	لطیف ساجد شفیق مجاہد
حسبِ فرمائش	مدرسہ حمایت رسول قادری
مطبع	
کتابت	مخدوم زمن
ضخامت	چار صد صفحات
طباعت	فوٹو آفسٹ
سائز	۱۸ × ۲۳
ہدیہ مجلد	120/- روپیہ

marfat.com

۷۸۶
۹۲

من احب الحسن و الحسین فقد احبنی و من یغضبہما فقد البغضنی

(فرمان مصطفیٰ)

نذر

بصد عجز و نیاز بحضورِ اقدس سید المرسلین، سرورِ کونین، جد الحسن و الحسین

امام الاولین و آخرین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

انتساب

حق و صداقت کی سربلندیوں کے نام

نیاز کیش

۲۰ ذیقعد سنہ ۱۳۱۶ھ

marfat.com

نذرانۂ اقبالؒ

آں امامِ عاشقاں پورِ بتولؑ　　سروِ آزادے ز بستانِ رسولؐ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر　　معنیٔ ذبحِ عظیم آمد پسر

بہرِ آں شہزادۂ خیر الملل　　دوشِ ختم المرسلیں نعم الجمل

سرخ رو عشقِ غیور از خونِ او　　شوخیٔ ایں مصرع از مضمونِ او

درمیانِ امت آں کیواں جناب　　ہمچو حرفِ قُل ھُوَ اللہ در کتاب

موسیٰؑ و فرعون و شبیرؓ و یزیدؔ　　ایں دو قوت از حیات آمد پدید

زندہ حق از قوتِ شبیری است　　باطل آخر داغِ حسرت میری است

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت　　حریت را زہر اندر کام ریخت

خاست آں سر جلوۂ خیر الامم　　چوں سحابِ قبلہ باراں در قدم

بر زمینِ کربلا بارید و رفت　　لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت

تا قیامت قطعِ استبداد کرد　　موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است　　پس بنائے لا الہ گردیدہ است

مدعایش سلطنت بودے اگر　　خود نکردے با چنیں ساماں سفر

دشمناں چوں ریگِ صحرا لاتعد　　دوستانِ او بہ یزداں ہم عدد

خونِ او تفسیرِ ایں اسرار کرد　　ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد

تیغِ لا چوں از میاں بیروں کشید　　از رگِ اربابِ باطل خوں کشید

نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت　　سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

رمزِ قرآں از حسینؓ آموختیم　　ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم

شوکتِ شام و فرِ بغداد رفت　　سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت

تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز　　تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ ما بر خاکِ پاکِ او رساں

(اسرار و رموز اقبالؒ)

marfat.com

شبیرؑ نہ مانے

قرآن کی توہین کو شبیرؑ نہ مانے — شیطان کے آئین کو شبیرؑ نہ مانے
قرآں کے قوانین و مضامینِ ازل پر — ابلیس کی تضمین کو شبیرؑ نہ مانے
جو سر پہ پڑا کوہِ الم و حبیس لیادہ — پُر فتنۂ فتّین کو شبیرؑ نہ مانے
ہر تیرِ جفا سینۂ رنگگوں سے لگایا — سلطانئ بے دین کو شبیرؑ نہ مانے
خوں اپنے سے رنگین کیا کرب و بلا کو — الحاد کی تزئین کو شبیرؑ نہ مانے
آغوش میں قربان کیا نورِ نظر کو — بے نور قوانین کو شبیرؑ نہ مانے
خوں اپنے سے مضمونِ وفا لکھا! ولیکن — بے ربط مضامین کو شبیرؑ نہ مانے
اسلام کی گردن پہ چھری چلتی تھی جس سے — اس فتوئ سنگین کو شبیرؑ نہ مانے
پیغام دیا سایۂ تلوار میں حق کا — گستاخ فرامین کو شبیرؑ نہ مانے
قانون محمدؐ کا طلب کرتے تھے صائم — کسرائی سلاطین کو شبیرؑ نہ مانے

دستورِ جفا کار کا انکار تھا لب پر — شیطان کے کردار کا انکار تھا لب پر
الحاد کے اطوار کا انکار تھا لب پر — اسلام کے غدّار کا انکار تھا لب پر

فاسق کے فرامین کو شبیرؑ نہ مانے
شیطان کے آئین کو شبیرؑ نہ مانے

سلطانئ جمہور طلب کرتے رہے وہ — اسلام کا دستور طلب کرتے رہے وہ
ظلمات میں بس نور طلب کرتے رہے وہ — قرآن کا منشور طلب کرتے رہے وہ

ترمیمِ شیاطین کو شبیرؑ نہ مانے
شیطان کے آئین کو شبیرؑ نہ مانے

وہ نور تھے انوارِ سحر مانگ رہے تھے — مایوس تھے حق اپنا مگر مانگ رہے تھے
امت کے لیے ذوقِ نظر مانگ رہے تھے — مرنے کے صداقت کا اثر مانگ رہے تھے

الحاد کے شوقین کو شبیرؑ نہ مانے
شیطان کے آئین کو شبیرؑ نہ مانے

صائم چشتیؒ

marfat.com

ابتدائیہ تحمید و تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خداوند قدوس و لایزال و بے ہمتا کا لاکھ لاکھ شکر اور کروڑ کروڑ احسان ہے جس نے اپنے محبوب و مطلوب دانائے کلِ غیوب تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے مدتوں مدید سے دل میں مچلنے والی آرزوؤں کے پورا ہونے کا بیش بہا موقع نصیب فرمایا۔

گزشتہ برس "شہید ابن شہید" حصہ اوّل میں درد دل سے کی ہوئی دعائیں بار آور ہو کر رنگ لے آئیں اور یہ کتاب شہید ابن شہید حصہ دوم ایک مستند تاریخی دستاویز کی صورت میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر ہدیہ ناظرین ہے۔

اس تحمید باری تعالیٰ اور اظہار تشکر و امتنان کے بعد تمہید کے طور پر جو بات ہم قارئین کرام کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ کتاب ہم نے خاص طور پر ان حضرات کے لئے ترتیب دی ہے جو تاریخی تحقیق کے نام پر پیش کی جانے والی ہر بات کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں مگر ذاتی طور پر وہ میدان تحقیق میں قدم رکھنا بھی گوارا نہیں کرتے یہ لوگ فی الحقیقت اس زمرہ میں شامل سمجھے جائیں گے جو ہر چمکدار چیز کو سونا سمجھ کر اس کے حصول کی تگ و دو شروع کر دیتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ان مایوس کن حالات میں ان کے سامنے ایک ایسی کسوٹی رکھ دی جائے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ زرِ خالص اور رولڈ گولڈ وغیرہ میں نمایاں امتیاز کر سکیں۔

marfat.com

چونکہ ہم ان دام فریب میں آنے والوں کو فریب دینے والوں سے کم قصوروار سمجھتے ہیں اس لئے چاہتے ہیں کہ انہیں غلط راہوں پر گامزن ہونے سے بچانے کی حتی المقدور کوشش اور پوری پوری سعی و جہد کی جائے" اگرچہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت نصیب فرماتا ہے" تاہم تبلیغ حق بھی ایک اہم ترین فریضہ ہے" اور اس فریضہ کی تکمیل کے سلسلہ میں موجودہ دور کے گمراہ کن پراپیگنڈہ کی تکذیب اور حمایت حق و انصاف کو ہم سب سے بڑی عبادت متصور کرتے ہیں۔

ہم ان گرفتارانِ بلا کو جو خارجیوں اور ناصبیوں کی گمراہ کن تحریروں اور ایمان سوز تقریروں کے دام میں یا تو پوری طرح جکڑے جا چکے ہیں اور یا منقارِ زیر پر ہو کر خود کو ان کے حوالے کر دینے کے متعلق سوچ رہے ہیں۔ کم قصوروار اس لئے قرار دیتے ہیں کہ ان کو منزل سے بھٹکانے کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے تحقیق اور حق و صداقت کے بہانے ان لوگوں کو ایسے چوراہے پہ لا کھڑا کیا ہے جہاں سے متعدد راہیں مختلف و متضاد سمتوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔

ان حالات میں اگر ناپختہ اذہان پراگندہ ہو جائیں تو قطعی طور پر تعجب و حیرانگی کی بات نہیں" کیونکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ کچی مٹی کو توڑ پھوڑ کر گوندھ لینے سے ہمہ اقسام کے ظروف تیار کئے جا سکتے ہیں جبکہ اس کے برعکس مٹی کا پکا ہوا برتن ریزہ ریزہ تو کیا جا سکتا ہے مگر اس کی ہیئت کو تبدیل کر کے دوسرا برتن بنا لینا ناممکنات سے ہے

اسی طرح وہ نو آزمودہ کار طبقہ جن کے ذہنوں کی نشوونما کالجوں اور یونیورسٹیوں کی فضا میں ہوتی ہے اور انہیں ٹیکنالوجی اور سائیکالوجی کی باریکیوں سے تو آگاہ کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام کی فضا سے دور رکھا جاتا ہے وہ حضرات جب ناپختہ ذہنوں کیساتھ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر حالات اور واقعات کا تجزیہ کریں مختلف مستشرقین کی طرح ان آراء کو پسند کر لینے پر مجبور ہوتے ہیں جو انہیں نام نہاد محققین نے خوبصورت الفاظ اور جاذبِ نگاہ کتابوں کی صورت میں پیش کی ہوتی ہیں۔

marfat.com

حالانکہ قرآن و سنت کی متعینہ راہوں سے الگ ہو کر حقائق کا حاصل کر لینا نہ صرف یہ کہ مشکل ہے بلکہ قطعی طور پر ناممکنات سے ہے۔ مبلغِ اسلام اور شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ دین کے حقائق و معارف کے حصول کے لئے جو نسخہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ :۔

نہ مکتب سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ :۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

قرآن فرماتا ہے کہ جب تمہیں کسی بات کا حل تلاش کرنا ہو تو اہلِ ذکر سے سوال کرو۔ اب جو لوگ اہلِ ذکر اور اہلِ نظر اللہ والوں کے عقائد سے ہی متحارب و متصادم ہوں تو ان کی راہنمائی میں چلنے سے منزلِ مقصود پر کس طرح پہنچا جا سکتا ہے۔

ہم نے اس کتاب میں اہل اللہ اور اہلِ ذکر حضرات کی متعین کردہ راہوں کی بھی نشاندہی کر دی ہے اور تاریخ اسلام کو غیر مسلم مورخین کی طرح مسخ کرنے والوں کی تحریروں کو بھی بالوضاحت پیش کر دیا ہے۔ اور یہ سب کچھ بغیر عبارات کو قطع برید کے نہایت خلوص و دیانت اور پوری ایمانداری سے پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ اہلِ علم حضرات آسانی سے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔ اور جن کی قسمت میں ازلی سعادت لکھی جا چکی ہے وہ بغیر کسی الجھن کے راہِ مستقیم کا انتخاب کر لیں۔ ہمیں ایسے حضرات سے ہرگز کوئی شکائت نہیں کہ یہ بھٹکے کیوں ہیں۔ کیونکہ

ہم نے سیکھا ہی نہیں شکوے شکائت کرنا
ہم تو داغوں کو بھی سینے پہ سجا لیتے ہیں

یہ الگ بات ہے کہ علومِ جدیدہ سے بہرہ ور حضرات کا راہِ راست سے بھٹک جانا پوری قوم کے لئے ایک عظیم المیہ سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض لوگ

marfat.com

ہمارے متعلق خواہ مخواہ غلط گمان رکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ ظنیات کی دنیا سے نکل کر یقین و اعتماد کی دنیا میں آ جائیں۔

کیونکہ خارجیت کی تردید و تکذیب کا نام ہرگز ہرگز رافضیت نہیں" بلکہ یہ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ اور امتیازی نشان ہے کہ خوارج و روافض ہر دو کے غلط عقائد کی تکذیب کریں نیز احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہیں۔

آج کا دَور خوارج و نواصب کی ریشہ دوانیوں کا سب سے ہولناک دور ہے۔ ارضِ پاک میں یہ لوگ مختلف ہتھکنڈوں سے ایک طرف تو اہلِ اسلام سے عشقِ رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لازوال دولت چھین لینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور دوسری طرف خانوادۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شانِ اقدس میں شدید ترین گستاخیوں کی شرمناک جسارت کر رہے ہیں۔ ان حالات میں اگر آپ ان گستاخانِ رسولؐ اور شاتمانِ آلِ رسولؐ کی زبانوں کو لگام دینے سے پس و پیش کرتے رہے اور میدانِ عمل میں نہ آئے تو پھر نوٹ کر لیجئے کہ آپ کے مقتدیوں کے ایمان خطرے سے باہر ہرگز نہیں ہیں۔

کیونکہ محض ہماری اس کتاب سے ہی یہ مشن پورا نہیں ہو سکتا یہ تو نشانِ منزل ہے۔ خارجیت کا قلع قمع تو جمہور اہلِ سنت کی شدید گرفت سے ہی ہو سکے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ نے اگر التفات نہ بھی فرمایا تو ہم جب بھی زندگی کے آخری سانس تک اس مشن کو جاری رکھیں گے۔

کرو نہ غم ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں کی روشنی کے لئے

اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ

جنہیں حقیر سمجھ کے بجھا دیا تم نے !
یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

بہرحال ہم آپ پر یہ سوال ضرور کریں گے کہ اگر آپ نے الرواقع المبینۃ مصنفہ

marfat.com

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے محبت رکھتے ہیں اور بزعم خویش انہی کا صدقہ کھاتے ہیں تو ان کے عزت و ناموس پر قربان ہونا بھی سیکھو۔ اور کچھ نہیں تو ان نفوس قدسیہ پر ہونے والے خارجیوں کے مکروہ ترین حملوں کو زبان و قلم سے تو رد کیا کرو۔

ترے زد میں اگر ظالم کی گردن آ نہیں سکتی
قلم کی بجلیوں سے پھونک دے اُس کے نشیمن کو

اس کتاب میں ہم نے انتہائی کوشش اور پوری سعی و جہد سے خارجیوں کی قلمی بددیانتیوں کا دامن چاک کر دیا ہے اور مکمل طور پر نشاندہی کر دی ہے کہ ان ننگِ زمانہ نام نہاد محققوں نے فلاں فلاں عبارت میں کس کس طرح قطع برید کر کے عوام الناس کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے" ہم نے یزید پلید کے حمائتیوں کے اس کھلے فراڈ کو بھی ننگا کر دیا ہے جو انہوں نے محض عداوتِ اہل بیتؑ کے پیشِ نظر یزید کی حمائت میں کھیلا ہے۔ حتیٰ کہ ہم نے تاریخ کے چہرے پر ڈالے جانے والے دھوکے اور فریب کے تمام تر نقابوں کو نوچ کر رکھ دیا ہے۔ اب آپ کا بھی فرض ہے کہ پورے اہتمام و عزم کیساتھ ارضِ پاک سے خارجیت کا نام و نشان مٹانے کی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کریں۔

اس موسم بہار کو آواز دیجئے!!
تاراج کر چکی ہے چمن کو خزاں بہت

اس کے علاوہ ہم خارجیوں اور خارجیت زدہ لوگوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیں۔ اپنے قلموں کی طہارت کریں۔ ارضِ پاک میں رہنا ہے تو نجاست و غلاظت کا کاروبار بند کریں۔ تمہاری خرافات و واہیات کا سلسلہ حد سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ تمہارے دلوں میں خاندان رسولؐ و ہاشمیوں سے دشمنی ہے تو اس عداوت و دشمنی کو اپنی ذات تک محدود رکھو۔ ہم تمہیں تمہاری ازلی شقاوت سے محروم نہیں کرنا چاہتے۔ تم جو بھی ہو! رہو ہمیں تمہارے اعتقادات سے غرض نہیں، لیکن دوسروں کو اپنے ذہنوں کے تعفن کی پیٹ میں لینے کی کوشش نہ کرو، غلامانِ اہل بیت کے دلوں پر جراحت کرنے کا حق نہ تمہیں کبھی تھا

۱۱

اور نہ ایسا ہونے دیا جا سکتا ہے۔

ابھی اے دین فروشو وقت ہے اب بھی سنبھل جاؤ
وگرنہ غضبِ شبیری جلا کر راکھ کر دے گا!

تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تم اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتے ہو اور جملہ اہلِ اسلام کے ساتھ بھی فراڈ کرتے ہو اس لئے تمہیں سمجھانے کی ہرگز ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن تمہیں آلِ رسول کی شان میں گستاخیوں کے پلندے چھاپ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی اس مملکتِ خداداد میں غیر اسلامی نظریات پھیلانے کی ہر کوشش کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

یاد رکھو کہ تم غیر مسلموں سے بدتر اور زیادہ خطرناک ہو۔ تم نے اسلام کا لبادہ بھی اوڑھ رکھا ہے اور اسلامی اقدار کو بھی بگاڑ دینا چاہتے ہو۔ تم مسلمان بھی کہلاتے ہو اور اسلام سے بغاوت بھی کرتے ہو۔ اسلام کے دامن میں جو بھی متاعِ عظیم ہے اسے تم جھٹک دینا چاہتے ہو۔ تم مسلمانوں کو ضربِ حیدری اور سجدۂ شبیری کے ذوق سے محروم کر دینا چاہتے ہو حالانکہ تصورِ پاکستان کا خالق ان دو چیزوں کو اسلام کا سرمایۂ عظیم قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ :-

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضربِ یداللّٰہی، اک سجدۂ شبیری

مگر یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تمہیں ضربِ حیدری میں بھی کمزوریاں نظر آتی ہیں شہرت حاصل کرنے کا یہ طریقہ خطرناک بھی ہے اور وحشتناک بھی مگر یاد رکھو اسلام دشمنی کے پرچار سے حاصل کی ہوئی شہرت تمہیں دونوں جہان میں ذلیل و خوار کر کے رکھ دے گی۔ شعائرِ اسلام کو مٹا کر شہرت حاصل کرنا ہولناکی نہیں تو اور کیا ہے۔ جب کہ تم خود کو مسلمان بھی سمجھتے ہو۔

میں ان کی محفلِ عشرت سے کانپ جاتا ہوں
جو گھر کو پھونک کے دنیا میں نام کرتے ہیں

marfat.com

شاتمانِ اہلبیت کو ہمارے طرزِ تحریر سے ذہنی تکلیف تو ضرور ہوگی مگر حقیقت یہ ہے کہ

اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

تم سیدالشہدا امام حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کر کے رسول اللہ کو ایذا دیتے ہو جبکہ نصِ قطعی سے ثابت ہے کہ رسول اللہ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے اور اللہ و رسول کو ایذا دینے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں تمہیں اگر ملعون رہنا ہی پسند ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ یہ بات ہم واشگاف طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اب بساطِ خارجیت کو لپیٹ دو اور دوسروں کی دل آزاری کرنے کے بجائے بغض و عناد کی آگ میں خود ہی جلتے رہو۔ یہ آگ قیامت تک اور قیامت کے بعد تا ابد الآباد تمہارے ساتھ رہے گی۔ دشمنانِ اہلبیتِ مصطفیٰ کے لئے دائمی آگ مقدر ہو چکی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ آگ اپنے آپ کو تم نے خود ہی لگائی ہے۔ اور بقول "خود کردہ را علاج نیست" اب تمہارے سینوں میں بغض و عنادِ اہلبیت کی آگ ہمیشہ ہمیشہ بھڑکتی ہی رہے گی۔

اب اپنے ہی عناد کے شعلوں میں آپ جل
کس نے تجھے کہا تھا کہ جلتی پہ تیل ڈال

آخر میں ہم ان محبانِ کرام جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے خانوادۂ رسولِ معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عقیدت کی شمعیں فروزاں کر رکھی ہیں کی خدمت میں التماس کریں گے کہ اپنے جوشِ عقیدت کو محض بیان تک ہی محدود نہ رکھیں کیونکہ کسی مردود و ملعون خارجی کی شیطنت سے بھرپور کتاب مارکیٹ میں آئے تو فوری طور پر صدائے احتجاج بلند کر کے اسے ضبط کروا دیا۔ بلکہ اس کا مستقل حل سوچیں" اور وہ یہ ہے کہ ان گستاخ مصنفین کی قلموں پر بین لگا دیا جائے۔ ان کی کتابیں نہیں جائدادیں ضبط کی جانی چاہئیں۔ اگر آپ پورے عزم و یقین اور عشقِ حسینؑ سے سرشار ہو کر منظم طور پر کوئی اقدام کریں گے تو اس کے نتائج یقیناً یقیناً مثبت انداز میں ظاہر ہوں گے۔

آپ اگر اتحاد و اتفاق سے صدائے احتجاج بلند کریں گے تو ان گستاخانِ رسول اور دشمنانِ آلِ رسولؐ کو ملک بدر بھی کروایا جا سکتا ہے۔

یہ مقدس سرزمین حسینؑ علیہ السلام کے ناناؐ کے نام پر حاصل کی گئی تھی۔ یہاں نہ تو حسین علیہ السلام کو گالیاں دی جا سکتی ہیں اور نہ ہی یزید پلید کے قصیدے پڑھے جا سکتے ہیں جن لوگوں کو اسلام کی بنیادیں ہلا دینے والی تحقیق کا شوق ہے وہ اسلام کا لبادہ اتار کر عیسائیوں اور یہودیوں کا مذہب اپنا کر انہی کے ممالک

marfat.com

میں رہ کر اپنے شیطانی جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کریں
اس کتاب میں ہم نے ان کی متعدد تلبیسات باحوالہ نقل کر دی ہیں تاکہ جملہ اہل اسلام ان کے مطالعہ کے بعد سنجیدگی اور متانت سے ان فتنوں کو کچل دینے کا طریقہ کار وضع کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں جملہ اہل اسلام کو حواریان یزید بننے کے بجائے غلامان حسین علیہ السلام بننے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

پروردۂ خوان اہل بیت رسول

صائم چشتی

۲۰ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

نقلِ کُفر کُفر نباشد

اگرچہ یہ درست ہے کہ نقل کفر کفر نباشد مگر بعض کفر ایسے ہوتے ہیں جن کے نقل کرتے وقت ایمان کا ضیاع تو نہیں ہوتا لیکن قلوب وارواح پر جراحت ضرور رہتی ہے۔ اور ان تکلیف دہ اور اذیت ناک حالات سے ہمیں بھی گزرنا پڑا ہے۔ ہمیں خارجیوں کی ایسی ایسی مکروہ ترین عبارتوں کا اعادہ کرنا پڑا ہے۔ جن کے تصور سے ہی دل خون ہو کر رہ جاتا ہے، اور جذبات تڑپ تڑپ جاتے ہیں۔

مگر ان اکاذیب واباطیل کو نقل کرنے کے سوا اور کوئی صورت ہی نہ تھی جس سے ان کی تکذیب و تردید ہو سکتی۔

اگر خارجیوں کی تلبیسات کو قارئین کے سامنے لائے بغیر کام چل سکتا تو ہم ہرگز ایسا اقدام نہ کرتے جو ہمارے لئے بھی دِل آزاری کا باعث ہے۔ اس وضاحت کے بعد!

ہم اپنے قارئین سے درخواست کریں گے کہ عنقریب شروع ہونے والے باب اوّل میں آنے والی تمام تحریروں کو دِل پر پتھر رکھ کر ہی پڑھ لیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اہل محبت کا ذوقِ نگاہ ایسی خرافات کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرے گا۔ اور ہر جملے کو پڑھتے وقت دل پر چوٹ پڑیگی مگر اس مضمون کو پڑھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ ان لوگوں سے قطعی طور پر متنفر ہو جائیں جن کے چہرے دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ متبد وقت ہیں مگر اُن کے قلوب وارواح مکمل طور پر شیطان کے کنٹرول میں ہیں۔

یاد رکھیئے کہ جس طرح اہل بیتِ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت و مودّت تمنا جانِ ایمان ہے اُسی طرح اہلبیتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دشمنوں اور گستاخوں

marfat.com

سے عداوت و نفرت رکھنا بھی عین ایمان ہے۔

یہ بات ہم نے قیاس کے طور پر نہیں کی اور نہ ہی یہ کسی فلاسفر کا قول ہے جس سے اختلاف کا جواز تلاش کیا جا سکے۔ بلکہ یہ مکینِ گنبدِ خضریٰ کا فرمان ہے۔ اس رسولِ صادق کا فرمان ہے جس کا ہر فرمان فرمانِ خداوندی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ہمارے اہلِ بیت سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ عداوت اور بغض رکھتا ہے اور جو ہمارے ساتھ عداوت رکھتا ہے، وہ خدا تعالےٰ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ دشمنِ رسول اور مبغوضِ خدا سے نفرت و عداوت ضروری ہے کہ نہیں ؟

بہرحال بتانا یہ تھا کہ خارجیوں کی اس خرافات و ہفوات کو ہم نے بھی دل پر پتھر رکھ کر ہی نقل کیا ہے۔ اسی طرح آپ سے جیسے بھی ہو سکے بالاستیعاب پڑھ جائیں اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ آپ آئندہ اوراق میں ہونے والی بحث سے پورے طور پر مستفیض و مستفید ہو سکیں گے۔

مصنف

باب اول

یزیدیوں کے قلم سے انصاف کا خون

marfat.com

مقام حسین خارجیوں وہابیوں کی نظر میں

تحریروں کے آئینے۔ خباثت و بے حیائی کی منہ بولتی تصویریں

حسینؓ کی بے دینی

ابن علی کو حد سے بڑھایا نہ جائے گا
انسان کو خدا تو بنایا نہ جائے گا

بنیاد لا الہ تو ہوتا ہے خود رسول
نانے کی جا نواسہ بٹھایا نہ جائے گا

اک فرد حق پسند ہو۔ امت ہو کفر کوش
یہ کلمہ نفاق پڑھایا نہ جائے گا

اصحاب فسق کیش ہوں، معصوم ہوں حسینؓ
یہ زہر اہل حق سے تو کھایا نہ جائے گا

حسین کے اس فعل پر ناراض تھے اصحاب
تفریق کو تو دین بنایا نہ جائے گا

(رشید ابن رشید صفحہ ۳)

اپنا اپنا عقیدہ سیدنا حسینؓ اور ابن زبیرؓ ان دونوں بزرگوں کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جو اس وقت دنیا میں حیات تھے جنہوں نے نزول وحی کے ردح پرور نظارے اور مشاہدے فرمائے ہوئے تھے اور حضور پاک کی تعلیم سے دین پاک کا عکس بن چکے تھے وہ بھی کچھ رائے رکھتے تھے یا دین حق ان دونوں بزرگوں میں ہی سمٹ کررہ گیا تھا۔ جو نزول وحی کے وقت ابھی شیر خوار بچوں کی حیثیت رکھتے تھے جو ان دوسرے بزرگوں کے ہوتے ہوئے دین حق میں حجت نہیں مانے جا سکتے اور نہ ہی ان دوسرے بزرگوں کے عمل اور مسلک کو چھوڑ کر ان کے عمل کو دین سمجھا جا سکتا ہے۔ (صفحہ ۹۶)

اسلام کے خلاف اصول سیدنا حسینؓ کا بیعت سے انکار کرنا اس لئے تھا کہ آپ اپنے آپ کو امیر سے بہتر سمجھ کر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے

marfat.com

جس کا ثبوت کتاب ہذا میں کافی سے زیادہ پہنچا دیا گیا ہے۔ لہذا یہ اصول اسلام کے خلاف ہے کہ کسی ایک نیک ہستی کے ذاتی خیالات اور رائے کو جمہور ائمت کے خلاف دین کا مقام دے دیا جائے۔ (صفحہ ۱۳۳)

تفرقہ باز "سیدنا عبداللہ بن عمر نے سیدنا ابن عباسؓ کی موجودگی میں حضرت حسینؓ اور ابن زبیر سے فرمایا تھا کہ تم دونوں ابن زبیر اور سیدنا حسین خدا سے ڈرو اور مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالو یعنی امیر یزید کی بیعت کر لو۔ (صفحہ ۱۳۳)

حادثۂ کربلا "مسلم کے بھائیوں نے اصولِ اسلام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مسلم کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکومت کے دستے پر حملہ کر دیا۔ لہٰذا ان کی ناعاقبت اندیشی سے یہ حزن انگیز واقعہ پیش آیا۔ (صفحہ ۱۲۰)

ضدی حسینؓ "ان حالات کے ہوتے ہوئے تو ہر حق پسند شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ دونوں بزرگ (امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ) خلافت کو اپنا خاندانی حق سمجھ کر تمام صحابہ کرام اور دوسرے مسلمانوں کے سمجھانے اور منع کرنے کے باوجود بھی اپنی ضد پر قائم رہے (صفحہ ۱۹۲)

پروگرام خلافت "سیدنا حسین شروع ہی سے خلافت اپنا خاندانی حق سمجھتے تھے آپ ابھی بچے ہی تھے کہ سیدنا فاروق اعظم کو فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے اور اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھئے اور پھر سیدنا حسن کے امیر معاویہ سے صلح اور بیعت کے موقعہ پر اپنے بھائی کو جنگ کی ترغیب دیتے ہیں پھر سیدنا معاویہ سے بیعت کر لینے کے بعد کوفیوں کو کہتے ہیں۔ اب بیعت تو کر لی ہے اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو معاویہ کو مرنے دو پھر اُس وقت دیکھا جائے گا۔ (صفحہ ۱۹۸)

ناسمجھ حسینؓ "ان اقتباسات کتب تاریخ وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا حسینؓ حکومت کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہوئے کسی کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور بزرگوں کے سمجھانے کے باوجود بھی بعض اوقات جوش میں آ کر گزرتے تھے۔ (صفحہ ۲۰۴)

حسینؓ صحابی نہیں "حضرت حسینؓ تو آنحضور صلعم کے سفر عقبیٰ کے وقت پانچ سال کے معصوم بچے تھے ان کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے۔ (کتاب مذکورہ صفحہ ۱۵۶)

marfat.com

حسینؓ کی وعدہ خلافی

سیدنا حسین حاکم مدینہ سے بیعت دوسرے روز کرنے یا لوگوں کے سامنے بلانے کا وعدہ کر کے اسی رات کو مدینہ منورہ سے امیر المومنین کے خلاف خروج کر کے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ (صفحہ ۱۸۷)

علیؓ کا تشدد یزید کا رحم

اہل بصیرت خوب سمجھتے ہیں کہ سیدنا حسین کا حاکم مدینہ سے دوسرے روز بلانے کا وعدہ فرما کر رات کو ہی مدینہ سے مکہ روانہ ہو جانا بیعت سے حقیقتاً انکار تھا۔ لہذا آپ کا بیعت سے انکار کر کے مکہ مکرمہ چلے جانا حقیقت میں امیر المومنین یزید کے خلاف خروج ہی کا پہلا قدم تھا۔ اس سلسلہ میں اہل نظر کو سابقہ خلفاء جو اس خلافت سے بہت ہی بلند مقام رکھتے تھے ان کا بیعت سے انکار کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اس شہر مدینہ رسولؐ پاک میں جب سیدنا علیؓ کی بیعت ہوتی ہے تو سیدنا علیؓ کے فوجیوں نے بیعت نہ کرنے والوں سے جو جو سختیاں اور زیادتیاں کی تھیں وہ بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور یہ بھی اہل حق جانتے ہیں کہ بعض بیعت سے انکار کرنے والوں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے جب کہ بیعت نہ کرنے والوں کے پاس معقول وجہ تھی۔ (صفحہ ۱۸۸)

مرگِ معاویہ کا انتظار

امیر المومنین یزید کی مخالفت کے لئے سیدنا حسین سیدنا معاویہ کی وفات کے منتظر تھے۔ جونہی انہیں سیدنا معاویہ کی رحلت کی خبر ملی تو اپنے دلی مقاصد کی برآوری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سلسلہ میں آپ پہلا قدم اس طرح اٹھاتے ہیں کہ حاکم مدینہ کی پر امن طلبی پر تیس مسلح جوانوں کو ساتھ لے گئے تاکہ اگر حاکم مدینہ بیعت کرنے پر مجبور کرے تو اس کا جواب طاقت سے دیا جائے اور کسی قیمت پر بھی یزید کی بیعت نہ کی جائے خواہ جنگ کا آغاز ابھی سے کیوں نہ کرنا پڑے۔ نہیں سوچتے کہ اس کے نتائج کیا برآمد ہوں گے۔ لہذا آپ حاکم مدینہ سے واپس آکر مدینہ سے مکہ اور پھر بعد میں وہاں سے کربلا پہنچ جاتے ہیں۔ امیر کی اطاعت سے گریز اور اپنی خلافت کی طلب کے نتائج پیدا ہونے تک آپ نے جو کچھ کیا وہی در اصل اس تمام سلسلہ کی روحِ رواں ہے جسے سمجھ لینے کے بعد قارئین بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ

marfat.com

جائیں گے کہ سیدنا حسینؓ نے خود ہی ایسے حالات پیدا کئے تھے جو بالآخر واقعہ کربلا پر منتج ہوئے۔ (صفحہ ۱۰۶)

حسینؓ کا بھائی یزید کا حامی

سیدنا علیؓ کے لائق اور بہادر فرزند محمد بن حنفیہ نے سیدنا حسینؓ کا ساتھ نہ دیا۔ اہل نظر کو غور کرنا چاہیئے کہ محمد بن علی نے جو اولاد علی میں سے زہد و تقوی اور علم و فضل میں امتیازی شان کے مالک تھے اور شجاعت و بہادری میں تمام عرب کے شہ زور جن سے کانپتے تھے، کیوں انہوں نے باوجود سیدنا حسینؓ کے بار بار اصرار کرنے کے بھی کوفہ جانے میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔ اہل بصیرت کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی طاقت و کشش تھی جو ابن حنفیہ کو امیر المؤمنین یزید کے خلاف اٹھنے سے روکتی تھی بلکہ امیر کی تعریفیں کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ آپ بزدل اور کمزور بھی نہ تھے اور آپکا ایمان بھی ہماری طرح کمزور نہ تھا کہ ڈرتے ہوئے ایسا کرتے تھے۔ (صفحہ ۱۷۳)

حسینؓ شیطان کے حصہ میں

یعنی سیدنا حسینؓ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑتا ہے تو پڑے میں اپنے ارادہ سے باز آنے کا نہیں ہوں۔ یہاں اہل نظر کے لئے قابل غور بات یہ بھی ہے کہ سیدنا حسینؓ اپنے والد محترم سیدنا علیؓ کی بھی مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ قوم میں تفرقہ ڈالنے اور جماعت سے الگ ہونے کے بارے میں سیدنا علیؓ کا ارشاد گرامی ہے "جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے۔"

حسینؓ خارجی ہے

جو شخص امام برحق پر خروج کرے جس پر جماعت نے اتفاق کر لیا ہو وہ خارجی کہلائے گا، چاہے یہ خروج صحابہ کرام کے دور میں آیا ہو یا آئمہ راشدین پر ہو چاہے ان کے بعد تابعین پر۔ الخ جب سیدنا معاویہؓ کی وفات پر دار الحکومت دمشق میں مسلمان قوم کے کرتا دھرتا بزرگوں نے امیر یزید سے خلافت کی بیعت کر کے فیصلہ فرما دیا، پھر آنحضور صلعم سے فیض یافتہ اس وقت کے بزرگ اور محترم ہستیوں سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ ترجمان القرآن اور شیخ الصحابہ سیدنا عبداللہ ابن عمر

marfat.com

اور سیدنا عبداللہ بن جعفر آنحضور صلعم کے پروردہ سیدنا علیؓ کے داماد اور سیدنا حسین کے بہنوئی اور سیدنا علی کے لائق فرزند محمد بن حنفیہ اور دوسرے سرکردہ مسلمانوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں یزید کے لئے خلافت کی بیعت کر کے اس فیصلے پر مہر ثبت کر دی اور سیدنا علی کے ارشاد کے مطابق "توبہ و بازگشت" کے لئے کہہ کر اپنا فرض پورا کرتے ہوئے حد سے سمجھایا۔ خدا سے ڈرایا، تفرقہ ڈالنے سے روکا لیکن سیدنا حسین پر کوئی اثر نہ ہوا۔ (صفحہ ۲۲۹)

حکومت کا تختہ

سیدنا حسین مدینہ منورہ میں امیر یزید کی بیعت سے گریز کر کے مکہ مکرمہ آ کر حکومت کا تختہ الٹنے کے لگاتار چار ماہ تک پروگرام بناتے رہے۔ (صفحہ ۲۳۰)

علی سے اعلیٰ خلافت

لیکن سیدنا حسینؓ کوفی تفرقہ بازوں کے سہاروں سرکردہ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے کوفہ روانہ ہو گئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں یہ تاریخی حالات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی کی خلافت سے بوجہ خانہ جنگی کے بدرجہا اولیٰ اور اتفاق کی حامل تھی (صفحہ نمبر ۲۳۰)

بیس سالہ پروگرام

تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا حسینؓ امیر یزید کی بیعت کے بارے میں گورنر مدینہ کو یہ کہہ کر کہ جب صبح آپ اوروں کو بیعت کے لئے بلائیں گے تو ہم بھی موجود ہوں گے۔ رات ہی رات مدینہ سے مکہ چلے آئے اور راستہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور جناب ابن عباسؓ کے منع کرنے پر بھی نہ پلٹے تھے۔ یہاں آکر ابن زبیرؓ تو کعبۃ اللہ کے پناہ گزین بن کر آرام سے بیٹھ گئے اور آپ حسب پروگرام اپنی خلافت کے لئے کوشش اور راہ ہموار کرنے میں مصروف ہو گئے گویا اپنے سابقہ بیس سالہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ (صفحہ ۲۱۳)

ناجائز خروج

غرض یہ کہ چچا بھتیجے میں بحث و مباحثہ اسی بنا پر تھا کہ سیدنا حسینؓ خروج کا غلط اقدام اٹھا کر ہلاک نہ ہو جائیں، اور ساتھ ہی سیدنا

marfat.com

ابن عباسؓ اصولاً اس خروج کو دینی و دنیوی طور پر ناجائز سمجھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس رد و کد کے درمیان سیدنا حسینؓ نے اپنے مشفق چچا سے کہا کہ اب آپ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں گویا کہ جیسے ہمارے نوجوان بعض اوقات اپنے بزرگوں کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ تو سٹھیا گئے ہیں۔ آپ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اب یہ سوچنا سمجھنا نوجوانوں کا کام ہے اس طرح گویا سیدنا حسینؓ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ آپ نہیں سمجھ سکتے اللہ اکبر قارئین آگے چل کر کربلا کے مضمون میں دیکھیں گے کہ سیدنا حسین اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے نصیحت کرنے والے حق پر تھے میں نے ان کی مرضی کے خلاف چل کر غلطی کی (صفحہ ۲۲۰)

سامانِ حرب

جب سیدنا حسینؓ دارالامن کعبۃ اللہ سے تمام بزرگوں دوستوں کے سمجھانے کے باوجود اور منع کرنے کے باوجود کوفیوں کے فریب میں آکر کوفہ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے نقلی شیعوں کو خط لکھا کہ میں جلد تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ تم کمر ہمت مضبوطی سے باندھ لو اور سامان جنگ تیار رکھو آپ کوفیوں کے دلاسوں پر حد سے زیادہ پر اُمید تھے کہ آپ کوفہ پہنچتے ہی خلافت پر قابض ہو جائیں گے۔ (صفحہ ۲۲۳)

حسینؓ کی خواہش

سیدنا حسینؓ کا سیدنا فاروق اعظمؓ کو یہ کہنا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جائیے" ثابت کرتا ہے کہ بچپن ہی سے آپ کے خیالات میں لاڈ پیار کی عادت نے گھر کر رکھا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ دوسروں پر حکم چلانا اپنا حق سمجھتے تھے۔ سیدنا حسینؓ نہیں چاہتے تھے کہ حکومت ہمارے گھر سے باہر جائے تب ہی تو آپ نے فرمایا کہ صلح سے بہتر تھا کہ میرا ناک کاٹ دیا جاتا (صفحہ ۲۰۶)

سابقہ پروگرام

سیدنا معاویہ کی وفات پر جب مدینہ منورہ میں آپ کو بعیت کے لئے بلایا جاتا ہے تو اپنے ساتھ چالیس مسلح آدمی لے کر جاتے ہیں کہ اگر بعیت کے لئے مجبور کیا جائے تو جنگ جیسے ہولناک اقدام سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا (صفحہ ۲۰۷)

سیدنا حسین کا حاکم مدینہ کو یہ کہنا کہ کل صبح لوگوں کے سامنے مجھے بلانا لیکن

marfat.com

واپس آکر رات ہی کو مدینہ منوّرہ سے خروج کرکے چلے جانا اپنے سابقہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانا نہیں تو اور کیا ہے۔ (صفحہ ۲۰۸)

تفرقہ انگیزی

جب آپ مدینہ منورہ سے چلے آئے اور راستہ میں سیدنا ابن عباسؓ اور سیدنا ابن عمر نے فرمایا تم دونوں ابن زبیرؓ اور حسینؓ خدا سے ڈرو اور جماعت المسلمین میں تفرقہ نہ ڈالو یعنی یزید سے خلافت کی بیعت کرلو اگر امیر یزید میں کسی بھی قسم کا کوئی نقص ہوتا تو یہ دونوں نیک ہستیاں آنحضرت سے تربیت اور آنحضور صلعم کی معرفت اللہ تعالےٰ سے خطاب یافتہ کسی صورت بھی امیر یزید کی خاطر ان دونوں بزرگوں کو نہ تو خدا سے ڈراتیں اور نہ ہی ان سے تفرقہ انگیزی منسوب کرتیں (صفحہ ۲۰۸)

خط وکتابت

دارالامن مکہ مکرمہ جاتے ہی سیدنا حسینؓ اپنے بیس سالہ طے شدہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے خاندانی دشمنوں سے خط وکتابت کرتے ہیں۔ (صفحہ ۲۰۹)

حسینؑ بچہ تھا

جن کے مقابلہ میں سیدنا حسین ایک بچہ کی حیثیت رکھتے تھے کیا اِن تمام مسلمانوں نے اسلام کی تعلیم کو خیرباد کہہ دیا تھا کہ ایک فاسق انسان کے ہمنوا بن کر سیدنا حسینؓ کو اس کے خلاف اٹھنے سے روک رہے تھے اور سیدنا حسینؓ و ابن زبیرؓ ہی اِس نکتہ کو سمجھتے تھے کہ جب تک خلافت نہ ملے اسلام خطرے میں تھا صـ ۲۱۰

سب صحابہ حسینؑ کے مخالف تھے

اہل حق قارئین حقیقت سورج کی طرح روشن ہے کہ سب خلافت حاصل کرنے کا جھگڑا تھا۔ اگر تبلیغ دین کا معاملہ ہوتا تو صحابہ کرام آپ کے عزیز واقارب اور باقی سنجیدہ مسلمان جو آپ کو اس سفر سے منع کرتے تھے۔ اور پھر آپ کے ہمراہ کسی صحابیٔ رسول کا نہ ہونا بھی ثابت کرتا ہے کہ صحابہ کرام اس غلط اقدام کے مخالف تھے" ان کی رائے کے خلاف آپ خلافت حاصل کرنے کو نہ گئے تھے اور خلافت ہی کی آرزو میں کربلا کا حادثہ پیش آیا۔ (کتاب مذکورہ صـ ۲۳۸)

عنوان خود قائم کریں

مولوی عبیداللہ مبارک پوری رحمانی مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

معتبر تاریخی روایات سے معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہے کہ کربلا کا واقعہ محض اس لیے پیش آیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قطعاً دور اندیشی اور تدبر سے کام نہیں لیا، محض بہی خواہوں کے مشوروں کو ٹھکرا دیا حالات و واقعات سے آنکھیں موند لیں۔ الخ

ہمارے نزدیک حضرت حسین نے بے موقعہ اور بے محل و بلا ضرورت یہ اقدام کر کے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت میں ہمیشہ کے لئے اختلاف و افتراق اور شقاق و عداوت پیدا ہو گئی اور امت اسلامی کا شیرازہ بکھر گیا۔ (صفحہ ۲۲۵)

حسینؓ کا فخر غلطوں پر

دور اندیش دوستوں نے آپ کی ہر طرح منت و سماجت کی عجز و انکساری کے ساتھ سمجھایا کہ اس خطرناک منزل میں آپ قدم نہ رکھیں مگر حضرت حسینؓ نے کسی کی بات نہ سنی اور بیشمار درخواستوں کو فخریہ دکھانے لگے جو ان کے پاس کوفہ سے آئی تھیں، ان کی نسبت خوش ہو ہو کر کہتے کہ وہ دردا دنٹ کا بوجھ ہے۔ حضرت حسین نے صرف ان صداؤں کو مانا جو ان کے دل سے اٹھیں اور دوستوں کی نصائح سے دل کی صداؤں کو ماننا بہتر سمجھا اور تن بہ تقدیر کوفہ روانہ ہو گئے

(صفحہ ۲۲۷)

الٹ پھیر

مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی سیدنا حسینؓ کو غلطی پر سمجھتے تھے۔

اگر بالفرض اجماع کو مان لیا جائے تو وہ اجماع حضرت امام حسینؓ کے بعد منعقد ہوا تھا لہذا اجماع کی مخالفت امام حسینؓ کو کچھ مضر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام حسینؓ نے اپنے زمانے میں اختلافی مسئلہ میں غلطی کی تھی۔ (صفحہ ۲۳۶ بحوالہ تحقیق انیق)

محض سیاست

علمائے دہلی بھی سیدنا حسینؓ کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ شیخ الکل حضرت العلامہ مولانا مولوی ابو سعید محمد شرف الدین ناظم مدرسہ سعیدیہ دہلی تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی یہ کہ واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی اول میں محض سیاست اور آخر میں حفظ ناموس کی تھی جو لوگ اسے مذہبی بتاتے ہیں انہیں معلوم نہیں اس میں کیا قباحت ہے (صفحہ ۲۳۱)

marfat.com

یزید کی بیعت جمہور صحابہ و تابعین نے کر لی تھی پھر مذہبی جنگ کس سے کرنے چلے تھے الخ

پہلے امام صاحب کا عزم بالجزم سیاسی تھا پھر قادسیہ پہنچ کر بعد ملاقات حر بن یزید وہ ارادہ فسخ ہو گیا اور مسلم کے بھائیوں کی خاطر بادل نخواستہ قتل مسلم کے انتقام کے لئے کوفہ برائے انتقامی جنگ روانہ ہوئے۔ پھر میدان کربلا میں وہ ارادہ بھی فسخ ہو گیا۔ یزید کے پاس جانے یا کسی اور طرف نکل جانے کا اظہار کیا مگر لوگ اس بات کو نہ مانے۔ بتائیے جب اپنی جان بچا کر کسی سرحد پر جاتے یا یزید کے پاس جانے کا اظہار کیا کہ اس کے پاس جا کر بیعت کروں گا یا کوئی اور صورت نکال لوں گا تو مذہبی جنگ کیسے رہی۔ (صفحہ ۲۶۳)

لٹیرا حسینؓ سیدنا حسینؓ مکہ سے چل کر ابھی ایک منزل تنعیم پر پہنچے تھے کہ آپ کو ایک قافلہ ملا جو یمن سے خروج و محاصل وغیرہ کا مال لے کر دمشق امیر المومنین یزید کے پاس جا رہا تھا۔ وہ تمام کا تمام مال آپ نے اس خیال سے قبضہ میں کر لیا کہ کوفیوں نے آپ کی بیعت کر لی تھی اور اب گویا آپ خلیفہ بن چکے تھے (صفحہ ۲۴۷) امیر المومنین یزید کی فراخدلی اور مروت دیکھئے کہ انہوں نے بھی اس کے متعلق کسی قسم کی باز پرس نہ کی حالانکہ آپ کو گورنر مکہ بھی اس فعل پر تنبیہ کر سکتا تھا لیکن اس نے بھی رواداری سے کام لیا اہل نظر جانتے ہیں کہ ایسے فعل کی نہ تو مذہبی قانون اجازت دیتا ہے اور نہ ہی دنیاوی قانون یہ کونسا اصول ہے کہ کسی حکومت میں کوئی ہستی خواہ وہ کتنی ہی ممتاز کیوں نہ ہو اس کے نظم و نسق کو درہم برہم کرے (صفحہ ۲۴۹)

اول درجہ کا منافق نبی پاک صلعم کی زندگی کے بعد نہ تو کوئی بڑے سے بڑا حادثہ دین کہلا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے بزرگ کا عمل اور حکم دین کہلا سکتا ہے۔ اگر کوئی بات قابلِ قبول ہو سکتی ہے تو وہ ہے صحابہ کرام کا اجماع الخ لہذا خلافت کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے مسلک یا وقتی مصلحت جو انہوں نے دین اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے متفقہ طور پر سرانجام دی ہو گی۔ مخالفت کرنے والا اول درجہ کا منافق ہے (صفحہ ۲۳۰)

marfat.com

ادل درجے کا لادین آپ حضرات جب کسی شخص کے پیچھے نماز یں پڑھیں اس کے فرمودہ خطبات سنیں۔ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اس کی زیر کمان دین الٰہی کی حفاظت کریں اور اس کے احکام کی پابندی کو اپنے اوپر فرض سمجھیں اس کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں۔ انہی حالات میں ایک شخص اٹھے آپ کے امام اور امیر و راہنما کا دشمن اور اول درجے کا بے دین اس آدمی کی پگڑی اچھالنے کی کوشش کرے تو کیا آپ اس لایعنی حرکت کو پسند کریں گے اور برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ (صفحہ ۲۴۱)

تفرقہ باز صحابہ نے کہا غور فرمائیں کہ صحابہ کرام نے جو امیر یزید کی ولیعہدی سے لیکر دور خلافت تک حیات تھے نیز تابعین عظام جو صحابہ کرام سے تربیت یافتہ تھے۔ ان بزرگوں نے اسلام کے ان احکام کے ہوتے ہوئے سیدنا حسین کا اگر آپ خلافت کے بارے میں حق پر تھے تو کیوں ساتھ نہ دیا۔ (صفحہ ۲۴۸)

اگر یزید غلط کار تھے تو ان بزرگوں نے سچ کو بھی جھوٹ سے ملایا اور ایک غلط کار کی خاطر سیدنا حسین کو تفرقہ باز کا خطاب دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ (صفحہ ۲۴۹)

لالچی حسینؓ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی ہم نہیں حاکم بناتے کام اپنے پر اس شخص کو کہ مانگے ہم سے کوئی عہدہ اور اس کو حرص رکھے اسکی اور دوسری روائت میں ہے کہ فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں عامل بناتے ہم اوپر کام اپنے کے اس کو کہ ارادہ رکھے اس کا' اس فرمان کے مطابق سیدنا حسین کو حکومت کا ملنا ممکن نہ تھا اور ارشاد نبوی کے خلاف تھا (صفحہ ۲۸۵)

گویا امیر معاویہ اور یزید کو بغیر حرص و خواہش کے حکومت ملی تھی اور حسین چونکہ حریص تھے اس لئے محروم رہے۔ اچھ خوب.....

فتنہ باز حسین اس وقت کے تمام کے تمام مسلمان اور بزرگ اسلام کے ان دونوں شہروں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں سے کسی ایک بزرگ نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا سوائے ان لوگوں کے جو رشتہ داری کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے یہ تو سیدنا حسین کی آنحضور سے قرابت کی وجہ تھی کہ آپ کو سب بزرگ پیار و محبت اور شفقت سے خروج سے

marfat.com

سے منع کرتے رہے۔ ورنہ اگر کوئی دوسرا شخص آپ کی جگہ ہوتا تو صحابہ کرام اپنے امیر کے خلاف اسکو فتنہ سمجھتے ہوئے آنحضور صلعم کے حکم کے مطابق اسے ختم کرنا اپنا ملی فرض سمجھتے الخ قارئین کو یہاں اس دوراہے سے ایک راستہ اختیار کرنا ہوگا یا تو وہ سیدنا حسین کے علاوہ تمام عالم اسلام کو گمراہ تسلیم کرلیں یا پھر انہیں سیدنا حسین کے اس اقدام کو جو آپ نے صرف حکومت اور جاہ وجلال کو حاصل کرنے کیلئے اٹھایا تھا صحابہ کرام کی طرح غلط قرار دینا ہوگا۔ (صفحہ ۲۸۷)

بزرگوں کا مخالف

اگر یہ واقعہ بھی حق و باطل کا معرکہ ہوتا تو مسلمان اس موقعہ پر بھی سیدنا حسین کے موقف کی تائید میں نکل کھڑے ہوتے اور خلافتِ یزید کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے بہرحال اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ سیدنا حسین کو مشورہ دینے والے لوگ ہر طرح سے علم وفضل اور عمر اور دینداری میں کسی طرح بھی کم نہیں تھے بلکہ ان میں وہ بھی تھے جو دین داری میں آپ سے بھی بہت بلند مقام رکھتے تھے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نمازوں کے لئے اٹھنا باعث نجات اور فخر سمجھتے تھے اور نزول وحی کے روح پرور نظاروں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرچکے تھے مثلاً سیدنا عبداللہ ابن عباس، سیدنا عبداللہ ابن عمر اور دوسرے بزرگ جو آنحضور صلعم سے اس وقت فیض حاصل کرچکے تھے جب کہ سیدنا حسین ابھی دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے بلکہ آپ تو آنحضور صلعم کی رحلت کے وقت بھی ابھی معصوم بچے تھے لہذا سیدنا حسین کا اپنے بزرگوں و مخلص دوستوں اور ہمدرد بھائیوں کے مشوروں کو ٹھکرا کر اسلام میں تفرقہ ڈالنے والے اور سیدنا علی کے قاتلوں اور سیدنا حسن پر حملہ کرکے آپ کو زخمی کرنے اور آپ کا مال لوٹنے والوں پر اعتبار کرنا اور خلافت کی طلب کے لئے کوفے جانا آپ کی ایک عظیم اجتہادی غلطی تھا جسکے ارتکاب سے آپ کو بزرگوں اور دانشوروں نے آپ کو منع کیا۔ لیکن آپ نے عام مشوروں اور نصیحتوں کو ٹھکرا دیا اور آخرکار ایسے اقدامات کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہی ہو کر رہا (۲۹۳)

سیدہ زینبؑ کو طلاق

سیدہ زینب نے ابن جعفر کو اپنے بھائی کا ساتھ دینے کیلئے بار بار مجبور کیا اور خود بھی ساتھ جانے پر مصر ہوئیں تو سیدنا عبداللہ بن جعفر نے اپنی نیک اور صالح اور جوان بچوں والی بیوی کو تو اپنا گھر ویران کر

marfat.com

کے تبیح ریا یعنی طلاق دے دی لیکن اپنے امیر و امام یزید کے خلاف قدم اٹھانے کو گناہ سمجھتے ہوئے ساتھ دینے سے جواب دے دیا۔ (صفحہ ۲۹۲)

اسلام کے منافی اقدام

اہل بصیرت اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کوئی شخص ایسی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے جس سے جانی مالی اور عزت جیسی اہم چیزوں کے نقصان کا اندیشہ ہو یا مذہب کے بگڑ جانے کا خطرہ ہو۔ ان اقدار کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہو جو مذہب نے مرکزی اور اہم قرار دی ہوں تو اس سے روکنے اور صحیح راستہ بتانے والے عوامی قسم کے انسان نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ایک خاص اور بلند مقام کے مالک ہوا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب کسی شخص کو کسی کام سے روکیں تو وہ یقیناً غلطی پر ہوگا۔ سیدنا حسین کا خلافت حاصل کرنے کے لئے دین میں تفرقہ ڈالنے والے کوفی سبائیوں کے بلانے پر کوفے جانا نہ صرف غلط تھا بلکہ اسلام اور اسلامی مملکت۔ اور جمیع مسلمانوں کے مفاد کے بھی سراسر منافی تھا۔ تاریخی حالات و واقعات کے غیر جانبدارانہ مطالعہ سے ہر شخص اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ سیدنا حسین کا خروج ایک بہت بڑی سیاسی غلطی تھی (صفحہ ۲۹۳)

خالص دنیاوی مسئلہ

یہ مسئلہ دین اسلام سے کسی طرح بھی تعلق نہ رکھتا تھا اور خالصتاً ایک دنیاوی اور سیاسی قصہ اور تخت و تاج

ناکام جدوجہد

کے حصول کے لئے ایک ناکام جدوجہد سے زیادہ کچھ بھی نہ تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس موقعہ پر جمیع مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کا دل بھی آپ کے لئے نہ پسیجا اور کوئی ایک ذمہ دار شخص بھی اسلام کے ان دونوں متبرک شہروں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے ساتھ نہ نکلا۔

حسین جہاد کیلئے نہیں صحابی سے لڑنے گئے تھے

سیدنا حسین کا صحابیٔ رسول پاک سے لڑنے کے لئے نکلنا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ سیدنا حسین کوفہ کو جہاد کرنے گئے تھے وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا کفر گڑھ تھا جسے آپ فتح کرنے نکلے تھے۔ اس وقت تو کوفہ میں خالص اسلامی حکومت تھی جس کے سربراہ رسول پاک کے رحمدل صحابی نعمان بن بشیر اور قاضی القضاۃ سیدنا علی کے خاص

marfat.com

قاضی شریح تھے۔ الخ لہذا ایسے مسلمانوں کے خلاف سیدنا حسین کا لڑنے کو نکلنا کس طرح جائز تھا ــــــ اور پھر سیدنا حسین کو خلافت حاصل کرنے کے لئے اسلام اور اپنے خاندانی دشمنوں کے جال میں پھنسنے میں آکر کوفے جانا اور راستے ہی میں ان کے ہاتھوں قتل ہو جانے کو جہاد کا نام دینے والے بتا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو اسے کیسے جہاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب مسلمانوں کے آپس میں کسی جھگڑے کو جہاد قرار نہیں دیا جا سکتا تو پھر حکومت وقت کے ساتھ سیدنا حسین کے اس جھگڑے کو کس طرح جہاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ (صفحہ ۲۷)

نرالی منطق

بلکہ قرآن کریم کے اصول اور اس کے حکم کے مطابق " یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ہ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جو لوگ حق پر ہیں ان کا ساتھ دو (توبہ ۱۱۹) اگر آپ اس اقدام میں حق پر تھے تو ان تمام مسلمانوں اور آنحضور صلعم کے ساتھیوں کو جو بھی اس وقت حیات تھے معہ سیدنا حسین کے چچا ابن عباس اور بہنوئی ابن جعفر اور بھائی محمد بن حنفیہ اور دوسرے تمام رشتہ داروں کو جنہوں نے کربلا جانے میں آپ کا ساتھ نہ دیا سب کو کافر قرار دینا پڑے گا صرف اسی صورت میں ہی آپ کے جھگڑے کو جہاد کا نام دیا جا سکتا ہے صفحہ ۲۷

ایک سوال؟

کہا جاتا ہے کہ سیدنا حسینؓ نے دین حق کو بچانے اور ایک ظالم حاکم کے خلاف جہاد کے طور پر یہ قدم اٹھایا تھا یہ بہت بڑا دعویٰ ہے جسے آج تک کسی نے ثابت نہیں کیا اور بغیر سوچے سمجھے اس خیال کا چرچا کیا جا رہا ہے کہ آپ کی شہادت ہی سے اسلام زندہ ہوا۔ کیا اس خیال کے لوگ بتا سکتے ہیں کہ جب کوفیوں کا فریب حق الیقین بن کر سیدنا حسینؓ کے سامنے آگیا تو انہوں نے مایوس ہو کر کربلا سے واپسی کی اجازت چاہی تو کیا اس وقت دین حق کو بچا لیا گیا تھا؟ کیا مایوس بلکہ ناکام واپس ہونے کی خواہش سے دین حق کی حفاظت کا فریضہ پورا ہو گیا تھا اور اس واپسی سے اسلام بھی زندہ ہو چکا تھا اور بقول سبائیوں کے دین حق میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں وہ رفع ہو گئی تھیں جو آپ نے واپسی کا قصد کیا اور کیا مفروضہ ظالم کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔ وہ مشن جو آپ مکہ مکرمہ سے لیکر نکلے تھے پورا ہو گیا تھا۔ اور دین حق کی مخالفت کرنے والا اب کوئی باقی نہیں رہا تھا؛ جو آپ واپس جانے کی اجازت طلب

marfat.com

کررہے تھے اور جس کے خلاف جہاد کرنے نکلے تھے کیا وہ یکدم مومن ہو گیا تھا جو اس کے ماتحت جہاد پر بھیجے جانے کی درخواست کر رہے تھے؟

اور کیا وہ اب نیک و انصاف پسند اور خلیفہ برحق ہو گئے تھے جو ان کی پناہ میں جا کر اپنا فیصلہ چکانے کو کہہ رہے تھے۔

اہل حق کا فرض ہے کہ ان تمام باتوں پر انصاف اور دیانتداری سے غور فرمائیں اور پھر اگر بالفرض محال امیر المومنین یزید میں کسی قسم کا نقص تھا تو سیدنا حسین کو کوفہ کا رخ کرنے کی بجائے دمشق پر حملہ آور ہونا چاہیئے تھا۔ یا اس سے بھی نزدیک بصرہ پر جہاں ابن زیاد گورنر تھا حملہ کر کے دادِ شجاعت حاصل کرنی چاہیئے تھی (صفحہ ۲۹۸)

آخری تان اللہ سے لڑائی

در اصل دمشق اور بصرہ کو چھوڑ کر کوفے جانے کا قصد اس لئے کیا گیا تھا کہ سیدنا نعمان بن بشیر آنحضور صلعم کے بردبار اور معدل صحابی وہاں کے گورنر تھے۔ جو مسلمانوں پر سختی کرنا گوارا نہ کرتے تھے اور اسی وجہ سے کوفی آپ کی نرم دلی کا فائدہ اٹھا کر بار بار سیدنا حسین کو ایسے شخص کا مقابلہ کرنے کے لئے کہتے تھے اس کا مقابلہ جو خود دین کے حق میں فیدائی تھے۔ سنت نبوی کے مطابق ہر قسم کے فیصلے کر رہے تھے اور قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر بات کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔ شمع نبوت کے پروانے تھے اور آنحضور صلعم کے حکم کے مطابق (جس کی پیروی کرو گے راہ پا جاؤ گے) کے زمرہ میں داخل تھے، اور پھر آنحضور صلعم کی اس حدیث کو جو میرے اصحاب کو برا کہے گا وہ مجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو برا کہے گا کے مطابق ماننا پڑے گا کہ جو میرے اصحاب کے ساتھ لڑنے نکلا وہ میرے ساتھ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے نکلا۔ در اصل سیدنا حسین حصولِ خلافت کے سلسلہ میں کوفیوں سے امداد حاصل کر کے سیدنا نعمان بن بشیر کو کوفہ سے مار بھگانے کے بعد اپنی خلافت قائم کرنا چاہتے تھے لیکن کوفیوں کی غداری کی وجہ سے آپکو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا (صفحہ ۲۹۸-۲۹۹)

marfat.com

خرافات کا یہ نمونہ

اس شرانگیز اور پرفتن کتاب میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شانِ اقدس میں اور بھی بیشمار طریقوں سے شدید گستاخیاں کی گئی ہیں جنہیں ہم بوقت ضرورت نقل کرتے ہی رہیں گے، ملعون خارجی کی ان خرافات سے بھی جو نقلِ کفر کفر نباشد کے تحت اب تک نقل کی جاچکی ہیں۔ قارئین کو اچھی طرح اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہ لوگ کس قدر دریدہ دہن اور گستاخ ہیں اور کس کس طریقہ سے حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنی ازلی شقاوت اور جبلّی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہم آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز ان کی تمام نزفریب کاریوں اور شاطرانہ چالوں کو بے نقاب کرکے آپ کو بتائیں گے کہ ان لوگوں نے کس کس طریقہ سے تاریخ اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ فی الحال آپ ارضِ پاک میں خارجیوں کے باوا آدم ملعون عباسی کی خرافات کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ خوارج نے جس قدر بھی خرافات اپنے اپنے نام سے شائع کی ہیں اسی دشمن اہلبیت کی کتاب کا چربہ در چربہ ہیں۔

خلافت معاویہ ویزید کے اقتباسات

غلط اقدام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احکام شریعت کی تصریحات سے واضح ہے کہ امیر المومنین یزید کے خلاف حضرت حسین کے اقدامِ خروج کا مطلق جواز نہ تھا۔ جیسا کہ بعد میں خود آپ نے اس سے رجوع

marfat.com

ثابت کر دیا۔ صحابہ کرام جو ان سے ملے انہیں طرح طرح سے سمجھایا اور اس غلط اقدام سے باز رکھنے کی کوششیں کیں " صفحہ ۸۶ "

شدید مخالفت خود ان کے سوتیلے بھائی محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اور ان کے بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر نے اس اقدام کی شدید مخالفت کی تھی۔ حضرت ابن جعفر امیر یزید کے خسر بھی تھے۔ (صفحہ ۹۱)

گرفتار کرلیا یمن کا ایک سرکاری قافلہ امیر المومنین کی خدمت میں یمن کا محاصل لیکر جا رہا تھا حضرت حسین نے اسے گرفتار کرلیا (ص ۹۱)

خروج کی تیاری مکہ میں حضرت حسین چار مہینے سے زیادہ عرصے تک مقیم رہے اور اس تمام مدت میں عراقیوں کی تحریرات اور ان کے وفود آتے جاتے رہے۔ خروج کی تیاریاں ہوتی رہیں مگر حکومت نے کوئی تعرض نہیں کیا (۹۲)

حضرت حسین نے بیعت کرلی تھی تیسرے شعر کے مضمون سے ثابت ہے کہ حضرت حسین نے امیر معاویہ کی زندگی میں امیر یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی تھی (صفحہ ۹۳)

لغزش
خطائے ذہنی
ہلاکت
عہد شکنی
باغی

یہی کیفیت اخلاف کی (حسین) کے متعلق ہے جو ان کو ایک ظالمانہ جرم کا کشتہ خیال کرتے ہیں، ایرانی شدید تعصب نے اس تصویر میں خدوخال بھرے اور (حضرت) حسین کو بجائے ایک معمولی قسمت آزما کے جو ایک انوکھی لغزش و خطائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حب جاہ کے کارن ہلاکت کی جانب تیز گامی سے رواں دواں ہو ولی اللہ کے روپ میں پیش کیا ہے۔ ان کے ہمعصروں میں اکثر و بیشتر انہیں ایک دوسری نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ انہیں عہد شکن اور بغاوت کا قصوروار خیال کرتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے (حضرت) معاویہ کی زندگی میں یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی تھی اور اپنے حق اور دعوئ خلافت کو ثابت نہ کرسکے تھے (بحوالہ عیسائی مورخ صفحہ ۹۵)

کوئی ساتھی نہ بنا

قطع نظر اس امر کے کہ حضرت حسین نے امیر یزید کی ولائت عہد کی بیعت مثل دیگر صحابہ اور تابعین کرام کے کی تھی یا نہیں ۔ یہ حقیقت ثابت ہے کہ ان کے اس اقدام کی تائید میں مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ یا حجاز کا ایک متنفس بھی سوائے ان کے نوجوان عزیزوں کے ساتھ نہ ہوا ۔ (صفحہ ۹۶)

کسی بھائی نے ساتھ نہ دیا

ان کے اپنے گھر کی بھی یہ کیفیت تھی کہ حضرت علی کے منجملہ پندرہ صاحبزادوں کے جو اس زمانہ میں حیات تھے صرف چار اپنے بھائی کے ساتھ گئے اور گیارہ برادران حسین نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ۔ (صفحہ ۹۶)

صاف انکار

محمد بن حنفیہ جو فرزندان علی میں علم و فضل ورع و تقویٰ میں امتیازی شان رکھتے تھے جسمانی قوت اور شجاعت میں اپنے باپ کے صحیح جانشین تھے اس مہم میں ان کا ساتھ دینے کے لئے بہت زور ڈالا یہاں تک کہ اگر خود ساتھ نہیں دیتے تو اپنی اولاد کو ہی کہہ دیں کہ میرے ساتھ چلیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا ۔ (صفحہ ۹۶)

خروج کے مخالف

حضرت حسینؓ کے ایک دوسرے بھائی عمر الاطراف بن علی بن ابی طالب بھی حضرت حسین کے اقدام خروج کے مخالف تھے ۔ (صفحہ ۹۹)

کوئی بزرگ ساتھی نہ بنا

حضرت حسینؓ کے مقام خروج کے وقت جیسا کہ پہلے ضمناً ذکر ہو چکا ہے حجاز و عراق و دیگر ممالک اسلامیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی بزرگ و مقدس ہستیاں موجود تھیں مگر کسی ایک صحابی نے بھی متفق علیہ خلیفہ کے خلاف خروج میں حضرت حسینؓ کا ساتھ نہیں دیا ۔ (صفحہ ۱۰۰)

خاندان نبوت نے یزید کی بیعت کرلی

غرضیکہ خاندان نبوت کے یہ سب افراد خلیفہ وقت

marfat.com

(یزید) کی بیعت پر مستقیم رہے۔ حضرت حسین کے صاحبزادے اولی الامر امیر المومنین کی حمایت میں سب لوگوں کے ساتھ تھے (صفحہ ۱۰۸)

تین سال کا حسینؓ

حضرت فاطمہ کی شادی کے بعد غزوہ احد ہونا بھی بعض روایات سے ثابت ہے۔ اس اعتبار سے حضرت حسنؓ و حسینؓ کی رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت چار اور تین سال کے ہوتے ہیں (صفحہ ۱۰۹)

سخت مزاج تخت کا بھوکا

حضرت حسین کا امیر یزید سے بیعت نہ کرنا اور کوفی سبائیوں کی دعوت پر خروج کا اقدام حضرت موصوف کا انفرادی فعل تھا۔ یہ بھی واقعات سے ثابت ہے کہ ان دونوں بھائیوں حسن و حسین کی مزاجی کیفیت یکساں نہ تھی۔ دونوں کے نکتہ نظر میں نمایاں فرق تھا آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت حضرت حسن کی عمر چھ سات سال کی تھی۔ حضرت حسن ہمیشہ جتھہ بندی سے علیحدہ رہے اور صلح و مصالحت کے کوشاں برخلاف اس کے ان کے چھوٹے بھائی کے بچپن کا واقعہ خود انہی کی زبانی اصحاب تاریخ نے بیان کیا ہے۔ حضرت حسین فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق جب اپنے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ میرے نانا کے منبر سے اتر جائیے۔ (صفحہ ۱۱۰)

حسینؓ کی غلطی کا وبال امت پر پڑا

حضرت حسین نے اپنے خروج میں خطا و غلطی کی جس سے امت میں اختلاف و افتراق کا وبال پڑا اور آج کے دن تک محبت و الفت کے ستون کو جھٹکا لگا۔

(بحوالہ محمد الخضری خارجی صفحہ ۱۱۶)

حسینؓ کو نانا کی کوئی بات یاد نہ تھی

ابن عباسؓ اہلبیت نبوی صلعم کے اکابرین سے تھے اور ان سب میں تفاسیر قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ایسے ذی مرتبت و اعلم و اعقل اہل زمانہ بزرگ نے جو متفق علیہ خلیفہ وقت کی بیعت میں خود بھی بطیب خاطر داخل تھے اور دوسروں کو بھی جماعت سے وابستگی کی اور تفرقہ سے محترز رہنے کی ہدایت فرماتے اولو الامر کی اطاعت اور

marfat.com

اس کے خلاف خروج جواز و عدم جواز کے بارے میں احکام شریعت حضرت حسین کو یقیناً اسی طرح بتاتے اور سمجھاتے جس طرح دوسروں کو بتاتے اور سمجھاتے تھے کیونکہ یہ چھوٹے نواسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ ساڑھے پانچ برس کے اتنے صغیر السن اور کم عمر تھے کہ ان کو اپنے مقدس اور ہادی برحق نانا کے نہ حالات و معمولات کی کوئی بات یاد تھی نہ زبان مبارک سے سنا ہوا اسلامی سیاست کا کوئی ارشاد یاد (صفحہ ۱۲۰)

فریضہ حج ترک کر دیا

معمولی حالات میں تاریخ روانگی کا فرق قابل لحاظ نہ ہوتا لیکن یوم حج سے ایک دن پہلے حضرت حسین اور ان کے ساتھیوں کا جن کی تعداد سو نفوس کے لگ بھگ تھی فریضہ حج ترک کر کے مسافت بعیدہ کے لئے چل پڑنا ضرور استعجاب کا موجب تھا (صفحہ ۱۳۵)

کذا بین

اگر کردار خلیفہ میں کوئی ایسی برائی تھی کہ اس کو معزول کرنا یا اس کے خلاف خروج کرنا احکام شریعت کے اعتبار سے جائز تھا جیسا کہ کذا بین باور کرانا چاہتے ہیں تو اس کا بہترین موقعہ مکہ معظمہ تھا جہاں مملکت اسلامی کے گوشہ گوشہ سے دیندار مسلمانوں کا اجتماع عظیم موجود تھا نہ کہ صحرا و بیابان کی تیس منزلیں طے کر کے کوفہ میں ۔ (صفحہ ۱۳۸)

حسب نسب کوئی چیز نہیں

مسلمانوں کے حقوق اور ذمہ داریاں یکساں ہیں رشتہ اور نسبتی تعلقات کی کوئی تخصیص سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبتاً ہاشمی و مطلبی ہیں لیکن قرآن کریم نے متعدد جگہ اس کی تحدید کی ہے کہ آپ کو صرف رسالت کے زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے ۔ (صفحہ ۱۵۳)

آپ کی ذات والا صفات کو پابندیوں میں نہیں لایا جا سکتا نہ آپ نے اپنے خاندان کو اس کی اجازت دی کہ آپ سے تعلق رشتہ کی بنا پر وہ امت پر مسلط ہونے کی کوشش کریں (صفحہ ۱۵۳)

سب افراد ملت کے حقوق یکساں ہیں ایک کو دوسرے پر نسبتاً کوئی فضیلت نہیں

(خلافت معاویہ ویزید صفحہ ۱۵۴)

marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ حقوق و فرائض میں ہر اُمتی کی حیثیت یکساں ہے آپ کے نسبتی رشتہ کے کچھ حقوق ایسے ہوتے جنکی پاسداری آپ کی عظیم دعوت اور شریعت کے تحت فرض ہوتی تو یقیناً اس کا کچھ نہ کچھ ظہور تو آپ کی زندگی میں ہوتا۔ (صفحہ ۱۵۶)

سادات کیلئے صدقہ کیوں حرام ہوا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں اتنا اہتمام تھا کہ آپ نے اپنے رشتہ داروں پر صدقہ اور زکوٰۃ کا مال لینا حرام قرار دے دیا۔ اقوام عالم کا شعار ہمارے سامنے ہے کہ کس طرح لوگ نسلی برتری کی بنا پر عوام کے صدقات کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور اپنی بارگاہ میں نذر و نیاز اس کا نام دیتے ہیں"۔ (صفحہ ۱۵۸)

حکومت اسلامیہ کے مستقل ذرائع آمد میں بنو ہاشم کا کوئی امتیازی حصہ نہیں (صفحہ ۱۵۸)

بنو ہاشم اور ہندو

خمس اور فے کا یہ حصہ کوئی امتیازی حیثیت نہیں رکھتا اور بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب اس کو اپنا حق نہیں سمجھ سکتے جیسا کہ مثل برہمنوں کا ہندوؤں میں ہے۔ اسلام میں امتیاز۔ پست و بالا کا تصور نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل کہ آپ نے سیاسیات اسلامیہ میں رشتہ کی بنا پر ہاشمیوں کے متولی ہونے کا سدباب کر دیا اور ادنیٰ درجہ میں بھی کوئی ایسی بات قولاً یا فعلاً نہیں کی جسے بعد کے لوگ حجت پکڑ سکیں۔ (صفحہ ۱۵۹)

سخت مخالفت

حضرت عبد اللہ بن جعفر کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس اور گیارہ برس کے درمیان تھی یعنی سن تمیز میں شرف صحابیت حاصل تھا۔ تیرہ حدیثیں ان سے مروی ہیں وہ حضرت حسین کے خروج کے سخت مخالف تھے۔ (صفحہ ۱۶۶)

عون و محمد سوتیلے بیٹے

اور اگر یہ دونوں خود اپنی طبیعت سے یا اپنے عزیزوں کے جبر سے قافلہ کے ساتھ چلے گئے تو یہ سیدہ زینب کے سوتیلے بیٹے تھے اپنے بیٹے نہیں تھے۔ (صفحہ ۱۶۷)

marfat.com

حسینؓ کا سنِ تمیز

اتنی چھوٹی عمر، سنِ تمیز کی نہیں ہوتی۔ بعض آئمہ نے تو ان کے بڑے بھائی حضرت حسن کو جوان سے سال بھر کے قریب چھوٹے تھے زمرہ صحابہ کی بجائے تابعین میں شمار کیا ہے۔ (صفحہ ۱۷۰)

جوشِ انتقام

برادرانِ مسلم کے جوشِ انتقام نے مجبور کیا کہ سفر جاری رکھیں الخ یہ حضرات جوشِ انتقام سے اگر اس درجہ مغلوب نہ ہوتے کہ صورت حال کا صحیح جائزہ بھی نہ لے سکے اور اس قتل کا جو سیاسی مناقشہ کے حالات میں واقع ہوا تھا ذاتی جھگڑا قرار دے دیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حجۃ الوداع کے خطبہ میں اپنے ابن عم ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون بھی معاف کر کے ذاتی انتقام لینے کی رسم کو مٹا دیا تھا۔ افسوس ان کی ضد نے معاملہ کو نازک تر کر دیا۔ (صفحہ ۱۸۹)

پناہ گزین بھولا گورنر

مدینہ کے ضرورت سے زیادہ سریع الاعتقاد اور بھولے گورنر کی نگرانی سے بچ کر حسینؓ بمعیت عبداللہ بن زبیرؓ مکہ کی سرزمین میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ (۱۹۲)

حسینؓ ناعاقبت اندیش اور شیخی باز

حسینؓ کے دوراندیش دوستوں نے لاکھ منت سماجت کی کہ ایسی خطرناک مہم کے اندر ناعاقبت اندیشانہ اپنے آپ کو جوکھم میں نہ ڈالیں، مگر حضرت حسین نے حُبِ جاہ کی مہلک ترغیبات پر کان دھرنے کو ترجیح دی اور ان لاتعداد خطوط کی فخریہ طور پر نمائش کرتے رہے۔ (اور جن کی تعداد جیسا کہ شیخی سے کہتے تھے کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے مساوی تھی (صفحہ ۱۹۵)

مروان کی حسینؓ سے محبت

اس مکتوب کے الفاظ ہی ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت حسینؓ کی ذات سے حضرت مروان کو کیسی الفت تھی۔ (صفحہ ۱۹۹)

یزید کے ہاتھ میں ہاتھ

جب حضرت حسین کو مدعیان وفاداری کے دعاوی کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی اور خروج پر آمادہ کرنے والوں کا پتہ چلا کہ کہاں ہیں اور کیا ہوئے تو آپ نے جان لیا کہ امیر المومنین یزید کی خلافت پر

marfat.com

تمام امت متفق ہو چکی ہے۔ اور جماعت کے فیصلے یا عمل کا استحقاق. ممکن نہیں تو آپ نے دمشق جانے کے لئے باگ موڑ دی تاکہ اپنے ابن عم یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں۔ (صفحہ ۲۰۴)

بہرحال حضرت حسین کی طہارت طینت کی برکت تھی کہ آپ نے بالآخر اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔ (صفحہ ۲۰۵)

حضرت حسین کی یہ سعادت کبریٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خروج عن الجماعت کے شر سے محفوظ رکھا اور بالآخر اس کی توفیق ارزانی فرمائی کہ جماعت کے فیصلے کی حرمت کو برقرار رکھنے کا اعلان کر دیں۔ اقدام خروج میں آپ نے غلطی کی تھی مگر آخر پر وہی کیا جو آپ کے برادر بزرگوار حضرت حسنؓ کے منشا کے مطابق، خیرخواہوں اور ہمدردوں کی رائے کے موافق اور کتاب و سنت کی روشنی میں واجب تھا۔ (صفحہ ۲۰۵)

قتل حسین جائز تھا

امیرالمومنین یزید جو متفق علیہ خلیفہ تھے جن کا پرچم تمام عالم اسلام پر لہراتا تھا اس کے مجاز کیوں نہیں کہ اپنے خلاف خروج کرنے والوں کا مقابلہ کریں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی تلوار، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ زوجہ مطہرہ حبیبہ رسول صلوٰۃ اللہ علیہما کے خلاف بے نیام ہو سکتی ہے تو حضرت حسین کے خلاف تلوار کیوں نہیں اٹھائی جا سکتی۔

ایک خطرناک مکالمہ

یزید نے محمد حنفیہ کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر ان سے کہا حسینؓ کی موت پر خدا مجھے اور تمہیں اجر عطا کرے بخدا حسینؓ کا نقصان جتنا تمہارے لئے بھاری ہے اتنا ہی میرے لئے بھی ہے، اور ان کی موت سے جتنی اذیت تمہیں ہوئی ہے اتنی ہی مجھے بھی ہوئی ہے۔ اگر ان کی موت کا معاملہ میرے سپرد ہوتا اور میں دیکھتا کہ ان کی موت کو اپنی انگلیاں کاٹ کر اپنی آنکھوں میں دے کر ٹال سکتا ہوں تو بلا مبالغہ دونوں ان کے لئے قربان کر دیتا مگر انہوں نے میرے ساتھ بڑی زیادتی کی اور خونی رشتہ ٹھکرا دیا تھا تم کو ضرور معلوم ہو گا کہ ہم پبلک میں عیب جوئی حسین کی کرتے ہیں بخدا یہ اس لئے نہیں کہ عوام میں خاندان علی کو عزت و حرمت حاصل نہ ہو بلکہ اس سے ہم لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ حکومت و خلافت میں ہم حریف کو برداشت نہیں کر سکتے۔

marfat.com

یہ باتیں سن کر ابن الحنفیہ نے کہا۔ خدا تمھارا بھلا کرے اور حسین پر رحم فرمائے اور انکے گناہ معاف فرمائے۔ یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ہمارا نقصان تمھارا نقصان اور ہماری محرومی تمھاری محرومی ہے۔ (بحوالہ بلاذری صفحہ ۲۰۸)

معرکۂ کربلا حضرت زین العابدین کی نظر میں

حضرت حسین کا اقدام خروج پر ہر فریق نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اظہار خیال کیا لیکن ان کے صاحبزادے حضرت علی بن الحسین زین العابدین کا اس بارے میں جو رویہ رہا۔ اس سے بخوبی ثابت ہے کہ ان کے اہل خاندان اس واقعہ کو ایسا سیاسی اقدام سمجھتے تھے جو مناسب نہ تھا (صفحہ ۲۰۹)

میدان کربلا

کربلا کی زمین سرسبز و شاداب زمین تھی اس میں متعدد پانی کے چشمے بہتے تھے، اس کے علاوہ ذرا سی زمین کھودنے سے آب زلال وگوارا یہاں بآسانی حاصل ہو سکتا تھا۔ (صفحہ ۲۱۷)

جب کربلا کی صحیح وجہ اسم کے محل وقوع اور حسینی قافلہ کے موقع پر دس محرم سے پہلے نہ پہنچ سکنے کی مندرجہ بالا ناقابل تردید واقعات و حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو محرم کی آب کی یہ سب فرضی داستانیں بے حقیقت اور وضعی ثابت ہوتی ہیں

آیت تطہیر میں حسینؑ شامل نہیں

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اس آیت میں ازواج نبی کے جن بیوت یعنی گھروں کا ذکر ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکونہ گھر تھے۔ وہ ہی تو مہبط وحی تھے۔ وہیں تو آیات قرآنی کا نزول ہوتا تھا وہی تو فرشتوں کے اترنے کی جگہ تھے۔ ان ہی بیوت میں آپ کے ساتھ سکونت رکھنے والی آپ کی ازواج مطہرات ہی تو تھیں جن کو اہل بیت کہہ کر آیت تطہیر میں مخاطب کیا گیا ہے آپ کے مسکونہ گھروں میں نہ آپ کے چچا عباس رہتے تھے اور نہ ہی آپ کے داماد علی اور نہ ہی انکی بیٹی اور نہ انکی اولاد

صاحب روح المعانی نے صحیح کہا ہے کہ البیت میں الف لام عوض مضاف الیہ کے آیا ہے۔ یعنی بیت النبی اور اس سے مراد صاف طور پر مٹی اور لکڑی کے بنے ہوئے گھر تھے نہ کہ قرابت و نسب کے گھرانے۔ (مقدمہ خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۳۶)

marfat.com

غرضیکہ آیت تطہیر محض اور صرف ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اور رجس سے پاکی کا وعدہ ان ہی امہات المومنین سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نسبی قرابت دار کو خواہ وہ چچا ہو یا داماد رجس سے پاک کرنے کا اللہ تعالٰی نے نہ کوئی وعدہ فرمایا ہے اور نہ اس آیت کا اطلاق ان میں سے کسی پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے (صفحہ ۳۷)

آیت مباہلہ میں حسنینؑ شامل نہیں

سید رشید رضا نے تفسیر القرآن میں آیت مباہلہ کے سلسلے میں وضعی روائتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان روائتوں کا منبع و مصدر شیعہ ہیں۔ ان روائتوں کی اشاعت حتی الامکان کی گئی ہے یہاں تک کہ اہل سنت میں سے کثیر تعداد بھی متاثر ہوئی مگر ان روائتوں کو وضع کرنے والوں نے اس آیت پر تطبیق عمدگی کے ساتھ نہیں کی کوئی عرب نسا ر کا لفظ اور کلمہ اپنی زبان پر اس طرح نہیں لا سکتا کہ مراد اس کی اس لفظ سے بیٹی سے ہو خاص کر جب اس بیٹی کے شوہر بھی موجود ہوں اور نہ ان کی لغت میں اس لفظ کا یہ مفہوم پیدا ہو سکتا ہے اور اس سے بعید بات یہ ہے کہ انفسنا سے مراد علیؑ کی ذات سے لی جائے۔ علاوہ بریں یہ بات بھی ہے کہ نجران کے عیسائی وفد کے ساتھ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی نہ انکی بیویاں تھیں نہ انکے بیٹے اور راولاد نہ مباہلہ ہوا نہ مباہلہ کی شرائط کہ عیسائی جب تک اپنی بیویوں اور بیٹوں کو نجران سے نہ بلا لیتے پوری ہوتیں۔ اگر پوری ہوتی تو آپ اپنی ازواج مطہرات اور اپنے فرزند ابراہیم کو ساتھ لیتے نہ کہ بیٹی اور نواسوں کو جن پر اس آیت کے لفظ نساء نا و ابناء نا کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مفتی محمد عبدہ اور علامہ رشید رضا نے فرمایا ہے نساء کا لفظ کوئی عرب بیٹی کے لئے استعمال نہیں کر سکتا اور ابن کا لفظ نواسہ کیلئے نہیں ہو سکتا۔

(مقدمہ خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۳۸)

marfat.com

خارجیؔ اپنے آقا و مولا یزیدؔ کے حضور میں

کتاب رشید ابن رشید کے اقتباسات

امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ" وصلی اللہ امیر المومنین یزید (رشید ابن رشید صفحہ اوّل)

اجماع ہوا اصحاب کا خلافت یزید پر — اب کلمہ اختلاف اپنایا نہ جائے گا
امیر و امام تھے وہ اصحاب رسول کے — رحمت کا یہ نشان مٹایا نہ جائے گا
سالارِ فوج مغفور لہم کا مرتبہ — کوئی بھی ہو کسی سے گھٹایا نہ جائے گا
محبوبِ اہل بیتؓ ہیں ابن معاویہ — پرچم کسی سے ان کا گرایا نہ جائے گا
ابن سبا کی نسل بھی سن لے یہ واشگاف — نام یزید ان سے مٹایا نہ جائے گا

(کتاب مذکورہ صفحہ ۳)

صحابہ کا امام صحابہ کرام کے بعد امیر المومنین یزید کی ذات اس کی بہت ہی زیادہ مستحق ہے کہ آپ کو رضی اللہ تعالےٰ کہا اور لکھا جائے۔ صحابہ کرام کی شان و بزرگی کے پیش اور ان بزرگوں کے مرتبے اور عزت کی خاطر ان کے امیر و امام (یزید) کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا از حد لازمی ہے ورنہ ان بزرگوں کی شان میں گستاخی ہوگی۔

محدثین پر تہمت اس حقیقت پر تمام محدثین اور اہل حق متفق ہیں کہ امیر المومنین یزید نے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر ان آیات اور آنحضور کی بشارت مغفور لہم کے پیش نظر کیوں نہ صحابہ کرام کے امیر کو رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکھا جائے (کتاب مذکورہ صفحہ ۵)

marfat.com

اقبال پر بہتان اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر جلی قلم سے ایک عنوان لکھا ہے ۔ حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور واقعۂ کربلا اور پھر یہ سر لکھا ہے :۔

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کیلئے
اقبال

یزید حق پر تھا امیر المومنین یزید رض حق پر اور سیدنا حسین رض کے قتل سے بری الذمہ تھے تمام صحابہ رض کرام نے جو بھی اس وقت دنیا میں تشریف فرما تھے سب نے امیر یزید رض کی بخوشی بیعت کی تھی ۔

اس وقت کے تمام مسلمان مع حسین رض اور ابن زبیر رض اور خاندانِ نبوت کا ہر فرد امیر المومنین یزید رض کو نیک کردار اور دیندار سمجھتا تھا ۔

حضرت علیؓ اور یزید کا موازنہ سیدنا علی کی خلافت پانچ سال کے قریب ہے اور امیر المومنین یزید رض کی خلافت بھی قریباً چار سال ہے ۔ اگر ان دونوں خلفاء کے عہد خلافت کا بہ چشم انصاف مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہو سکے گا کہ آیا باعتبار اجتماع اتحاد و اخوت کے نیز بلحاظ تحفظ نفوس مسلمین اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں جہادی سرگرمیوں کے ملت اسلام کو سیدنا علیؓ کے زمانہ کی خانہ جنگیوں اور اندوہناک خون ریزیوں سے تقویت پہنچی یا امیر المومنین کے حسن انتظام سے "کتاب مذکورہ صفحہ ۴۲ اس کے آگے چل کر لکھا ہے کہ " بدیں وجہ اگر کوئی شخص میری اس تالیف سے سیدنا علی اور امیر یزید رض کی شان کا تقابل سمجھے تو وہ تعصب سے کام لے گا ۔

آلِ رسولؐ امیر المومنین یزید رض اور تمام تابعین عظام اور تبع تابعین اور باقی تمام نیک مسلمان جو گزر چکے ہیں اور جو آنے والے ہیں سب آل میں داخل ہیں ۔ اب جب آپ کہیں گے اللھم صلی علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ تو یہ سب کے لئے نیک سفارش ہو گی ۔

گستاخ جو لوگ صحابہ کرام کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی صحابہ کرام رض کے امیر (یزید) کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ۔ (کتاب مذکورہ صفحہ ۳۸)

marfat.com

بیعت یزید کرنے والے سیدنا عباسؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا جعفر طیارؓ، سیدنا علیؓ بلکہ سیدنا حسینؓ۔ ان سب بزرگوں کی اولاد نے امیرالمومنین یزیدؒ سے خلافت کی بیعت کی اور حکومت کے کام میں ہر قسم کا تعاون فرمایا اور دنیاوی فوائد حاصل کئے یہ بزرگ امیر کے خلاف کسی قسم کی گستاخی سننے کو بھی تیار نہ تھے (کتاب مذکورہ صفحہ ۳۸)

واقعہ کربلا کوفیوں اور مسلم بن عقیل کے بھائیوں کے ناعاقبت اندیشانہ جذبے سے یہ دل ہلا دینے والا واقعہ پیش آیا جس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فتنوں کے سیلاب بہا دیئے۔ (کتاب مذکورہ صفحہ ۳۹)

یزید پاک امیرالمومنین یزیدؓ جن کو اللہ تعالے نے رہبر اعظم محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پاک فرمایا ہے (کتاب مذکورہ صفحہ ۴۲)

یزید پر اعتراض کا مطلب امیرالمومنین یزید پر اعتراض کرنے کا واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام پر اعتراض کر رہے ہیں (صفحہ)

صحابہ پر بہتان یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم نوازی ہے کہ اس نے اسلام کی بہتری کے لئے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں یہ بات پیدا کر دی کہ آئندہ سیدنا معاویہ کے بعد خلافت کا اگر ابھی سے فیصلہ کر دیا جائے تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ ان حالات کے مدنظر آنحضور صلعم کے جانثاروں نے یزید کو ولی عہدی کیلئے منتخب فرمایا (صفحہ ۸۳)

یزید کی ولی عہدی ابن کثیر سے دھوکا ولی عہدی کے سلسلہ میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تمام اسلامی دنیا نے متفقہ طور پر امیر یزید کی بیعت کر کے ثابت کر دیا تھا کہ امت مسلمہ امیرالمومنین یزید کی خلافت پر خوش تھی۔ لکھتے ہیں، کہ تمام اسلامی علاقوں میں لوگوں نے بلا کسی اختلاف کے بیعت کی اور وفود ہر جگہ سے توکید بیعت کے لئے امیر یزید کے پاس حاضر ہوئے صہ ۸ جلد ۸ البدایہ والنہایہ (اسے بے ایمانی اور بے حیائی کی انتہا ہی کہہ لیجئے کہ اصل عبارت کا ایک جملہ بھی نہیں لکھا اور ترجمہ میں جو جی میں آیا لکھ دیا" اور جو جی میں آیا نتیجہ نکال لیا۔)

marfat.com

یزید سب سے افضل

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ امیر یزید کے انتخاب پر متفق تھے صفحہ ۹۱

امیر المومنین یزید کا خلیفہ ہونا ضروری تھا (صفحہ ۹۲)

امیر المومنین یزید اس وقت کے تمام لوگوں سے علم و حلم اور رائے میں افضل تھے (ص۹۳)

مسلمانوں کی بہتری اور رفاہیت امیر یزید کو خلیفہ بنانے ہی میں تھی (صفحہ ۹۳)

امیر المومنین یزید کو نامزدگی پر شرعی حجت قائم ہو چکی تو اس پر اعتراض کیوں (صفحہ ۹۴)

امیر المومنین یزید کو خلیفہ نامزد کرنے میں صحابہ کرام نے اتفاق فرمایا اور کسی نے بھی اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا (صفحہ ۹۴)

یزید نہ ہوتا تو تبلیغ اسلام ختم ہو جاتی

ان حالات سے ثابت ہوا کہ امیر المومنین یزید کے علاوہ کسی دوسرے کو مسند خلافت پر لایا جاتا تو قوم میں وہ خانہ جنگی ہوتی کہ جمل وصفین کی دل ہلا دینے والی خانہ جنگیوں سے بھی زیادہ مسلمان قوم تباہ و برباد ہوتی اور اسلام کی تبلیغ کے تمام ذرائع مسدود ہو کر رہ جاتے (ص۹۵)۔

یزید کی شان میں قرآن

امیر المومنین یزید کی امارت اللہ تعالےٰ کا انعام تھا اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی "وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملو الصلحت یستخلفنھم فی الارض الی آخر الآیۃ ترجمہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں یقیناً زمین پر حکومت عطا فرمائے گا (الخ) (صفحہ ۹۷)

امہات المومنین پر بہتان

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امیر یزید کی خلافت پر متفق تھیں۔

اصحاب عشرہ مبشرہ پر بہتان

اصحاب عشرہ مبشرہ بھی امیر یزید کی خلافت پر خوش تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ آنحضور صلعم کے ماموں ہیں۔ آپ نے سیدنا علی کی بیعت نہیں کی لیکن امیر یزید کی ولیعہدی سے اتفاق کیا۔ (صفحہ ۹۹)

marfat.com

ابوایوب انصاری پر بہتان سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ جلیل القدر صحابی اور میزبان رسول پاک ہیں اور قسطنطنیہ کی مغفور فوج میں امیر یزید کی قیادت میں شریک تھے۔ امیر یزید کی ولیعہدی پر متفق تھے۔ (صفحہ ۱۰۰)

اقبال کا ایک شعر انہیں فتوحات کی خوشی میں ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اپنے سابقون اسلاف کا نام فخریہ طور پر لیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(آگے چل کر لکھا ہے کہ) اس کا سہرا امیر المومنین یزید کے سر ہے کیونکہ یہ مہم آپ ہی کی خلافت آپ ہی کی خواہش اور آپ ہی کے مقرر کردہ جرنیل کے ہاتھوں سرانجام پائی تھی (صفحہ ۱۱۹)

واقعہ کربلا سبائیوں کی شرارت ہے امیر المومنین یزید کی مدت خلافت پونے چار سال ہے جس میں حادثہ کربلا اور واقعہ حرہ کے سوا کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ حادثہ کربلا کو خانہ جنگی یا بغاوت کسی صورت بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ اسلام دشمن سبائیوں کی شرارت کا نتیجہ تھا (صفحہ ۱۲۰)

واقعہ حرّہ اہل مدینہ کی شرارت ہے رہا واقعہ حرّہ تو اس میں کوئی بھی ذمہ دار بزرگ شامل نہ تھا۔ سیدنا علی کے خاندان سے ایک فرد بھی اس کی تائید میں نہ نکلا۔ نہ ہی کوئی بنی عباس اور نہ ہی کوئی فاروقی وہاشمی اس فتنہ میں مبتلا ہوا۔ (صفحہ ۱۲۱)

ہنگامہ میں اللہ تعالے کی مہربانی سے بہت ہی معمولی جانی نقصان ہوا۔ بقول جلال الدین سیوطی کے کل تین سو ساٹھ مسلمان واقعہ حرّہ میں مارے گئے اہل نظر جانتے ہیں کہ اتنے بڑے ملک میں ایک شہر (مدینہ منورہ) کے چند ہزار لوگوں کی شرارت کو بغاوت یا خانہ جنگی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ان دونوں حادثوں میں زیادہ سے زیادہ چھ سو کے قریب قریب مسلمان کام آئے۔ (صفحہ ۱۲۲)

marfat.com

حصّہ دار آپ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہی چلا گیا اور اسلام کامیابی سے دنیا میں پھیلتا چلا گیا اور یہی اللہ اور اس کے رسولِ پاک کی مرضی تھی آپ کے عہد کی فتوحات نے ثابت کیا کہ امیر المومنین یزید دین حق کو دنیا میں پھیلانے کے پورے پورے حصّہ دار ہیں۔ (صفحہ ۱۲۴)

پیدائشی جنتی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق کہ قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر میری امت کی جو پہلی فوج جہاد کرے گی وہ مغفور ہے۔ امیر یزید اس فوج کے سالار تھے۔ اس لئے آپ پیدائشی جنتی ہیں (صفحہ ۱۴۱)

امیر المومنین تمام صحابہ کرام جو اس وقت دنیا میں حیات تھے سب نے امیر سے خلافت کی بیعت کی اور امیر کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا (صفحہ ۱۳۱)

حق بجانب امیر المومنین یزید وہ خوش قسمت انسان ہیں کہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک ادنیٰ غلام ہونے کے باوجود بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک ایسی صفت سے نوازا جس پر آپ بجا طور پر فخر کرنے پر حق بجانب ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کے نائبوں کے دستِ حق پرست پر خلافت کی بیعت کر کے ان کو اپنا امیر و امام تسلیم کرنے والوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان بزرگوں سے کسی طور پر بھی افضل ہو لیکن امیر المومنین یزید کی بیعت کر کے آپ کو اپنا امیر و امام تسلیم کرنے والوں میں بہت ہی بلند مقام رکھنے والی اکثر ذیشان ہستیاں موجود تھیں ص۱۴۲

افسانہ تراشی امیر المومنین یزید دین حق کے خادم اور امت مسلمہ کے خلیفہ بنے اور لوگوں پر خدا کے حکم کو نافذ کیا۔ دُنیا کی اصلاح میں حصّہ لیا اور اسلام کو دنیا میں پھیلایا گویا اللہ کے بندوں کو فیض پہنچایا۔ اسلامی سرحدوں کو وسیع کیا۔ لہٰذا قرآن کریم کے اصول کے مطابق فلاح و نجات پانے والے وہی لوگ ہیں جو حق کا بول بالا کرتے ہیں۔ رہا کربلا کے مظالم اور بداعمالیوں کا معاملہ تو یہ کوئی تعزیہ بازوں کی افسانہ تراشی ہے۔ (صفحہ ۱۴۲)

مدینہ منوّرہ سے یزید کی محبّت اہل نظر کیا امیر المومنین یزید کے ایسے سلوک سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ آپ کو مدینہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے حد سے زیادہ انس و محبّت تھی وہ لوگ جو آپ پر تہمتیں لگاتے ہیں انصاف سے

marfat.com

کہیں کہ امیر المومنین یزید کو مدینہ رسول اور اہل مدینہ سے کس قدر محبت تھی (صفحہ ۱۶۹)

باپ نے جان دے دی بیٹے نے بیعت کر لی

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے کہ آپ نے امیر المومنین یزید کی اہلیت و صلاحیت اور ان کے حسن سلوک و پدرانہ شفقت اور ملی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیعت خلافت کی تھی۔ کوفیوں کا کردار آپ کے سامنے تھا اس لئے انہیں ساری عمر فتنہ تک نہ لگایا حالانکہ کوفی جناب زین العابدین کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے حد سے زیادہ زور صرف کرتے رہے۔ یہ سب باتیں تاریخ اسلام سے اچھی طرح ثابت ہیں ... آپ نے امیر المومنین یزید سے خلافت کی بیعت کر کے ہر طرح سے تعاون فرمایا اور واقعہ حرہ میں بلوائیوں سے علیحدہ رہے اور بغاوت سے پہلے امیر المومنین کو ہر بات سے باخبر رکھا اور اپنے آپ کو باغیوں سے ہر طرح علیحدہ رکھا۔ (صفحہ ۱۷۷)

عمر بھر دعائیں دیتے رہے

مزید لکھا ہے۔ بلکہ امیر المومنین یزید کا حسن سلوک اور پدرانہ برتاؤ دیکھ کر عمر بھر دعائیں دیتے رہے (صفحہ ۱۷۵)

یزید کی تعظیم

ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی بن حسین (امام زین العابدین) امیر یزید سے نہایت ہی تعظیم اور عزت سے پیش آیا کرتے تھے۔

رشتہ داری

امیر المومنین یزید اپنا پیوند ابی طالب کے گھر بھی جوڑنے میں کامیاب ہے مثلاً سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب آنحضور صلعم کے منہ بولے بیٹے اپنی دختر نیک اختر سیدہ ام محمد کا نکاح امیر المومنین یزید سے کرتے ہیں (صفحہ ۱۸۳)

ہر دلعزیزی

امیر المومنین یزید رضی اللہ عنہ کو عوام میں مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ (صفحہ ۱۵۷)

خلیفہ برحق

جس نے خانہ کعبہ پر دیبائے خسروی کا غلاف چڑھانے کی مبارک رسم کی ابتداء کی وہ امیر المومنین یزید ہی تھے۔ ان کے خلیفہ برحق ہونے میں کونسی کسر باقی ہے۔ (صفحہ ۱۶۴)

عبداللہ بن جعفر طیار پر بہتان

آپ سیدہ زینب بنت علی کے خاوند ہیں جو واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ ابن جعفر نے امیر المومنین یزید سے پہلے ولیعہدی کی پھر خلافت کی بیعت کی اور آخر دم تک اس پر مستحکم رہے۔ آپ نے ایک دفعہ امیر المومنین یزید سے واقعہ کربلا کے بعد فرمایا تھا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (صفحہ ۱۶۹)

marfat.com

عیسائیوں کا یزید یزید صد درجہ حلیم وکریم، سنجیدہ ومتین، غرور اور خود بینی سے مبّرا، اپنی ذات میں زبردست، رعایا کے محبوب نزک و احتشام شاہی سے متنفر، عام شہریوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے والے مہذّب انسان تھے۔ (صفحہ ۱۳۷، بحوالہ عیسائی مؤرخ)

مجسمۂ خصائل امیر یزید کی ذات میں بہت ہی اچھی خصلتیں حلم و کرم، فصاحت و شعر گوئی اور شجاعت و بہادری کی تھیں۔ نیز حکومت کے معاملات میں بہت ہی عمدہ رائے رکھتے تھے۔ (صفحہ ۱۳۸)

نا محمود عباسی کے قصیدے یزید لعین کی شان میں

قارئین کو ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ :۔

ابن یزید کی کتاب رشید ابن رشید کے تمام تر حوالہ جات جو آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں نا محمود عباسی کی کتاب خلافت معاویہ ویزید کے صفحہ ۵۰ سے ۷۱ سے اخذ کئے ہوتے ہیں۔ صرف انداز تحریر جاہلانہ ہے باقی سب کچھ وہی ہے جو عباسی نے لکھا ہے :"

اس لئے ہم ان حوالہ جات کا دوبارہ اعادہ نہیں کرینگے البتہ جب ان پر بحث ہوگی تو پھر یہ سب کچھ سامنے لانا ہی پڑے گا۔ یہاں پر ہم عباسی کے شانِ یزید میں لکھے ہوئے عربی قصائد کے کچھ حصہ کا ترجمہ پیش کریں گے اور یہ ترجمہ بھی اسی کا ہے۔ جس سے قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں کی نگاہ میں خدا اور رسول کے بعد اگر کوئی مقام ہے تو وہ یزید پلید کے لئے مخصوص ہے چونکہ ان قصائد کا ہر جملہ بذات خود ایک عنوان ہے اس لئے متعدد عنوانات قائم کرنے کی بجائے صرف یہی ایک عنوان رکھا جاتا ہے۔

marfat.com

قصیدے یزید کے

• ہم نے عید کی خوشی سے اسقدر لطف اٹھایا جسطرح امیر یزید نے سخاوت و بخشش سے۔

• کیا مشک کی خوشبو یزید کے شبریں اور خوشبو دار اخلاق سے زیادہ خوشگوار ہے۔

• غیر مغلوب یزید میدانِ جنگ سے اموال غنیمت ہی لے کر لوٹتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنار آپ لوگوں کے حق میں عفو و مغفرت کی بشارت دی ہے۔

• وہ لوگ جنکی ساری خطائیں دو نہروں (دجلہ و فرات) میں دھل گئیں۔

• آپ لوگوں نے کفرستان کو منور کرنیکے باعث اپنے اوپر فردوس واجب کر لیا۔

• خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے امیر یزید کی قیادت میں جہاد کیا۔

• ان پاک طینت مجاہدین میں حضرت حسین بھی تھے۔

• تمام بڑے بڑے ائمہ وقت نمازوں اور مقتدیوں میں ہمیشہ امیر یزید کو امام و فضل بناتے

• یزید سے بڑھ کر معلوم کوئی نہیں۔

• یہاں تک کہ تمام لوگوں نے بے چون و چرا نہ دل سے آپکی ولی عہدی کی بیعت کی۔

• زمین کی ولیعہدی کے دس سالہ دور میں آپ نے سارے قابلِ فخر کمالات حاصل کر لئے۔

• ایک جماعت ان کی فطری خوبیوں سے بیزار ہو کر بے وفائی پر آمادہ ہو گئی۔

• آپ عرب کے پرہیزگار شہسوار اور قوم کے محبوب ہیں۔

• آپ کی خلافت میں شک کرنے والا خلفائے راشدین کی خلافت میں شک کرنیوالے کے مشابہ ہے۔

• ان کے والد محترم نے جمہوریت سوزی کے اندیشہ سے اُن کی ولائت کو پسند کیا

marfat.com

• اس شہسوار عرب کی ولایت میں اڑھائی سو سے زیادہ صحابیؓ تھے۔

• امیر المؤمنین یزید حضرت حسینؓ سے مساویانہ برتاؤ فرماتے تھے۔

• ان کے عزائم پہاڑ کی طرح اٹل اور ہمتیں فضا کی طرح وسیع تھیں۔

• اپنے پرہیزگار آباؤ اجداد کی طرح داد و دہش میں بحر تلاطم کے مشابہ ہیں۔

• آپ کے پاس وفود آتے اور گلہائے مراد سے دامن بھرپور واپس لے جاتے۔

• جب کہ غبی السلیع خراٹے بھرتے ہیں وہ ہوشیار جاگتا رہتا ہے۔

• تحمّل اور بردباری میں پھول اور مقابلے میں زمانے کی طرح تیز رفتار۔

• درحقیقت بنو حرب کے تم ہی پر اُمید فرد ہو جنہوں نے بڑے بڑے لوگوں کے خواب جھٹلا دیئے۔

• آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے خاندان اور صحابیوں سے اس عاشق کی طرح محبّت تھی جو محبّت کے حق کو پورا کر دیا کرتا ہو۔

• اسی لئے آپ حضورؐ کے گھر کے پڑوسیوں پر قربان تھے۔

• بڑوں کے بادشاہ یزید کی طرح دنیا مدینہ پر قربان ہو جائے (اور میں بھی) اس مسند نشین شیر کی طرح اس بہترین سرزمین پر قربان ہو جاؤں۔

• آپ کے پاس یتیم بیوہ اور مکاتب غلام اور لونڈیاں پناہ پاتے تھے۔

• بنو سہم۔ بنو جمح اور بنو عدی آپ پر قربان تھے۔

• امیر المومنین اپنے ہاتھوں سے ڈول کی طرح علی ابن حسینؓ کو نوازا کرتے تھے اور علی ابن حسین (زین العابدین) بھی یزید سے حد درجہ مانوس تھے اور دشمنوں کی پر اسرار شرارتوں کی اطلاع آپ کو پہنچایا کرتے تھے۔

• امیر المومنین یزید بچوں والی ماں کی طرح ان لوگوں سے لاڈ پیار کرتے تھے۔

• امیر المومنین لوگوں کو اتنا کھلاتے پلاتے اور دل جوئی کرتے کہ لوگ انہیں کمزور سمجھنے لگے

• چلچلاتی دھوپ میں امیر المؤمنین کا صحت پرور سایہ پناہ بخش تھا۔

marfat.com

- بزرگان صحابہ کی طرح آپ حد درجہ خود دار پُروقار کریم النفس اور شریف الطبع تھے۔
- امن و جنگ ہر حالت میں آپ بزرگی و شرافت کی بہترین مثال تھے۔
- آپ پر لعن طعن کرنے والوں کے ساتھ نجدی منافقوں جیسا برتاؤ ہونا چاہیئے۔
- قلبِ مؤمن کے نورِ ایمانی کی طرح اے امیر المومنین یزید آپ ہمیشہ منوّر رہیں۔
- آپ نے بحیثیت امیر لوگوں کو تین دفعہ حج کرایا۔ آپ پر امیر و غریب سب قربان ہوں۔
- آپ زبردست عالم، فقیہہ اور حافظ قرآن تھے۔ آپ نے پاک نفسوں سے روائتیں کی ہیں
- آپ سنگین سے سنگین معاملات میں حلم و بردباری کے پیکر تھے۔
- آپ نے بدترین ہجو کرنے والوں کو بھی ہلاکت کی سزا دینا گوارا نہیں فرمائی بلکہ آپ نے ابن حسانؓ و ابن ہبان جیسے ہجوگویوں کے عطیات دگنے کر دیئے۔
- آپ وقت مقابلہ شیر۔ رحمدل، انصاف پرور اور موتیوں کی بارش کرنیوالے ہیں۔
- اعمال میں تقویٰ کی فضیلت کی طرح آپ حکومت کے سربراہوں میں افضل ترین ہیں۔
- آپ امت اور امورِ مملکت کے بہترین منتظم اور مدبر ترین الخبیر رہیں۔
- پاکیزہ نفسوں کی طرح آپ زہد و تقویٰ کا ایثار کرتے۔
- تعجب ہے کہ صحابی جیسی شخصیتوں کو فاجر بنا دینا دین کی بنیاد قرار پاتا ہے

(ماخوذ خلافت معاویہ ۵۴۶ تا ۵۶۰)

تین کانٹے

ہمارے سامنے خوارج و نواصب کے متعدد ٹریکٹ اور کتابچے بکھرے پڑے ہیں۔ جن کا ایک ایک جملہ عداوت اہلبیت مصطفےٰ کا غماز ہے اور ایک ایک لفظ سے بغض و کینہ کی

marfat.com

بو آتی ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق یہ تمام تر متعفن مواد نا محمود عباسی کی شر انگیز کتاب خلافت معاویہ و یزید سے ہی حاصل کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ ان تمام جہلا کی تحریروں کو سامنے لایا جائے۔ کیونکہ ان سب میں ایک ہی ابلیسی روح کار فرما ہے۔

البتہ دو کتابیں مزید ایسی ہیں جن کی چند عبارات پہ توجہ دینا ضروری سمجھا گیا ہے۔ اور اس کی کچھ وجوہات بھی ہیں۔

ان میں سے ایک کتاب کا نام رشید ابن رشید ہے جس کے کئی حوالے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے مصنف یا مؤلف نے خود کو ابو یزید کی کنیت سے متعارف کرایا ہے حالانکہ یزید پلید سے اس کی والہانہ عقیدت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ خود کو ابن یزید لکھتا۔ بہر حال ہم اس کی اس بھول چوک کو معاف کرتے ہیں۔ اور خود اسے ابن یزید ہی کے نام سے یاد کریں گے۔ اگرچہ اس کی کتاب کا معتدبہ حصہ نا محمود عباسی ہی کی تحریروں کا چربہ ہے تاہم اس نے کچھ خوفناک اضافے بھی کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ " اپنے اسلاف خوارج کی طرح قطعی طور پر بے محل اندھا دھند قرآن مجید کی مقدس آیات نقل کرتا چلا گیا ہے اور پوری کتاب میں ایک آیت بھی ایسی نہیں پیش کی گئی جس سے اس کے استدلال کو تقویت ملتی ہو۔ بہر حال یہ انکشاف ہم کسی دوسرے مقام پہ کریں گے کہ کس طرح خارجی اپنے ابتدائی دور میں قرآن مجید کی آیات مقدسہ کو بلاوجہ اور بے محل پیش کیا کرتے تھے اور کس طرح اس نے اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں قرآن کریم کو کھلونا بنانے کی کوشش کی ہے علاوہ ازیں اس نے ترجمان اہلسنت علامہ اقبال کے کلام کو بھی کہیں کہیں گواہ بنانے کی کوشش کی ہے اور خاص بات اس میں یہ ہے کہ اس کتاب پہ خارجی وہابیوں اور خارجی دیوبندیوں کے چند مولویوں کے بھی تصدیقی دستخط ہیں۔ دوسری کتاب جس کے چند نمونے ہم پیش کرنے والے ہیں کا نام سادات بنو امیہ ہے اور اس کے مولف کا نام محمد سلیمان ہے " یہ کتاب اس نے کسی محب اہلبیت کی تردید میں لکھی ہے اور انداز تحریر انتہائی کریہہ اور سوقیانہ ہے۔ ہم اس کتاب کو زیر بحث

marfat.com

کبھی نہ لاتے۔ اگر اس کا تعارف نا محمود عباسی نے نہ لکھا ہوتا۔ چونکہ فتنۂ عداوتِ اہلبیت کا محرک محض عباسی ہے اور پاکستان و ہندوستان میں یہی پہلا فتنہ انگیز اور مرکز شر و فساد ہے اس لئے بالواسطہ یا بلا واسطہ ہمارا مخاطب یہی رہے گا۔ اس کو فتنہ باز اوّل ہم محض قیاسی طور پر ہی نہیں کہہ رہے بلکہ اس کی اپنی عبارت ہی سے منترشح ہوتا ہے کہ پاکستان میں عداوتِ آلِ رسول اور حمائت یزید پلید کا بیڑہ اوّل اوّل اسی ملعون نے اٹھایا تھا۔ چنانچہ یہ اپنی تلبیسات میں رقمطراز ہے کہ ہز ہائی نس سر آغا خان نے اپنی ایک تحریر میں فرمایا تھا کہ:۔

پاکستان بنا ہی یزید کے لئے ہے

دنیائے اسلام کی صدیوں کی تباہی کے بعد پاکستان بحیثیت سب سے پہلی عظیم ترین اسلامی مملکت کے عالم وجود میں آیا ہے۔ اس لئے یہ موزوں ترین وقت ہے کہ اسلامی تاریخ کے اس عظیم الشان دور یعنی بنی امیہ کے درخشاں دورِ صد سالہ کی سچی تاریخ لکھ کر پبلک کے سامنے پیش کی جائے۔ مصر و شمالی افریقیہ[1] میں تو اس قسم کی تالیف کی اس سے بہت کم ضرورت ہے۔ کیونکہ مصر اور شمالی افریقیہ کے (مسلمانوں) نے اِس تشکیلی دور کی عظمت کو فراموش نہیں کیا۔ (خلافت و معاویہ یزید $\frac{59}{60}$)

آگے چل کے لکھتا ہے۔ راقم الحروف کو اپنی کم بضاعتی کا اعتراف ہے اور مدت دراز سے اس دور کے بعض اہم واقعات کی تحقیق و تفتیش میں ہمہ تن مصروف رہی محترمی ڈاکٹر عبد الحق بابائے اردو کی فرمائش سے کتاب الحسین پر مختصر تبصرہ رسالہ "اردو" جنوری ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ پھر یہ تبصرہ رسالہ تذکرہ کراچی میں دو سال تک شائع ہوتا رہا اور اس سلسلہ میں بارہ قسطیں راقم الحروف کی شائع ہوئیں۔ چند ہی قسطوں کے شائع ہونے پر پاکستان اور بھارت کے ہمت افزا اور ستائشی خطوط بکثرت آنے شروع ہو گئے۔ جن میں سے اکثر میں تقاضا تھا کہ ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ (خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۶۳)

---

[1] شمالی افریقیہ وغیرہ چونکہ خوارج و نواصب کا شروع ہی سے مرکز رہا ہے اسلئے وہاں اس کتاب کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ (مصنف)

marfat.com

مختصر یہ کہ پاکستان میں فتنۂ خارجیت کا بانی ناصر محمود عباسی ہی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے بذریعہ تحریر اظہارِ بغض اہلبیت کا بیڑا اٹھایا۔ اور باقی اس کی تمام تر ذریت اسی کی مقلد ہے۔

ہم پوچھتے ہیں؟

بات دور نکل جانے کا خوف نہ ہوتا تو ہم اس تلمیذ ابلیس پر یہ سوال بڑی وضاحت سے کرتے کہ کیا پاکستان اسی لئے معرضِ وجود میں آیا تھا کہ یہاں صدیوں کے بعد فتنہ خارجیت کو پنپنے کا موقعہ مہیا ہو جائے گا۔

کس قدر ڈھٹائی اور بے حیائی ہے کہ جو ملک صرف اور صرف عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبان اہلبیت کرام کی بے مثال قربانیوں سے منصۂ شہود پر آیا اس میں اہلبیت رسول پر گستاخانہ حملوں اور زبان درازیوں کا اہتمام کیا جائے۔

جس ارض مقدس کے حصول کے لئے جذبۂ حسینیت کے نام پر مسلمانوں کو مجتمع کیا گیا ہو اس مقدس سرزمین کے حاصل ہو جانے پر جذبۂ حسینیت کو کچل دینے کے پروگرام مرتب کئے جائیں۔ نواسۂ رسول کو ننگی گالیاں دی جائیں۔ جن کی شہادت کے اثرات نے اہلِ اسلام کو ذوقِ شہادت کی لذت و کیفیات سے آشنا کیا۔ اس کو باغی کا خطاب دیکر اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے جائیں۔ معاذ اللہ۔

یہ سب کچھ تمہاری فریب کاری اور خرافات ہے۔ یاد رکھو پاکستان کی تاریخ کو بنو امیہ کا دور کوئی درخشندگی نہیں دے سکتا۔ تم لوگ یزید پلید کے فرضی کارنامے بیان کر کے

marfat.com

پاکستان کی بنیادیں ہلا دینا چاہتے ہو۔ ارض مقدس کی بہاریں خونِ شبیرؑ کی رنگینیوں کی مرہونِ منت ہیں۔ کیا تم اور تمہاری ذریت ایک لمحے کے لئے بھی یہ ثابت کرسکتی ہے کہ پاکستان کو یزید کی قصیدہ خوانی اور اس کے عظیم کارناموں کو بیان کرکے حاصل کیا ہے۔ کیا تم لوگ اہل پاکستان کو یہ باور کرا سکتے ہو کہ مملکت خداداد پاکستان" امام حسین علیہ السلام کو باغی اور سرکش قرار دیکر حاصل کی گئی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو جو ملک بنوامیہ کی تاریخ روشن ہونے سے پہلے دنیا کے نقشہ پر بعد حسن و رعنائی جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ تو اسں کو یک بیک اس صد سالہ روشن ترین تاریخ کی ضرورت کیوں محسوس ہونے لگی جس میں خاندانِ نبوت کو اجاڑا گیا اور گلستان نبوت کے ہر پھول کو مسل دیا گیا۔ مدینۃ الرسولؐ کو تاراج کیا گیا۔ بیت اللہ شریف پر منجنیقوں سے پتھر برسائے گئے۔ کعبۃ اللہ پر آگ کی بارش کرکے غلافِ کعبہ کو جلایا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو حرم محترم کے احاطہ میں ذبح کر دیا گیا اور پھر محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد جیسے جانباز مجاہدین اسلام کو بھی تہہ تیغ کروادیا گیا۔

بنوامیہ کی روشن تاریخ بیان کرنا تھی تو عمر بن عبدالعزیزؓ کے دور کی بات کی ہوتی اور انکی اصلاحات کو سامنے لاکر دنیا کو بتایا ہوتا کہ انہوں نے کس مجاہدانہ انداز سے عوام الناس کو بنوامیہ کی چیرہ دستیوں اور ننت نیئے مظالم سے محفوظ کیا۔

اصلی مجرم

بات پھر دور جارہی ہے اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کرتے ہوئے ہم اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ پاکستان میں کارخانہ خارجیت کو متحرک کرنے والا پہلا شخص نامحمود عباسی ہے جس کا اندازہ قارئین کو اس کے اپنے بیان سے بھی ہو گیا ہوگا اور ویسے بھی یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ باقی تمام ترکتابچے اسی مبغوض کی کتاب کے چربے ہیں۔ اب ہم جس کتاب کے چند اقتباس ہدیہ قارئین کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق ہم بتا آئے ہیں کہ

marfat.com

اس کا نام " سادات بنو امیہ " ہے ۔ اور اس کا تعارف اسی ناصمود عباسی کا لکھا ہوا ہے ۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تعارف کے چند جملے ہدیہ قارئین کر دیئے جائیں تاکہ آئندہ اوراق میں آنے والے متعدد واقعات کو سمجھنے میں آسانی رہے ۔

چور کا گواہ قاتل

اس سے پیشتر کہ ہم سادات بنو امیہ کے مولف کی اہل بیت کرام کی شان میں کیگئی گستاخیوں اور شان یزید پلید میں لکھے گئے قصائد کی فہرست ہدیہ قارئین کریں ۔ اس تعارف کے چند جملے پیش خدمت کرتے ہیں جو اس کتاب اور مؤلف کے بارے میں ناصمود عباسی نے تحریر کیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے ۔

" جوان سال و جوان ہمت مصنف محمد سلیمان سلمہ کو خدا جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنی اس تصنیف میں غائر تحقیق سے روایات و درایات تمام اتہامات اور بہتان تراشیوں کا پردہ اس طور سے چاک کر دیا کہ تار عنکبوت کی بھی سکت ان کا ذہن میں باقی نہ رہی ۔ تاریخ کے اوراق ایسے ابن الوقت بہروپیوں زندیقوں اور روافض کی نشاندہی کرتے ہیں جو اپنے ذلیل مقاصد سے تشیع کا چولہ پہن کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ہیں ۔ (سادات بنو امیہ تعارف عباسی)

حضرت حسن رضؓ نے باوجود شوکت و قوت کے حضرت امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی کی تھی تو ان کے چھوٹے بھائی (حضرت حسینؓ) نے کیوں امیر یزید کی بیعت سے جو حضرت معاویہ رضؓ کے باضابطہ ولیعہد تھے اور تمام مسلمان انکی بیعت میں شامل تھے منکر ہو کر یہ مصیبتیں کیوں اپنے سر مول لیں جس کا رونا یہ رافضی رونتے ہیں ۔ (سادات بنو امیہ تعارف عباسی)

ناصمود عباسی کی ان چند سطور کا تذکرہ یہاں اس لئے ضروری تھا کہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ یہ کتاب بھی اسی نابنجار کے ایماء پر لکھی گئی ہے اور اسی کے شیطانی ذوق کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ بہر حال اب ہم اس کتاب کے چند ملے جلے اقتباسات ہدیہ قارئین کرتے ہیں ۔

marfat.com

حدیثوں کا کارخانہ

حضرت امیر معاویہ۔ یزید، مروان کے خلاف جو

سیاسی رقابت

احادیث گھڑی گئیں ان کا منشا سیاسی رقابت تھی۔ بنو عباس نے پولیٹیکل اغراض کی تکمیل اور سیاسی جذبات کی تسکین کے لئے اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف کذاب اور کرایہ کے ٹٹوؤں سے خرافات تصنیف کرائیں۔ جنہیں سبائیوں نے ہوا دی اور بے خبر فریب خوردہ مسلمانوں نے ان خرافات کو حدیث اور افسانوں کو تاریخ سمجھ کر قبول کر لیا۔ جب حدیث اور تفسیر کی روایات کا یہ حال ہے تو تاریخ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ (سادات بنو امیہ صفحہ ۲۵)

ہماری تاریخ

بہر حال یہ ہماری تاریخ ہماری تاریخ نہیں البتہ بحث و مذاکرہ اور درس و مطالعہ کے لئے کثیر مواد ضرور ہے۔

(سادات بنوامیہ صفحہ ۲۸)

سب اہلبیت باغیوں کا ٹولہ ہے

تاریخ سے معمولی تعلق رکھنے والے حضرات بھی اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ اولاد علیؑ پر فخر کرنے والے اور آنا اھلبیت کا فخریہ نعرہ لگانے والے علویوں نے ہمیشہ اپنی ہی اہلبیت کو اپنے دماغ میں رکھ کر دوسروں کو امارت اور حکومت کا نا اہل تصور کرتے ہوئے حکومت وقت کے ساتھ باغیانہ انداز میں بغاوت کی ہے۔

(سادات بنوامیہ صفحہ ۵۲)

حسینؑ کو شہید کہنا جرم ہے

ہمارے پڑھے بے پڑھے سُنّی حضرات جن کے دماغوں میں ایک ہزار سال سے ایک فتنہ

خاندان رسول کو ننگی گالیاں

پرداز گروہ نے ان باغیوں کی اہلبیت اور اہلبیت اور مظلومیت کا رونا رو رو کر یہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے کہ علویوں کا خروج حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت نہ تھی۔ بتائیے کہ

marfat.com

یہ حکومت کرنے کا اور اہلبیت ہونے کا خناس جو علوی دماغوں میں گھسا ہوا تھا۔ میں پوچھتا ہوں، علویوں نے کوئی پرمٹ حکومت کی ٹھیکیداری کا اللہ کے رسول سے حاصل کیا تھا اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ اَنَا اہلبیت رسول اللہ کے باغی مدعیان نے نبیؐ آخرالزمان سے کہیں یہ بھی سنا تھا کہ نسلی ا[illegible] عزور میں ہمیشہ سرشار رہنا۔ اور جب تک رسولؐ کی نسل سے ایک متنفس بھی دنیا میں باقی نہ رہے خبردار کسی کو تختِ حکومت پہ نہ جمنے دینا اور بغاوت کرتے رہنا، حق تمہارا ساتھ دے گا۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ حق کے ان باغیوں کا ساتھ دینے کی بجائے الٹے حق انہیں کے گلے پڑ گیا اور ان جھوٹے مدعیوں اور باغیوں کو اپنے کیفرکردار کی سزا ملی اور موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ جن کے لئے شہید کئے گئے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ امیر وقت کا باغی اگر قتل کیا جاتا ہے جس کی سزا سارے ادیان میں یہی قتل ہے۔ اسکو شہید کہا جائے، یہ غضب نہیں تو اور کیا ہے

(سادات بنو امیہ صفحہ ۵۲)

اہلبیت کو قتل کرنا جائز ہے

اس لئے جمہور علمائے اہل اسلام نے اتفاق کیا ہے کہ خلیفہ خواہ اہل ہو یا نااہل لیکن اگر اس کی حکومت قائم ہے تو جو اس پر خروج کرے گا اس کا حکم باغی کا ہوگا خواہ کتنا ہی افضل اور جامع ہو۔ اس سے لڑنا اس کی جماعت کو قتل کرنا جائز ہے۔

(سادات بنو امیہ صفحہ ۵۴)

شہید نہیں باغی کہو

حسینؓ پہ اللہ کا عتاب ہوا تھا

جن کے لئے آپ نے شہید ہونے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہ اس حکم کیمطابق باغی تھے یا نہیں۔ اگر تھے اور یقیناً تھے تو کیا باغی شہید ہوتا ہے؟ اور وہ عنداللہ باثواب ہوگا؟ سن لیجئے باغی کا حکم یہ ہے کہ اس کو اور اس کی جماعت کو قتل کر کے ویسے

marfat.com

ہی کسی گڑھے میں ڈال کر دبا دیا جائے یا دیسے ہی پڑا رہنے دیا جائے چیل کوؤں اور دیگر درندوں کے لئے کیونکہ عنداللہ معتوب ہونے کی یہی سزا ہے۔

(سادات بنوامیہ صفحہ ۵۵)

قتل حسین ہزاروں انسانوں کے قتل سے بہتر ہے

جب بنوامیہ کی حکومت قائم ہوئی تو صحابہ کرام کو اپنے طرز عمل کے فیصلہ میں ذرا بھی تذبذب نہیں ہوا اور پوری یکسوئی کے ساتھ اس پر عمل کیا اور اسی پر اجماع امت کی مہر لگ گئی۔ مصلحت و حکمت اس حکم کی ظاہر ہے۔ اگر روز اوّل ہی سے ان دعویداروں کا دروازہ بند نہ کر دیا جاتا تو کوئی بہتر سے بہتر اسلامی حکومت بھی خروج اور شورش سے محفوظ نہ رہ سکتی۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ہمیشہ کشت وخون کا بازار گرم رہتا۔ اس لئے ایسے شخص کا خروج باغیانہ خروج ہے وہ باغی ہے اور ایسے انسان کا قتل ہزاروں انسانوں کے قتل سے زیادہ بہتر ہے۔

(سادات بنوامیہ صفحہ ۵۵)

اہلبیت رسول کیلئے جہنم کی سزا

بنوامیہ کی حکومت کے خلاف خاندان رسالت کی شورشوں اور بغاوتوں کی کہانی آپ خارجیوں کی زبانی ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ بھی آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ ان بغاوتوں اور خروج کی سزا جو کہ اہلبیت رسول کے لئے عنداللہ ہے۔ وہ خارجیوں کے عقیدہ کے مطابق کتنی ہولناک اور اذیت ناک ہے۔

marfat.com

خانوادۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر جی بھر کر کوسنے کے باوجود ملعون خارجی کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا چنانچہ یہ سب کچھ لکھنے کے بعد اب وہ ایسی روایات کو اہل بیت کے خروج پر چسپاں کرنے سے بھی باز نہیں آیا جن کے مطابق تمام خانوادۂ رسول جہنمی قرار دے دیا جائے (معاذ اللہ) چنانچہ اہلبیت رسولؐ کے خروج و لبغاوت کا ذکر کرنے کے بعد وہ استدلال کے طور پر اس خروج کی دنیاوی سزا کے بعد آخری سزا کے طور پر۔ یہ روائت پیش کرتا ہے

جاہلیت کی موت

جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہوگیا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کے مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

اگر کوئی شخص اپنے امیر کو ایسی بات کرتے دیکھے جو اسے پسند نہ آئے تو چاہیئے کہ صبر کرے اسکی اطاعت سے باہر نہ ہو۔ کیونکہ جو کوئی سلطان اسلام کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر ہوا اور اسی حالت میں مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی حالت پر ہوگی۔

بچاؤ کی کوئی صورت نہیں

جس نے خلیفہ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا یعنی اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔ اور اس کے لئے بچاؤ کی صورت نہ ہوگی اور جو مسلمان دنیا سے اس حالت میں گیا کہ خلیفہ کی بیعت و اطاعت کے حلقہ سے اس کی گردن خالی ہوئی تو یقین کرو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

دوزخ میں ٹھکانہ

جو خلیفہ ... ت سے باہر ہوا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (سادات بنو امیہ صفحہ ۵۶)

marfat.com

کیا جہنم آلِ رسول علیہ السلام کیلئے ہی بنایا گیا ہے

قارئین اندازہ فرمائیں کہ جن مقتدر اور برگزیدہ ہستیوں کو جنت الفردوس کا مالک و مختار قرار دے دیا گیا ہو، جن پر جہنم کی آگ حرام قرار دی جا چکی ہو، جن میں بعض کو نوجوانانِ جنت کی سرداری کا منصب جلیلہ عطا فرما دیا گیا ہو۔ جن کا جنتی ہونا اور جنت میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مکان میں رہنا منصوص ہو ان ساکنان جنت الفردوس پر ان روایات کو منطبق کرنا اور ان کو ان وعیدوں کا مصداق قرار دینا جو دوزخیوں کے لیے آئی ہیں حقیقت کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا کوئی صحیح الدماغ انسان اِن خرافات کو تحقیق کا نام دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تحقیق نہیں حقائق سے روگردانی ہے۔ جہنم آلِ رسولؐ کے لئے نہیں آلِ رسولؐ کے دشمنوں کے لئے ہے۔

یہ کینہ پرور اور بغض و عناد کے پیکر بوقت ضرورت یہ کلیہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جن لوگوں کی عظمت قرآن و حدیث سے منصوص ہے اُن کے خلاف اگر کوئی تاریخی روایت یا حدیث موجود ہو تو اہل اسلام کو چاہیئے کہ اُسے مسترد کر دیں۔

لیکن یہ کس قدر ظلم عظیم ہے کہ جب اہلبیتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ آتا ہے تو خود ہی اس کلیہ کے پرخچے اڑا دیتے ہیں اور اندھا دھند ایسی روایات کو ان کے حق میں نقل کرتے چلے جاتے ہیں جن کو کسی بھی صورت میں ان کے حق میں ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

سادات بنو امیہ کے خارجی مصنّف کی ہفوات و خرافات اور اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کھلی بغاوت اور بغض و عناد کی واضح ترین تصویر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

یہ محض چند اوراق سے اخذ کیا ہوا نمونہ تھا۔ کتاب کے باقی حصّہ میں وہ سب کچھ موجود ہے جو

marfat.com

نا محمود عباسی اور ابن یزید کی کتابوں کے اقتباسات کی صورت میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ ان تحریروں کے اعادہ پر بھی محبانِ اہل بیتِ کرام کی دل آزاری یقیناً ہوتی ہوگی، مگر ان کی خرافات کا جواب بغیر ان کو سامنے لائے ہوئے کس طرح دیا جاسکتا ہے۔ تاہم ہم نے زیرِ نظر کتاب میں کافی اختصار سے کام لیتے ہوئے محض نمونہ پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اور اب محض اس کے تین حوالے اس مقام پہ درج کرنے کے بعد ہم ان تمام تر خرافات کا ابطال کرنے کیلئے نصوصِ شرعیہ اور تاریخی حقائق کی روشنی میں مضبوط ترین استدلال پیش کریں گے تاکہ حقیقت پسند حضرات حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔ یہ تین حوالے یہ ہیں :

حسینؓ کس شمار میں ہے

اگر سوائے نبیؐ کے کوئی معصوم ہوتا تو حضرت بتول سے یہ نہ فرمایا جاتا کہ "فاطمہ نیک عمل کرو، یہ نہ سمجھنا کہ میرا باپ نبی ہے۔ سنو میں قیامت کے دن تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔" پھر بھلا نواسے اور دیگر حضرات کس شمار میں ہیں۔

(سادات بنو امیہ ۶۲)

فیصلۂ خداوندی

شیعی پروپیگنڈہ کے تحت یزید کو فاسق و فاجر اور قاتلِ حسینؓ تصور کرلینے کے بعد ان لوگوں کا جی کسی طرح نہیں چاہتا کہ یزید کی مغفرت کا فیصلہ خداوندی ٹھنڈے دل سے تسلیم کریں۔

(سادات بنو امیہ صفحہ ۶۸)

ایں گلے دیگر شگفت

حضرت حسینؓ ابن علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے زیادہ خدا ترس، شب بیدار خدا سے ڈرنے والا اور اپنی جنگی مہارت سے مجاہدین کو لڑانے والا اور کسی کو نہیں دیکھا

(سادات بنو امیہ صفحہ ۶۲)

marfat.com

جوابات

خارجیوں کی اس لائقِ آتش داں تحقیق سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں وہ یہ ہیں ۔

نمبر ایک :۔ واقعۂ کربلا شیعہ مؤرخین کا من گھڑت ہے ۔

نمبر دو :۔ امام حسینؓ پر کوئی ظلم نہیں ہوا اور نہ ہی آپ کا پانی بند کیا گیا کیونکہ آپ دو محرم کو نہیں بلکہ دس محرم کو کربلا میں پہنچے تھے اور جاتے ہی لشکرِ یزید پر حملہ آور ہو کر قتل ہو گئے ۔ نیز یہ کہ کربلا میں تو جگہ جگہ چشمے جاری تھے ۔ کیونکہ ارض کربلا کوئی ریگزار نہیں بلکہ سرسبز و شاداب لالہ زار ہے ۔

نمبر تین :۔ امام حسینؓ نے یزید کی بیعت نہ کر کے سخت غلطی کی تھی مگر وقت شہادت آپ نے اس غلطی سے رجوع کر لیا اور یزید کی بیعت کے لئے تیار ہو گئے تھے ۔

نمبر چار :۔ یزید انتہائی رحمدل، عابد و زاہد، متقی، پرہیزگار، عالم دین، محدث، اور خلیفہ برحق تھا ۔ اس کے برعکس، امام حسینؓ، لالچی، لٹیرے، ضدی، جذباتی، بے علم، بے دین اور باغی تھے، اور اپنے حسب نسب پر مغرور تھے حالانکہ حسب نسب کوئی چیز نہیں ۔

نمبر پانچ :۔ یزید کی بیعت کو تمام صحابہ نے برضا و رغبت قبول کیا تھا اور امام حسینؓ کے خروج کے سخت خلاف تھے اور دین میں تفرقہ انگیزی سے سخت منع کرتے تھے ۔ اسلئے کہ وہ یزید کے تقویٰ و طہارت کے پورے طور پر معترف تھے ۔ مگر امام حسینؓ کو تخت کے لالچ نے جرمِ بغاوت سے باز نہ رہنے دیا ۔

نمبر چھ :۔ یزید پیدائشی جنتی تھا کیونکہ حضورؐ نے قسطنطنیہ پر جہاد کرنیوالوں کے جنتی اور مغفور ہونے کی بشارت دی ہے ۔

نمبر سات :۔ امام حسینؓ اپنے نانا کے وصال کے وقت تین چار سال کے تھے ۔ انہیں اپنے نانا کے ارشادات کا کیا پتہ ہو سکتا ہے ۔ جبکہ یزید نے متعدد صحابہؓ کی صحبت سے علم دین حاصل کیا تھا ۔ نیز یہ کہ مجاہدین کے حق میں آنے والی آیات میں یزید شامل ہے ۔ مگر آیتِ تطہیر اور آیتِ مباہلہ میں حضرت حسینؓ شامل نہیں ہیں ۔

نمبر آٹھ :۔ واقعات حرہ بہت معمولی قصہ ہے جسے غالی رافضیوں نے بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے اور اس کے بھی ذمہ دار مدینہ منورہ کے شرارتی لوگ ہیں یزید نہیں ۔

ان آٹھ موٹی موٹی باتوں کے علاوہ خارجیوں کے دیگر سینکڑوں کذبات ہیں جن کا جواب ضمناً انہیں ابواب میں دے دیا جائے گا ۔ انشاء اللہ العزیز

marfat.com

marfat.com

ایک طویل مگر انتہائی ضروری بحث

ہم قارئین کرام سے اس خشک مگر انتہائی ضروری بحث کی طوالت کی معذرت بھی طلب کرتے ہیں اور یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ بغیر اس معلوماتی مضمون کے نہایت یکسوئی سے مطالعہ کرنے کے آپ خارجیوں کی پیدا کی گئی الجھنوں سے گلو خلاصی نہیں کرا سکیں گے۔

ان کے دام فریب کی کڑیاں توڑنے کا محض یہی ایک ذریعہ ہے کہ سب سے پہلے آپ پر یہ منکشف ہو جائے کہ جن متعدد بھاری بھاری عبارتوں سے استشہاد کرتے ہوئے انہوں نے تاجدارِ دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس و مطہر خاندان کو ہدفِ تنقید بنایا ہے ان عبارات کو وضع کرنے والے کون لوگ ہیں۔ اگر ان لوگوں کے عقائد جمہور اہل اسلام کے مطابق ہیں تو پھر ان کی عبارات کو سمجھنے کی کوشش کرنا پڑے گی اور اگر وہ لوگ جمہور علمائے دین کے نزدیک قابلِ گرفت ہیں اور ان کی تصنیفات پہلے ہی سے محلِ نظر ہیں تو ان پر اعتماد و یقین کر لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ہم نامحمود عباسی کے ان ماخذ کے مولفین کا تعارف کرا دینا ازحد ضروری سمجھتے ہیں۔ جن پر اس نے اپنی شر انگیز تالیف کی بنیاد رکھی ہے۔

اگرچہ یہ بحث طویل بھی ہے اور خشک بھی۔ تاہم بقول اقبال

زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

لہٰذا اب آپ اُن اُن مؤرخین و مصنفین کا تعارف حاصل کریں جنہیں اساسِ تاریخ و تحقیق ٹھہراتے ہوئے عباسی نے شہزادۂ گلگوں قبا سید الشباب اہل الجنۃ سیدنا امام

marfat.com

حسین علیہ السلام پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے اور یزید پلید عنید شدید کی مدحت سرائی اور منقبت خوانی کی ہے۔

ساڑھے ۴½ چار غیر شیعہ اور ثقہ مؤرخ

ہمارے قارئین ۴½ کے ہندسہ کو شاید طنز و مزاح سے تعبیر کریں مگر حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ جن خارجیوں کی کتابیں زیر بحث ہیں ان کے مطابق فی الواقع ساڑھے چار مورخ یا مصنّف ہی حق گو، ثقہ اور غیر شیعہ ہیں اور ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ابن حزم ثقہ اور غیر شیعہ۔

(۲) ابن تیمیہ ثقہ اور غیر شیعہ۔

(۳) ابن خلدون ½ ثقہ اور غیر شیعہ ½ غیر ثقہ اور شیعہ۔

(۴) ابن کثیر ½ ثقہ اور غیر شیعہ ½ غیر ثقہ اور شیعہ۔

(۵) ابو بکر ابن عربی ½ ثقہ اور غیر شیعہ ½ غیر ثقہ اور شیعہ۔

(۶) البلاذری ثقہ اور غیر شیعہ۔

مندرجہ بالا مصنفین جو تعداد میں چھ اور ثقاہت وغیرہ کے لحاظ سے ساڑھے چار بنتے ہیں کی کتابوں کے حوالوں سے ہی زیادہ تر مواد حاصل کر کے عباسی وغیرہ نے اپنی شر انگیز کتابوں کی بنیاد رکھی ہے۔

تمام علمائے اُمّت میں یہی عناصر ربعہ ان لوگوں کے معیار پر پورے اترسکے ہیں اور ان میں بھی تین بیچارے تو ایسے ہیں جو کبھی غیر شیعہ اور ثقہ ہوتے ہوئے بھی کوئی پیچی

marfat.com

بات نقل کرنے کے جرم میں ثقاہت کے زینہ سے چھلانگ لگاکر رافضیوں اور غالی شیعوں کی صف میں آکھڑے ہوتے ہیں۔ بہرحال مناسب یہی ہے کہ قارئین ابن عامر ستہ کے اجزائے ترکیبی سے روشناسی حاصل کریں۔ چنانچہ عباسی کے پہلے مہرے پورے غیر شیعہ اور ثقہ مصنف کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

ابنِ حزم

خارجی عباسی نے اس شخص کی کتاب جمہرۃ الانساب کی متعدد عبارتیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ خاندانِ رسولِ ہاشمی میں یزید پلید کی شادیاں کرائی جائیں۔ اور یہ ثابت کیا جائے کہ فلاں فلاں شخص اہلبیتِ رسول سے خارج ہے اور فلاں فلاں شخص اہلبیت رسول میں شامل ہے۔

اس کے بعد ابن تیمیہ ہے جو خارجی عباسی کے نزدیک قطعی طور پر ثقہ اور غیر شیعہ ہے اس کی کتاب منہاج السنۃ کے اقتباسات جو خلافت معاویہ و یزید وغیرہ میں نقل کئے گئے ہیں۔ سینکڑوں سطور پر مشتمل ہیں۔

اِن دونوں کے بعد پھر ابنِ خلدون، ابن کثیر وغیرہ کا نمبر ہے۔ بہرحال بات ابن حزم کی ہو رہی تھی۔ اس کے متعلق پہلے ہم اس کے مداحِ خاص ابوزہرہ مصری کی کتابوں کے چند حوالے پیش کریں گے۔

کیونکہ وہابی خارجی ابوزہرہ مصری کی تحقیق کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی متعدد تصانیف کے ترجمے بھی انہوں نے کئے ہیں اور اس کی تحقیق کو خراج عقیدت بھی پیش کیا ہے جس کی تفصیل ابن تیمیہ کے تعارف میں پیش کی جائیگی۔

قاضی ابوزہرہ مصری ان لوگوں کے بیشتر عقائد سے ذہنی ہم آہنگی کا اقرار کرتے ہیں تاہم ان کے بے لاگ تبصرے ایک محققانہ ذہن کی ترجمانی کرتے ہیں۔

بہرحال ابن حزم کا عقیدہ و مقام اس کے مداح کے قلم سے بیان کرنے کی غرض صرف یہ

marfat.com

ہے کہ قارئین کو صحیح نتیجہ اخذ کرنے میں دقت نہ ہو۔

خارجی اور ابن حزم

خوارج اولین لوگ تھے جنہوں نے ظواہر کتاب و سنت سے وابستہ رہنے کی بنیاد ڈالی اور یہ امر خوارج اور ابن حزم کے مابین مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ خوارج کے تذکرہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابن حزم نے کتاب و سنت کی تشریح و توضیح میں خالص ظاہری مسلک اختیار کیا ہے یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ کے بارے میں لا حکم الا اللہ کہہ کر خوارج نے ظاہری انداز فکر کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۱۹۰)

ظاہری مسلک

ابن حزم نے ظاہری مسلک و منہاج کو اس لئے اختیار کیا کہ اس سے اجتہاد کا دروازہ چوپٹ کھل جاتا ہے الخ اور یہ ان کا انداز دیگر علمائے مجتہدین سے جداگانہ نوعیت کا ہے۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۲۰۷)

ابن حزم کی تکفیر بازی

ایک بات جو عام طور سے ابن حزم کے متعلق مشہور ہے اس کی طرف بھی اشارہ ناگزیر ہے اور وہ اختلافی مسائل میں اس کی تلخ بیانی ہے۔ بلاشبہ وہ دوسرے علماء کے افکار بیان کرنے میں اس کا لہجہ تند و تیز ہے یا اس کے الفاظ میں سبک سری اور خفت کا مظہر ہے، مغلظ۔ جہاں تکفیر کا موقعہ نہیں ہوتا وہ وہاں دوسروں کی تکفیر سے گریز نہیں کرتا جو سبک سر نہیں ہوتا اسے وہ عیب سے داغدار کرتا ہے اور دوسرے فقہا کی نسبت ایسی تعبیرات سے وہ احتراز نہیں کرتا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۲۹۶)

تنگ ظرفی

وہ ایک شدید بیماری میں مبتلا ہوا تھا جس کی بنا پر اس کے مزاج میں چڑچڑاپن، تنگ ظرفی اور قلت صبر کے عوارض پیدا ہو گئے تھے۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۲۹)

marfat.com

ننگا خارجی

ابن حزم حضرت معاویہ کی غلطیوں کا ذمہ دار حضرت علی کو ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ حضرت امیر معاویہ نے دین میں تفریق پیدا کی تھی۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۷۶)

جمہور فقہا کا مخالف

ابن حزم طہارت کے ایک مسئلہ میں جمہور فقہا کے خلاف ہے وہ جنبی، حیض دار اور نفاس والی عورت کے لئے قرآن کو چھونا اور پڑھنا جائز قرار دیتا ہے" بے وضو کے لئے تلاوت قرآن تو بالاولیٰ جائز ہوگی۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۸۰)

حکومت کے زیر سایہ

ابن حزم نے اندلس میں ظاہری فقہ کا درس لیا۔ اس کے شیوخ اس کی حمایت و مدافعت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ یہ اساتذہ اس دور کی حکومت میں بھی بڑا اثر و رسوخ رکھتے تھے اور داؤد بن علی کے مذہب کی مدافعت میں بھی انہوں نے بڑا اہم پارٹ ادا کیا۔

ابن حزم کا اُستاد نامہ

داؤد بن علی کے متعلق فاضل محقق رقمطراز ہے کہ "فقہ ظاہری میں ابوسلیمان بن داؤد علی بن خلف جو بغداد میں سکونت پذیر تھا اور نسباً اصبہانی تھا ابنِ حزم کا پیشرو تھا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۲۸۳)

داؤد پہلا شخص تھا جس نے ظاہری نصوص سے احتجاج کیا (صفحہ ۲۸۶)

داؤد ظاہری کا ایک ہم عصر لکھتا ہے کہ کان عقلہ اکثر من علمہ یعنی اس کی عقل اس کے علم سے زیادہ تھی۔ (تاریخ بغداد ۸/۳۷۱)

چونکہ اسے اپنے معتقدات پر کامل یقین تھا۔ لہٰذا وہ دانشمند ہونے کے باوجود یہ کہا کرتا تھا کہ قرآن حادث اور مخلوق ہے۔ امام احمد بن حنبل کو جب پتہ چلا تو اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے داؤد ابھی نوجوان تھا۔ امام احمد بن حنبل نے اسے سخت ناپسند کیا کیونکہ یہ وہی

marfat.com

بات تھی جس کی مخالفت میں آپ قید و بند کی صعوبتیں جھیل چکے تھے۔ داؤد آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا چاہتا تھا مگر امام احمد ایسے شخص سے ملاقات کے خواہاں نہ تھے۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۸۴)

کھل کھیلا سعود بن سلیمان جس کا ذکر ابنِ حزم استاد کی حیثیت سے کرتا ہے ابن حزم کا بڑا محبوب و مطلوب تھا۔ ابنِ حزم کے زمانہ میں اس فقہ کو حکومت کی بھی سرپرستی حاصل تھی اسلئے ابن حزم اپنی طاقت سے بھی زیادہ کھل کھیلا

خارجیت ورثے میں ملی ہے ان میں نمایاں ترین شخصیت منذر ابن سعید تھا۔ وہ اعلانیہ ظاہری فقہ کی حمائت کرتا تھا۔ خلیفہ ناصر اور اندلس کے عوام اس کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہیں ممتاز فقہا میں مسعود بن سلیمان تھا جس سے ابن حزم نے استفادہ کیا۔ مسعود بن سلیمان کے بعد فقہ ظاہری کا یہ ورثہ ابن حزم کی طرف منتقل ہو گیا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۹۶)

ان واضح تصریحات کے بعد قارئین کو یہ حقیقت سمجھ لینے میں قطعاً کوئی دشواری نہیں کہ ابنِ حزم اس کے اپنے مداحوں کی نظر میں بھی مانا ہوا خارجی تھا۔ اور تمام عمر اپنے علم سے خارجیوں ہی کے نظریات کی تقویت کا سامان پیدا کرتا رہا۔ اب اس شخص سے جو بلاجھجک حضرت معاویہ کی غلطی کو بھی حضرت علی کی غلطی قرار دیتا ہو، یہ امید کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ اہلبیتِ رسول کے معاملہ میں مخلص ہوگا اور یزید لعین کی حمایت و نصرت میں زمین آسمان کے قلابے نہیں ملائے گا۔

اب آپ ابنِ حزم کے متعلق دیگر علمائے امت کے ریمارکس ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مضمون ہم فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ کتاب سے نقل کر رہے ہیں۔ جسے مشاہیر امت کی کتابوں کے ماخذ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

علی نام ابو محمد کنیت اور ابنِ حزم عرف ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے علی بن احمد بن سعید بن حزم الاموی الیزیدی۔

مؤرخِ اندلس ابو مروان بن حیان کا بیان ہے۔

كان ابن حزم حامل فنون من حديث وفقه ونسب و ادب مع المشاركة فى انواع التعاليم القديمة وكان لايخلوا فى فنون من غلط بجرأته فى السوال على كل فن۔

ابن حزم فنون حدیث وفقہ، انساب وادب کا جامع تھا اور دیگر اصناف علوم میں بھی اسکو مناسبت تھی۔ مگر وہ کسی فن میں بھی غلطی سے خالی نہیں۔ گو اس نے اپنی بے باکی کی وجہ سے ہر فن میں سوال اٹھائے ہیں

فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ ۲۶۲

فمال عليه فقهاء عصره و اجمعوا على تضليله وشنعوا عليه وحذروا اكابرهم من قبيله و نهوا عوامهم عن الاقتراب منه فتنفوا ليعصونه وهو مصر على طريقة حتى كمل له من تصانيفه وقر لعير لم يتجاوز اكثرها عتبة بابه لزهد العلماء فيها حتى لقد احرق۔

اس زمانہ کے فقہا اس پر پل پڑے اور اسکی گمراہی پر اتفاق کرلیا اور اس کو بہت برا بھلا کہا اور ان کے اکابر نے ان کو اس کے قبیل سے بچایا اور عوام کو اس کے پاس جانے سے روکا۔ چنانچہ وہ برابر اسکی مخالفت کرتے رہے۔ اور وہ اپنے طریقہ پر اٹل ہو گیا یہاں تک کہ اس کی تصانیف ایک اونٹ کے بوجھ برابر ہو گئیں اور بیشتر اس کے دروازے سے باہر نہ نکل سکیں کیونکہ علما کو ان کتابوں سے بیزاری تھی حتی کہ وہ جلا دی گئیں۔

فوائد جامعہ صفحہ ۲۶۳

marfat.com

ھما یزید فی بغض الناس
له تعصبه لبنی امیة ما فیھم
وباقیھم واعتقاده بصحة امامتھم
حتی نسب الی النصب۔

اس کے متعلق بغض کی زیادتی کا سبب
اس کا سلف وخلف بنو امیہ کی بے جا حمایت
کرنا ہے اور اسکا انکی امامت کی صحت پر اعتقاد
رکھنا ہے اسی وجہ سے اسکو ناصبی تک کہا گیا ہے
(فوائد جامعہ ۲۶۳)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں :۔

وکان ابن حزم کثیر الوقیعة
فی العلماء بلسانه وقلمه فاورثه
ذالک حقدا فی قلوب اهل زمانه
والعجب کل العجب منه انه
کان ظاهریا حائرا فی الفروع
لا یقول من القیاس لا الجلی ولا
غیره وادخل علیه خطاء
کبیرا فی نظره وتصرفه وکان
مع هذا اشد الناس تاویلا فی باب
الاصول وآیات الصفات واحادیث الصفات
البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۲
فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ ۲۶۳

ابن حزم زبان وقلم دونوں سے علماء کی شان
میں بہت زیادہ گستاخ تھا۔ اسی بات نے
اس کے معاصروں کے دل میں اسکی طرف سے
کینہ پیدا کر دیا تھا اور اس بات پر سخت تعجب
ہے کہ وہ ظاہری تھا اور فروع میں بھی اسکی
یہی روش تھی۔ وہ قیاس جلی اور خفی سے بھی
کوئی بات نہیں کہتا تھا۔ یہ وہ بات ہے جس
نے علماء کی نظر میں اس کا رتبہ گھٹا دیا تھا
اور اسی چیز نے اس کے فکر ونظر کو بڑی بڑی
غلطیوں میں ڈالا۔ بایں ہمہ وہ اصول کے
باب میں باری تعالیٰ کی صفات میں آیتوں اور
حدیثوں میں سب سے زیادہ تاویلیں کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری لکھتے ہیں۔

انتقل الی مذهب الظاهر
وتعصب له وصنف فیه ورد علی

اس نے ظاہری مذہب اختیار کیا اور سخت
ظاہری بن گیا۔ اس میں اس نے کتابیں لکھیں

marfat.com

مخالفيه وكان واسع الحفظ جدا الا انه لثقته حافظته كان يهجم كالقول في التعديل والتجريح وتبيين اسماء الرواة فيقع له من ذالك اوهام شنيعة ومما يعاب به ابن حزم وقوعه في الائمة الكبار باقبح عبارة وشنع رد وقد وقعت بينه وبين ابي الوليد الباجي مناظرات ومنافرات قال ابو العباس بن العريف الصالح الزاهد لسان ابن حزم و سيف الحجاج شقيقان

لسان المیزان جلد چہارم صفحہ ۱۹۸
علامہ ابن حجر عسقلانی۔

فوائد جامعہ صفحہ ۲۶۵

اور اسکی مخالفت کرنے والوں کی تردید میں قلم اٹھایا۔ زبردست حافظ تھا بلکہ وہ اپنے حافظہ کے بل بوتے پر بہت سی باتیں کہہ گزرتا تھا مثلاً جرح و تعدیل میں کلام کرنے اور راویوں کے نام بیان کرنے میں اس سے بڑے اوہام ہوئے ہیں اور وہ باتیں جن کی وجہ سے ابن حزم پر نکتہ چینی ہوئی ہے وہ اس کا بڑے بڑے ائمہ کرام کی شان میں برے الفاظ لکھنا اور ناشائستہ طریقہ پر تردید کرنا ہے اس کے اور ابوولید باجی کے درمیان مناظرے اور مباحثے ہوئے ہیں ابن عریف صالح کا بیان ہے کہ ابن حزم کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار ایک ہی درجہ کی چیز ہیں یا دونوں سگی بہنیں ہیں"

امام عبدالوہاب شعرانی ابن حزم کے متعلق فرماتے ہیں۔

والحذر كل الحذر من مطالعة كتب ابن حزم الظاهري الا بعد التضلع من علوم الشريعة لا سيما فيما يتعلق باصول الدين و قواعد العقائد والمعاني و الحقائق لانه لم تكن يدلى هذه

ابن حزم ظاہری کی کتابوں کے مطالعہ سے مکمل طور پر کلی احتراز کرنا چاہیے البتہ جب علوم شریعت میں کمال حاصل ہو جائے خاص طور پر علوم شریعت کی ان باتوں میں جن کا تعلق اصول دین، عقائد، معانی اور حقائق سے ہے۔ کیونکہ اس کو ان علوم میں پوری

marfat.com

العلوم و انما اخذھا بالفھم فلم یحسن کلامہ فیھا
لطائف المنن صفحہ ۳۴۰
مولفہ امام عبدالوہاب شعرانی

دستگاہ حاصل نہ تھی۔ ان کو اس نے محض اپنی سمجھ سے نکالا ہے اسی وجہ سے ان میں اس سے اچھا کلام نہیں ہوا۔

ابن حزم کے عقیدہ کی آخری کڑی بھی ملاحظہ فرمالیں

خدا کا بیٹا ابن حزم کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا بیٹا بنانے پر قادر ہے اگر قدرت نہ مانو گے تو عاجز ہوگا۔ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عجزا (الفصل بین الملل والنحل)
(سبحان السبوح صفحہ ۲۷)

امام مالک کاذب صدق رسول اللہ وکذب مالک
اول من قاس ابلیس۔ (حیات ابن حزم صفحہ ۲)

ابن حزم ابن خلدون کی نظر میں

اب آخر پر ان اصحاب ستہ میں سے ہی ایک کی زبان سے دوسرے کا تعارف ملاحظہ کریں۔ ابن خلدون نے لکھا ہے۔ خارجیوں کا بھی یہی حشر ہوا ان میں سے فقہ میں ہر ایک کی کتابیں اور عجیب وغریب رائے ہیں۔ آج ظاہریہ کا مذہب بھی مٹ مٹا گیا کیونکہ اس کے امام ختم ہو گئے اور جو یہ مذہب اختیار کرتا ہے اس پر جمہور کی طرف سے لعن طعن پڑتی ہے۔ اب یہ مذہب کتابوں میں ہے کہیں اور نہیں۔ بہت سے طلبہ جو ان کے مذہب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کی کتابوں سے ان کی فقہ اور مذہب سیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور اس سے جمہور کی مخالفت اور ان کے مذہب سے انکار بھی لازم آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس مذہب کی وجہ سے بدعتیوں میں شمار کر لئے جائیں۔ کیونکہ وہ اساتذہ کی چابی کے بغیر کتابوں سے علم نقل کر رہے ہیں۔ ابن حزم نے ایسا ہی کیا تھا۔ حالانکہ حفظ حدیث میں ان کا بہت اونچا مقام ہے۔ یہ ظاہریہ

marfat.com

مذہب کی طرف لوٹ گئے اور اس میں ہوشیار اور ماہر ہو گئے کہ اپنے زعم میں انکے اقوال میں اجتہادی درجہ حاصل کر لیا ۔ اور امام داؤد[1] کی مخالفت بھی کی اور بہت سے مسلمان اماموں پر بھی لے دے کی ۔ علماء کو ان کا یہ رویہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے اس مذہب کی پوری تفصیل سے تردید کی اور برائی بیان کی اور انکی کتابوں کا بائیکاٹ کر دیا اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت بند کر دی بلکہ کبھی کبھی انہیں پھاڑ بھی دیا جاتا ۔

(مقدمہ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

بہر حال نا محمود عباسی کا پہلا ثقہ اور غیر شیعہ مؤرخ یزیدی بھی ہے اور خارجی بھی اور بقول جمہور علمائے امت ناصبی بھی ہے اور دشمن علیؑ بھی ۔ بنو امیہ کا ناجائز حمایتی بھی ہے اور جمہور آئمہ اسلام کا گستاخ بھی ۔

بلکہ اسکی کتابوں کی تعلیمات کا اکثر حصہ باطل عقائد پر مبنی ہے اور اس کی تصنیفات جلا دینے کے قابل ہیں اور بقول علمائے امت اس نے انساب وغیرہ علوم پر بھی کلام کیا ہے ۔ مگر وہ اس معاملہ میں جاہل بھی ہے اور کاذب بھی ۔ خاص طور پر راویوں اور نسب کے معاملہ میں وہ شدید غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے ۔ ان حالات میں اگر اسکی کتاب جمہرۃ الانساب خارجی عباسی کے معیار پر پوری اترتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔

بلکہ ابن حزم کے نزدیک تو بنو ہاشم اور خاندان علی کرم اللہ وجہہ الکریم مع حضرت علی کے مجموعہ اغلاط اور بنو امیہ کا ہر فرد فرشتہ ہے ۔

ان حالات میں اس کی تصنیفات کے خود ساختہ بیانات پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے جبکہ علمائے امت ان کے مطالعہ سے بھی منع کرتے ہیں ۔

قارئین کرام ہمارے اس مؤقف کی یقیناً حمایت کریں گے کہ اس قسم کے

---

[1] فرقہ ظاہریہ کا موجد ابن حزم کا امام ۔

marfat.com

کھلم کھلے خارجی اور ناصبی کی تحریروں کو زیر بحث لاکر اوراق سیاہ کرنا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے ہم خلافت معاویہ ویزید کی ان تمام تحریروں کو باطل قرار دیتے ہیں جو اس نے جمہرۃ الانساب کے خارجی مصنّف ابن حزم کے حوالہ سے پیش کی ہیں البتہ ہم دیگر کتب انساب و تواریخ سے اس کی خود ساختہ عبارتوں کی تردید ضرور کریں گے۔

اب اس کے بعد نا محمود عباسی کے نزدیک ثقہ اور غیر شیعہ دوسرے مصنف ابن تیمیہ کے بارے میں بھی بالوضاحت تعارفی مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرا ثقہ اور غیر شیعہ مصنّف ابنِ تیمیہ

جیسا کہ ہم سابقہ اوراق میں بتا چکے ہیں کہ نا محمود عباسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دیگر خانوادہ رسول کی توہین و اہانت کرنے کے لئے جس شخص کا سہارا لیا ہے وہ ابن تیمیہ ہے اس کی کتاب منہاج السنۃ پر ہی اپنی کتاب کا دارومدار رکھا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق بھی وضاحت سے بتا دیا جائے کہ اس کے عقائد و نظریات کیا ہیں اور جمہور علمائے امّت کے نزدیک اس کی تعلیمات کا کیا مقام ہے۔ چنانچہ ہم سابقہ ترتیب کے مطابق پہلے اسکے خاص عقیدتمند اور ہمنوا قاضی ابو زہرہ مصری کی چند تحریریں مختلف کتب سے پیش کریں گے اور بعد ازاں دیگر مشاہیر اسلام کی آراء پیش خدمت کی جائیں گی۔

اور یہ سب کچھ اس لئے بتا رہے ہیں کہ قارئین بھی اس کا مقام متعین کر سکیں اور خود کو خارجیوں کے دامنِ فریب سے بچا سکیں۔

آپ اندازہ کریں کہ جب ایک شخص کو شیخ الاسلام، فقیہہ عصر اور امام امّت کے القاب سے متعارف کرایا جائے گا تو اس کی ہر بات میں کچھ نہ کچھ وزن ضرور محسوس ہوگا۔ بلکہ اس کی باتیں خلاف حقیقت بھی نظر آئیں گی تو اس کی شوکت و جلالت کے پیشِ نظر اسکو آسانی سے

marfat.com

مستردنہ کرسکیں گے ۔ اور جب آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص انتہائی لچر اور کاذب اور اس کے عقائد کا جمہور علمائے امّت نے ابطال کیا ہے تو آپ اس کی غلط بات کو غلط کہتے ہوئے قطعاً نہیں ہچکچائیں گے ۔ بس اسی ایک الجھن کو دور کرنے کے لئے ہمیں ان لوگوں کے عقائد کے مکروہ چہروں کو ننگا کرنے کی شدّت سے ضرورت محسوس ہوئی ہے اور آپ بھی طوعاً وکرہاً ان حنظل کے ٹکڑوں کو نگل ہی لیں گے ۔ حالانکہ خشک بحث سے مجھے خود بھی شدید کوفت ہوتی ہے ۔ بہر حال آپ ابُوزہرہ مصری کی ابن تیمیہ کے متعلق حقیقت افروز تحریریں ملاحظہ کریں گے بلکہ اس سے پہلے ہم آپ کو ابوزہرہ کا تعارف کرانا بھی ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اس کی بات میں وزن پیدا ہو سکے ۔ اور یہ تعارف بھی خالص وہابیوں کی طرف سے ہی پیش کریں گے ۔ ابوزہرہ کی کتاب " حیات ابن تیمیہ " کا مُحشی متعصب وہابی عطاءاللہ حنیف بھوجیانی اس کتاب کے پہلے صفحات پر رقم طراز ہے ۔

وہابی ابُوزہرہ کے حضور میں

شیخ ابوزہرہ کی اس کتاب کا اپنا خاص مقام ہے ۔ اس کی بڑی خصوصیات سے ایک یہ ہے کہ دورِ حاضر کی مقتضیات کے مطابق مخصوص اغراض سے پھیلائے ہوئے اس مغالطے کا کامیاب جواب ہے کہ اسلامی ملکوں میں دستور اسلامی کے نفاذ میں مانع صرف یہ امر ہے کہ اسلامی فقہ نئی پیدا شدہ ضروریات کا ساتھ دینے سے قاصر ہے ۔ اس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) کی دعوت توحید و سنّت کو سمجھنے کیلئے اس سے مبسوط سیرت آج تک نہیں لکھی گئی ۔

محترم شیخ ابوزہرہ مصر کے مشہور اہل قلم ۔ وسیع المطالعہ ۔ تقلید مذہبی سے آزاد فقیہہ، اور امام غزالی کے طرز کے متکلم اسلام ہیں ۔ وہ گو خالص مسلک اہل حدیث سے براہِ راست زیادہ واقف نہیں مگر اہل حدیث ہی کی طرح تقلیدی جمود کے مخالف اور سارے شعبہ ہائے زندگی میں احیاء و نفاذِ اسلام کے متمنی اور داعی ہیں ۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۹)

marfat.com

آپ مصر و شام کے ان علماء سے ہیں جو وہاں کے دشمنانِ حدیث اور تجدد زدہ ملحد فرقہ کی سرگرمیوں کے خلاف مصروف جہد و عمل ہیں۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۱۰)

استاد ابو زہرہ فواد یونیورسٹی قاہرہ میں لا کالج کے طلبائے درجہ عالیہ کے متخصصین فقہ کو اسلامی قانون پڑھاتے ہیں۔ فقیہ ابن تیمیہ سے شدید تاثر بلکہ عقیدت کے باعث اس کی تصویر پیش کرنے میں مصنف کافی حد تک کامیاب ہیں۔ (صفحہ ۱۲)

۲۔ جعفری ۲۔ وہابی

رئیس احمد جعفری ندوی لکھتے ہیں" یہ کتاب شیخ ابو زہرہ کی مایہ ناز کتاب کا ترجمہ ہے مصر کے اہل علم میں ابو زہرہ مرتبہ خاص پر فائز ہیں۔ ابو زہرہ نے متعدد عنوانات پر گراں مایہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی ہر کتاب تلاش و تفحص ۔ حسن تالیف اور حسن بیان عبارت کی روانی، شگفتگی معلومات کی وسعت اور تحقیق و تدقیق کا شہکار ہے۔ وہ متعدد علوم کے حامل ہیں 'ادب و محاضرات، تاریخ و سوانح ، منطق و فلسفہ، فقہ و کلام۔ ہر موضوع پر ماہرانہ اور مجتہدانہ نظر رکھتے ہیں۔ تفسیر و حدیث سے بھی بقدر ضرورت واقفیت ہے۔ انہوں نے متعدد اکابر و اعاظم رجال کے حالات و سوانح کافی تحقیق و تدقیق کے ساتھ قلمبند کئے ہیں اور جہاں مورخانہ کاوش سے ان کے احوال و سوانح مرتب کئے ہیں وہاں ایک دیدہ ور کی حیثیت سے ان کے فلسفہ۔ ان کی دعوت۔ ان کے پیام۔ ان کے عمل اور ان کے کردار اور صفات کا بھی تجزیہ کیا ہے اور بے لاگ نقاد کی حیثیت سے اصول و عظمت کے تمام آداب و رسوم ملحوظ خاطر رکھنے کے باوجود بڑی صفائی سے نکتہ چینی کا حق بھی ادا کیا ہے۔ ان کی مدح گستری قصیدہ کا رنگ اختیار نہیں کرتی۔ ان کی نکتہ چینی فردہ گیری تک نہیں پہنچتی رائے میں ان کی غیر جانبداری سلیم الفکری نظر کی وسعت اور مطالعہ کی قدر و قیمت ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ ان کی تحریر ایک آئینہ ہے۔ صاف و شفاف۔ بے زنگ، بے داغ جس میں تصویر کے تمام خد و خال واضح اور نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ خوبی کا کوئی گوشہ نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔

marfat.com

کوتاہی کا ہر پہلو سامنے آجاتا ہے۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۲۸)

وہابیوں اور ندویوں کے اس واضح تعارف کے بعد پہلے ہم قاضی ابو زہرہ مصری کی چند کتابوں میں سے ابن تیمیہ کا تعارف پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ابن تیمیہ جب اپنے ایک عقیدت مند کی نظر میں اس قدر خوفناک عقائد اور نظریات کا داعی ہے تو عام منصف مزاج علماء و محققین کی نگاہوں میں اس کا کیا مقام ہو گا۔

چنانچہ ہم ابو زہرہ مصری کے بعد دیگر ان مشاہیر اسلام کی بھی چند تحریریں پیش کریں گے جن کی جلالت علمی مسلّم ہے۔ تاکہ تمام تر شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے۔

ابنِ حزم اور ابن تیمیہ کا تعلق

ابن تیمیہ ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی کے اوائل میں آئے اور اسی دعوت کا آغاز کیا جسے ابن حزم جیسا نابغۂ روزگار اپنے عصر و عہد میں شروع کر چکا تھا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۱۳)

تصنیفی شاگرد

جب ابن تیمیہ کی خصوصی دعوت یہ تھی کہ صالحین کو وسیلہ بنانا جائز نہیں تو خوب جان لینا چاہیے کہ اس کا اولین داعی ابن حزم تھا۔

(حیات ابن حزم ۳۱۴)

ابن حزم پہلا شخص تھا جس نے صوفیاء کو اپنی کڑی تحقیق کا نشانہ بنایا اور ابن تیمیہ آیا تو اس نے ابن حزم سے بھی سخت تنقید کی۔ (حیات ابن حزم صفحہ ۳۱۸)

بنا بریں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ابن تیمیہ ابن حزم کی تصانیف کے واسطہ سے اس کا شاگرد تھا۔

(حیات ابن حزم صفحہ ۳۱۹)

عقیدہ تجسیم خداوندی

فاضل محقق ابو زہرہ مصری لکھتے ہیں۔

ابن تیمیہ کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب و سنت

marfat.com

ہے تھا ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق جو کچھ بھی مذکور ہے مثلاً فوق تحتؔ استویٰ العرش یا اس کا
چہرہ اور ہاتھ خدا کی محبت اور بغض اسے بلا تاویل جوں کا توں مان لیا جائے۔ ہم اسکے جواب
میں کہتے ہیں کہ حنابلہ نے چوتھی صدی ہجری میں بعینہ انہیں خیالات کا اظہار کیا تھا اور انہیں سلف
کی جانب منسوب کیا تو علماء ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ اس سے خدا کی تجسیم
وتشبیہ لازم آتی ہے۔ (المذاہب الاسلامیہ صفحہ ۲۰۶)

جمہور اہل اسلام کا مخالف

ابن تیمیہ روضہ نبوی کی زیارت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ازراہ تبرک روضہ
نبوی کی زیارت جائز نہیں۔ مسئلہ زیر نظر میں ابن تیمیہ کا موقف جمہور اہل اسلام کے خلاف ہے
بلکہ ان کے نظریات کے خلاف زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ قبور صلحا اور انکی منت
وزیارت کے مسئلہ میں ہم ان کے شدید مخالف ہیں۔ ابن تیمیہ نے جس اساس پر تبرکاً روضہ نبوی ؐ
کی زیارت کو ممنوع قرار دیا ہے وہ صنم پرستی کا خوف ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خوف بے محل
ہے اس لئے کہ زیارت متبع توحید کے باعثِ تقدیس ہے۔ (المذاہب الاسلامیہ صفحہ ۲۰۳)

ابوزہرہ کی پریشانی

تجسیم وتشبیہ باری تعالیٰ کے مسئلہ میں ابن تیمیہ کے مسلک سے پریشان ہو کر ابوزہرہ لکھتے ہیں۔

ابن تیمیہ کے اصل الفاظ ہم نے پیش کر دیئے اور ہم یہ کہنے پر اپنے تئیں مجبور پاتے ہیں کہ ہماری
عقل اللہ کے آسمان کے اوپر ہونے، اسی کی طرف اشارہ حسیہ کرنے۔ اس کے عرش پر مستوی
ماننے، اور جسمیت سے تنزیہہ مطلق اور حوادث سے عدم مشابہت کے مابین تطبیق دینے
سے قاصر ہے۔ حیرت ہے کہ امام صاحب اُن لوگوں پر سخت برہمی کا اظہار فرماتے ہیں جو ان
نصوص کی تاویل کرتے ہیں۔ لیکن اس برہمی اور سخت گفتاری اور انکارِ شدید کے باوجود
نعیم جنت کے سلسلہ میں تمام اسماءِ واردہ کو مجازی قرار دیتے ہیں۔

۱ حیات ابن تیمیہ صفحہ ۲۱۳/۲۱۴

marfat.com

روضۂ رسولؐ سے عداوت غرض ابن تیمیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ صالحین اور انبیاء کی قبروں کی زیارت کو جائز نہیں سمجھتے اور عمومی حکم سے تربت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے بلکہ اسے عموم میں داخل کرتے ہیں۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۵۰۲)

ابن تیمیہ کے اس مسلک کی جمہور معاصرین کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی بلکہ جمہور کے بہت بڑے گروہ کی طرف سے آج تک مخالفت کا سلسلہ جاری ہے (صفحہ ۵۰۴)

جہاں تک عموماً زیارتِ قبور صالحین کا تعلق ہے ہمارا میلان امام صاحب کی رائے کیطرف ہے لیکن جہاں تک زیارتِ قبر نبیؐ کا تعلق ہے ہمیں اس کی رائے سے پورا پورا اختلاف ہے۔ کیونکہ قبرِ نبی کی زیارت حقیقت و وحدانیت کا شعور پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے معنیٰ کی تقدیس کا جذبہ ابھارتی ہے کیونکہ رُسل سے جو تقدیس والبتہ ہوتی ہے وہ ان کی فکر و ہدایت پر ہوتی ہے

(حیات ابن تیمیہ صفحہ ۵۰۷)

ہم اس معاملہ میں ابن تیمیہ کے مخالف ہیں کہ وہ حصول برکت کے لئے زیارت قبرِ رسولؐ اور وہاں دعا و مناجات کا مخالف ہے۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۵۱۰)

حکومت کی سرپرستی حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شیخ تقی الدین (امام ابن تیمیہ) سے فقہا کی ایک جماعت جلا کرتی تھی۔ اس لئے حکومت کی نگاہ میں وہ وقار و اجلال کے حامل تھے۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۱۰۰ بحوالہ البدایہ والنہایہ ۱۴/۳۴)

امام صاحب نے صوفیہ کی جماعت سے بھی ٹکر لی تھی وہ امام صوفیہ اور فیلسوفِ اکبر محی الدین ابن عربی پر بھی اعلانیہ نکتہ چینی اور تنقید کرتے تھے اور حکام وقت کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ ان شعبدہ گردں کے مکر و فریب کو توڑ دیں۔ یہ لوگ نائب السلطنت کے پاس فریاد کناں پہنچے اور استدعا کی کہ امام صاحب کو ان پر نکتہ چینی سے روک دیا جائے

marfat.com

نائب السلطنت نے امام صاحب سے پوچھ گچھ کی ۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں کی یہ استدعا قبول نہیں کی جاسکتی ۔ (حیات ابن تیمیہ ۱۰۱)

بدزبان، بداخلاق

اس جگہ ہم اس بات کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں کہ امام صاحب اپنے اخلاق اور اپنی زبان کے اعتبار سے ذرا گرم مزاج تھے کبھی کبھی ان کی زبان پر سخت اور درشت الفاظ جاری ہو جاتے ۔ (حیات ابن تیمیہ ۱۰۴)

نامحمود صفت

ان میں ایک ہی صفت ایسی تھی جسے غیر محمود کہا جا سکتا ہے وہ ہے حدتِ قول یعنی گفتگو کے دوران درشت لہجہ، پھر یہ تیزیٔ طبع بعض دفعہ بات کو دلیل و حجت سے نکال کر طعن کی منزل میں پہنچا دیتی ہے، اسی طرح اپنے اکثر مخالفین کو امام صاحب بدعتی قرار دیتے ہیں ۔

جھگڑالو

اصل بات یہ ہے کہ اس شدت و حدت کا سبب جدل ہے اس لئے کہ ہر مجادلہ آسانی سے منازلہ بن جاتا ہے اور نزال یعنی حرب و پیکار اور مقابلہ میں لہجہ سخت ہو جاتا ہے ۔ (حیات ابن تیمیہ ۱۹۲)

امام ذہبی کا خیال ہے کہ یہی درشت گوئی امام صاحب کے مخالفوں اور دشمنوں کے اضافے کا سبب بنی ۔ (صفحہ ۱۹۳)

خارجیوں کا ہمنوا

بنا بریں معلوم ہوتا ہے کہ اُن فرقوں کا ذرا تفصیل سے ذکر کیا جائے جن سے امام صاحب کو برسرِ پیکار رہنا پڑا ۔ اس سلسلہ میں ہم خوارج کا ذکر نہیں کریں گے کیونکہ ان سے امام صاحب کی کوئی آویزش نہیں ہوئی گو ضمناً اِن کے بعض نظریات سے بھی امام صاحب نے بحث کی ہے ۔

(حیات ابن تیمیہ ۲۵۹)

ابن تیمیہ کا اصل مقصد چونکہ ہر حالت میں جمہور اہلسنت کے عقائد کی مخالفت تھا اس لئے وہ خارجی نظریات رکھنے کے باوجود اپنا مقصد براری کے لئے شیعوں کے فقہی مسائل پر بھی اپنے فتوؤں کی بنیاد رکھ لیتا ۔ اس لحاظ سے تو بقول عباسی یہ بھی نصف شیعہ اور غیر ثقہ ہو سکتا ہے مگر عباسی کی نظر میں یہ صرف اس لئے غیر شیعہ ہے کہ اہلبیت رسولؐ کے

marfat.com

معاملہ میں اس کی خارجیت میں کوئی جھول پیدا نہیں ہوتا ۔ بہر حال ابو زہرہ لکھتے ہیں ۔

پھر وہ علم کے اس درجہ سے سرفراز ہوئے کہ بعض مسائل میں جملہ مذاہب اربعہ کی مخالفت پر مجبور ہو گئے اور دوسرے مذاہب کی حتیٰ کہ شیعہ مذہب تک کی بعض رائیں قبول کر لیں ۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۳۲۵)

محقق ابو زہرہ مصری کے ان چند حوالوں کے بعد ہم دیگر محققین اور مشاہیر اسلام کے ابن تیمیہ کے مسلک کے بارے میں چند وضاحتی نوٹ نقل کرتے ہیں

ابن تیمیہ ابن حجر مکی ؒ کی نظر میں

ذلیل اور گمراہ کنندہ

ابن تیمیہ عبد خزلہ اللہ واضلہ واعماہ و اصمہ و اذلہ وبذلک صرح الائمۃ الذین بینوا فساد احوالہ وکذب اقوالہ ومن اراد ذالک فعلیہ بمطالعہ کلام الامام المجتھد المتفق علی امامۃ وجلالۃ وبلوغۃ مرتبۃ الاجتہاد ابی الحسن سبکی وولدہ التاج

ترجمہ :۔ ابن تیمیہ اللہ تعالےٰ نے اسے رسوا کیا اور گمراہ کیا ۔ اندھا اور بہرہ کیا اور ذلیل کیا وہ ایسا ذلیل شخص تھا کہ اس کے مفسدانہ اور جھوٹے اقوال کے متعلق علمائے دین نے صراحتاً بیان کیا ہے ۔ اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا ہوں تو امام ابو الحسن سبکی جن کی امامت وجلالت پر سب کا اتفاق ہے اور جو مقام اجتہاد پر فائز تھے اور ان کے بیٹے تاج الدین سبکی اور امام العز بن جماعت اور ان کے ہم عصر علمائے کرام اور ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام شافعیہ ۔ مالکیہ حنفیہ وغیرہ کے کلام کا مطالعہ کریں ۔

marfat.com

والشیخ امام العز بن جماعة واھل عصرھم وغیرھم من الشافیعة المالکیة والحنفیة ولم یقصر اعتراضه علی المتاخری الصوفیه بل اعتراض علی مثل عمر بن الخطاب وعلی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھما کمایاتی والحاصل ان لایقام الکلامه وزن بل یرمی فی کل عصر ویعتقد فیه ان مبتدع ضال ومضل، جاھل غال، عامله بعدله واجارنا من مثل طریقة وعقیدة وفعله آمین

فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۹
(مولفہ امام ابن حجر مکیؒ)

ابن تیمیہ نے یہی نہیں کہ صوفیائے متاخرین پر اعتراض کئے بلکہ اس نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے جس کا بیان آگے آئے گا۔

الحاصل اس کے کلام کو کہیں قیام نہیں اس نے محض ایسی قیاس آرائیوں اور تک بندیوں سے کام لیا ہے جن کا نہ کوئی سر پیر ہے نہ ہی وزن ہے۔ اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ وہ بدعتوں کے جاری کرنے والا، خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا جاہل اور غالی ہے۔ اس کے عقائد اور طریقے اور افعال جو ہم میں سے جاری کرے اللہ تعالےٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے آمین

ابن تیمیہ کی بھیانک تصویر

اب ہم قارئین کے سامنے ابن تیمیہ کی وہ تصویر لاتے ہیں جو مشاہیر اسلام نے اس کے عقائد کے بارہ میں کھینچی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

مضمون درجِ ذیل ایک طویل مکتوب سے اخذ کیا گیا ہے جو مشہور محدث اور ناقد شیخ محمد زاہد کوثری نے ذخائر القصر کے حوالہ سے "السیف الصقیل" میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے عبداللہ فع بن عراقی کی تبدیلیٔ مسلک کا سبب بیان کرتے ہوئے ابن تیمیہ کے متعلق جو تحریر کیا ہے اس کا اردو ترجمہ فوائد جامعہ سے نقل کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ:-

"حافظ صلاح الدین علائی نے اُن اصولی و فروعی مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں ابن تیمیہ نے خلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کے اندر اس نے اجماع کے خلاف کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن میں مذہب راجح کے خلاف کیا ہے۔ ان میں سے ہی طلاق یمین یعنی وہ طلاق جو قسم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اس کے متعلق اس نے لکھا ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی جاتی ہے اُس کے واقع ہونے کے بعد وہ واقع نہیں ہوتی بلکہ قسم کھا لینے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہو جاتا ہے حالانکہ اُس سے پہلے اس مسئلہ میں فقہائے امت میں سے کبھی کوئی فقیہہ کفارہ کا قائل نہیں ہوا۔ اور اسی طرح طلاق اس طُہر میں واقع نہیں ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے اِس مسئلہ میں مسلمانوں کا اجماع اِس کے خلاف نقل کر چکا ہے۔ نیز یہ بھی کہ جس نے اس کی مخالفت کی اس نے کفر کا کام کیا۔ پھر خود ہی اس مسئلہ کے خلاف فتویٰ دیا اور بڑی خلقت کو اس مسئلہ میں پھنسا دیا۔

اور یہ بھی کہ اگر نماز کو قصداً چھوڑا جائے تو اس کی قضا جائز نہیں اور یہ بھی کہ حائضہ طواف کعبہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔ طواف اس کے لئے مباح اور درست ہے۔

اور یہ بھی کہ ٹیکس لینا اس سے حلال ہے جس نے زمین کو جاگیر میں دیا ہو اور اگر تاجروں سے ٹیکس لئے جائیں تو زکوٰۃ کے عوض میں ان کی طرف سے کافی ہیں اگرچہ وہ زکوٰۃ کے نام سے نہ لئے ہوں اور نہ زکوٰۃ کے دستور کے مطابق لئے ہوں۔

اور یہ بھی کہ بہنے والی چیزیں چوہیا جیسے جانوروں کے مرنے سے ناپاک نہیں ہوتیں۔

marfat.com

اور یہ بھی کہ جنبی کو رات میں نوافل تیمم سے پڑھنے چاہئیں اور ان نوافل کو فجر کے غسل تک مؤخر نہیں کیا جا سکتا ۔ اگرچہ وہ شہر میں ہو۔

اور یہ بھی کہ جس نے امیر کے لئے بچھونا بچھایا اور سفر کے اندر رات میں جنبی ہو گیا اور اس کو یہ ڈر ہے کہ اگر وہ فجر کو غسل کرے گا تو اس کا استاد یا افسر وغیرہ اس کو متہم کرے گا تو وہ فجر کی نماز تیمم سے پڑھ لے خواہ وہ غسل پر قادر ہو۔

اِس قسم کے فروعی مسائل کو بیان کرنے کے بعد آگے چل کر لکھا کہ ابنِ تیمیہ جن اصولی مسائل میں اکیلا ہے وہ حسن وقبح کا مسئلہ ہے جس کے معتزلہ قائل ہیں تو یہ بھی ہو گیا۔ اس کی حمایت اور اس پر کتاب لکھی اور اس کو اللہ کا دین قرار دے دیا اور ہر اس بات کو جو اس پر مبنی ہو اس کو لازم قرار دے دیا۔ جیسا کہ اعمال میں موازنہ کرنا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جس وقت اس نے عقل کا حکم مانا عقل سلیم کو حکم مان لیتا۔ اپنی عقل کو جس کی خرابی ظاہر ہے حکم نہ بناتا جس سے اس نے ذات خداوندی اور صفاتِ الٰہیہ میں کلام کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اِس سے بالاتر ہے۔ جو جاہل اس کے متعلق کہتے ہیں۔

اب آپ چند عبارات اسی مکتوب کی مع متن ملاحظہ فرمائیں۔

خدا تعالیٰ حادث اور ہاتھ پاؤں کا محتاج ہے

واما مقالته فی اصول الدین فمنها ان الله سبحانه محل للحوادث وانه مرکب مفتقر الی الید والعین والوجه والساق ونحوها افتقار الکل الی الجزء	اور مگر اس کے (ابن تیمیہ کے) اصولِ دین میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی ذات حوادث کیلئے محل ہے اور اللہ تعالیٰ مرکب ہے اس کو ہاتھ، آنکھ، چہرہ اور پنڈلی کی اُسی طرح محتاجی ہے جس طرح کل کو جزء کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔

marfat.com

قرآن حادث و مخلوق ہے

وان القرآن محدث فی ذاته تعالی وان العالم قديم بالنوع ولم يزل مع الله مخلوق دائما فجعله موجبا بالذات لا فاعلا بالاختيار

اور یہ کہ قرآن فی ذاتہ حادث اور عالم قدیم بالنوع ہے، مخلوق ہو کر خدا کے ساتھ اس کا تعلق دائمی ہے، چنانچہ ابن تیمیہ نے اس کو موجب بالذات مانا ہے فاعل بالاختیار نہیں۔

خدا کا جسم اور نقل مکانی

ومنها قوله بالجسمية والجهة والانتقال وصرح بعض تصانيفه بان الله بقدر العرش لا اكبر ولا اصغر

اور انہی میں سے اس کا اللہ تعالیٰ کے لئے جسم وجہت اور انتقال مکانی کا قائل ہونا ہے، اور اس نے اپنی بعض تصانیف میں بالصراحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی قدر ہے جس قدر عرش ہے وہ عرش سے نہ بڑا ہے نہ چھوٹا۔

خدا کا علم محدود ہے

وصنف جزا فی ان علم الله لا يتعلق بما لا يتناهی كنعيم اهل الجنة وانه لا يحيط بغير المتناهی۔

اور ابن تیمیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم لامتناہی امور سے تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ جنتیوں کی نعمتیں ہیں اور یہ کہ وہ لامتناہی کو محیط نہیں۔

marfat.com

انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں

ومنها ان الانبياء غير معصومين وان نبيّنا عليه وعليهم الصلوٰة والسلام ليس له جاه ولا يتوسل به احدا لاً وان يكون مخطئا وصنف فى ذالك عدة اوراق -

اور ان ہی باتوں میں سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بزرگی اور بڑائی نہیں جو کوئی آپ سے وسیلہ پکڑے وہ خطاکار ہے اور اس موضوع پر کئی اوراق کا رسالہ لکھا ہے ۔

گنبد خضریٰ کی زیارت گناہ ہے

وان نشاء السفر لزيارة نبيّنا صلى الله عليه وسلم معصية لاتقصر فيها الصلوٰة وبالغ فى ذالك ولم يقل به احد من المسلمين قبله -

اور یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر کرنا معصیت ہے ۔ اس میں نماز قصر نہیں کی جاسکتی اور اس میں بڑا ہی غلو کیا ہے ۔ حالانکہ مسلمانوں میں کوئی بھی اس سے پہلے اس کا قائل نہیں ہوا ۔

دوزخیوں کا عذاب

وان عذاب اهل النار ينقطع ولا يتابد (دجز التقى السبكى فى الرد عليه مطبوع)

ومن افراده ايضًا التوراة والانجيل

اور یہ کہ اہل جہنم کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ نہیں بلکہ منقطع ہو جائیگا (امام سبکی نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے جو مطبوعہ ہے)

اور اُس کی (جمہور اہل اسلام) سے علیحدگی ایک

marfat.com

لم یبدل الفاظهما بل هی باتیه علی ما انزلت و انما وقع التحریف فی تاویلهما و له فیه مصنف آخر مارأیت واستغفر الله من کتابه مثل هذ فضلاً عن اعتقاده (انتهی مانقله ابن طولون عن الصلاح العلائی) ۔

(فوائد جامعہ صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۵ بحوالہ السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۴ مطبوعہ مصر)

یہ بھی ہے کہ تورات و انجیل کے الفاظ میں تبدیلی اور تحریف نہیں ہوئی ۔ بلکہ یہ اسی صورت میں موجود ہیں جن پر وہ نازل ہوئی تھیں ۔ اور تحریف صرف انکی تاویل میں ہوئی ہے اور اس موضوع پر اس کی ایک تصنیف ہے جو میں نے دیکھی ہے میں تو اس قسم کی باتوں کے لکھنے پر بھی اللہ سے استغفار کرتا ہوں چہ جائیکہ اُن کے اعتقاد رکھنا یہاں وہ مسائل جن کو ابن طولون نے صلاح الدین علائی سے نقل کیا ہے ختم ہو گئے ۔

یہ بھی دیکھیں

علامہ صلاح الدین علائی کی اس طویل عبارت کے بعد ابن تیمیہ کے تفردات جو ابن رجب نے بیان کئے ہیں ان کا اُردو ترجمہ یہ ہے :-

ضرورت کی صورت میں موزوں پر مسح کرنے کی کوئی مدت نہیں، غیر معذور کو وقت کے فوت ہونے نماز جمعہ یا عیدین کے وقت نکل جانے کا ڈر ہو تو وضو کی بجائے تیمم کرنا درست ہے ۔ اور یہ کہ نہ توحیض کی کوئی کم سے کم مدت ہے اور نہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے اور نہ ہی سن ایاس کی کوئی مدت ہے ۔ باکرہ کے لئے استبراء نہیں چاہے وہ بوڑھی ہو سجدۂ تلاوت کے لئے وضو شرط نہیں ۔ بلا محلل کے گھوڑ دوڑ میں شرط لگانا جائز ہے آخر یہ ہے ۔ فکم له من شواذ ابن تیمیة وقد ذکر ابن حجر الهیثمی فی الفتاوی الحدیثیة کثیراً من شواذ ابن تیمیة ۔ یعنی اب اندازہ کریں کہ ابن تیمیہ کے کتنے تفردات ہیں اور اور اس کے بہت سے تفردات کو امام ابن حجر نے فتاوی حدیثیہ میں بھی ذکر کیا ہے ۔

marfat.com

بے جا حمایت

اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ نواب صدیق حسن بھوپالی نے کافی رقم خرچ کر کے محمود آلوسی بغدادی کے بدنہاد اور ناخلف بیٹے نعمان آلوسی سے ایک کتاب ابن تیمیہ کی صفائی پیش کرنے کے لئے لکھوائی لیکن اس کی رسوائے زمانہ کتاب کو علمائ نے اس کے منہ پہ دے مارا کیونکہ وہ پوری کوشش کے باوجود جھوٹ کو سچ نہ بنا سکا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

وقد حاول الشیخ نعمان الالوسی باشارہ صدیق حسن خان الذی کان لہ بہ صلة مادیة متینة الرد فی جلاء العینین متوخیا تبرئة ساحة ابن تیمیة من غالب تلک الشواذ لکن سقط فی یدہ حیث فضحت ھذہ المرحلة من الرعایة لابن تیمیة بطبع کتب لہ۔

ترجمہ:۔ شیخ نعمان آلوسی نے نواب صدیق حسن کے ایما پر مالی امداد حاصل کر کے جلاء العینین میں ابن حجر مکی کے رد کا ارادہ کیا اور ابن تیمیہ کے دامن کو اکثر شواذ و تفردات سے پاک کرنے کی کوشش میں بڑا زور لگایا۔ مگر اسے ندامت اٹھانا پڑی۔ کیونکہ ابن تیمیہ کی کتابوں نے اس کی بے جا حمایت کو ذلیل و رسوا کر دیا۔ کیونکہ جن باتوں کی اس نے تردید کی تھی ابن تیمیہ کی کتابوں میں اس کی تصریح موجود تھی۔ آخر پر لکھا ہے اللہ تعالےٰ دولت کے لالچ کو قتل کرے جو بھی اس کے ہتھے چڑھ گیا اسے ذلالت ہی نصیب ہوئی۔ (کن قاتل اللہ المادة ما دخلت فی شیئ الا افسدتہ)

(السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲)

درج ذیل تاثرات بھی ابن تیمیہ کے خاص معتقدین کے ہیں حیات ابن قیم مطبوعہ مصر میں جامعہ قاہرہ مصر کے اساتذہ عبدالعظیم وغیرہ باوجود ابن تیمیہ گروپ کے افراد ہونے کے انکی طبیعت شدت و حدت اور اصل مسائل سے برگشتگی کیمتعلق جو تصویر کشی کرتے ہیں۔ اس کا نمونہ کتاب کے ترجمہ سے پیش کیا جاتا ہے۔

marfat.com

تکفیر بازی ابنِ تیمیہ کی مخالفت اپنی انتہا کو اس وقت پہنچی جبکہ ۷۲۶ھ میں آپ نے یہ اعلان کیا کہ مزارات کی زیارت کرنا اور اولیاء اللہ کا وسیلہ اختیار کرنا حرام ہے۔ ابن تیمیہ اس مخالفانہ تحریک کے پہلے رہنما تھے جس کے ذریعے روحانی اور اہلِ ذوق حضرات کے خلاف اعتراضات اور تکفیر کے تیر برسائے گئے ان کے بعد صوفیاء کے جو مخالف افراد آئے وہ سب ابنِ تیمیہ کی راہ پر گامزن رہے۔

(حیات ابن قیم ص۵۵)

جوش و خروش ابن تیمیہ کی بے باکی کے عنوان سے لکھا ہے۔ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ وہ اپنے حریفوں کے ساتھ کس قدر ہمت اور دلیری سے بحث کرتے ہوں گے۔ اور ان پر کس قدر شدت اختیار کرتے ہونگے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے حریف پر کفر کا الزام لگانے سے بھی نہیں چوکتے ابن تیمیہ کی طبیعت میں جوش و خروش تھا اور ابن قیم کی طبیعت میں سکون و اعتدال تھا ص۴

تاریخ و رجال کے مشہور ماہر علامہ ذہبی ابن تیمیہ کے منہاج و مسلک سے شدید ترین متاثر ہیں اور انہوں نے ابن تیمیہ کے جو قصائد لکھے ہیں ان کے لئے متعدد صفحات درکار ہیں بایں ہمہ قصیدہ گوئی کرتے کرتے بھی وہ لکھتے ہیں۔

انا لا اعتقد فیه عصمة بل	میں اس کو معصوم نہیں سمجھتا بلکہ میں
انا مخالف له فی مسائل اصلیة	اصولی اور فروعی مسئلوں میں اسکا مخالف
وفرعیة فانه کان مع سعة	ہوں۔ وہ اپنے علم کی زیادتی، شجاعت اور
علمه وفرط شجاعته وسیلان	تندئ ذہن اور دین کی قابلِ احترام باتوں کی
ذهنه وتعظمه لحرمات الدین	تعظیم کرنے کے باوجود ایک بشر تھا۔ وہ
بشرا من البشر تعتریة حدة	دورانِ بحث گرم ہو جاتا اور غصے میں
فی البحث وغضب وصدمة	آپے سے باہر ہو جاتا۔

marfat.com

للخصوم ۔

تاریخ الکبیر ذہبی صہ ۳۹۱

فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ صہ ۲۶

آگے چل کر علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ لوگ اس کے علم کا لوہا مانتے تھے مگر اس کے اخلاق و افعال سے ناراض تھے ۔ متن ہے ۔

ولکن ینقمون علیہ اخلاقاً و افعالاً

مندرجہ بالا تحریر میں ذہبی نے ابن تیمیہ کے ساتھ اپنے اصولی اور فروعی اختلافات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے افعال و کردار اور بد اخلاقی کا نمونہ بھی واضح طور پر پیش کر دیا ہے ۔ گویا کہ جو لوگ اس کی علمی قابلیت سے شدید متاثر اور متعدد عقائد میں اس کے ہم آہنگ ہیں وہ بھی اس کی تلبیسات اور حدت طبع پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔

الغرض ابن تیمیہ کے متعلق ساتویں صدی سے لے کر اب تک کے تمام علمائے امت کی تحریروں کو اگر جمع کر دیا جائے تو ہزاروں صفحات پر مشتمل کتاب تیار ہو سکتی ہے ۔

قارئین کو قطعی طور پر اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ابن تیمیہ ایک متشدد اور متعصب شخص ہونے کے علاوہ ابن حزم خارجی کا روحانی شاگرد تھا اور ابن حزم کی اہلبیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کھلم کھلا دشمنی روز روشن کی طرح ظاہر ہے ۔

ان لوگوں کا جمہور اہل اسلام سے نہ صرف یہ کہ فروعی مسائل میں ہی اختلاف ہے بلکہ اصولی مسائل میں بھی بیسیوں اختلافات ہیں ۔

حتّٰی کہ یہ لوگ اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے متعلق بھی اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں جو کفر صریح پر مبنی ہیں ۔

علاوہ ازیں خلاصہ کائنات فخر موجودات، نور مجسم شفیع معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کبریٰ سے انکار ان لوگوں کی دین اسلام سے برگشتگی کی بدترین

marfat.com

مثال ہے۔

اس سے بڑھ کر اور غضب کیا ہوگا کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی نصوصِ صریحہ کا واضح ترین انکار کرنے کے باوجود بھی بعض لوگوں کے نزدیک شیخ الاسلام اور محقق بے بدل کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بہرحال جو لوگ خدا اور رسولؐ کے بارے میں اس قدر مکروہ عقائد کا اظہار کرتے ہوں انکے نزدیک اسلام کی دیگر بلند پایہ اور رعالی مرتبت ہستیوں کا کیا مقام ہوگا۔

آئندہ اوراق میں ہم ابن تیمیہ کی تحریروں کا قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے بھی موازنہ کریں گے اور اس کی ان تحریروں کو بھی قارئین کے سامنے لائیں گے جن سے اہلبیت رسولؐ سے عداوت کا بھی اظہار ہوتا ہے اور وہ منشائے خدا اور رسول کے بھی خلاف ہیں۔ اب آپ ابن تیمیہ اور اس کی اس کتاب کے بارے میں جسکو عباسی نے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

ابن تیمیہ کی منہاج السنة اور شاہ عبدالعزیز

كلام ابن تيمية فى منهج السنة وغيره من الكتب موحش جدا فى بعض المواضع لا سيما فى تفريط حق اهلبيت وفى منع زيارة النبى عليه السلام فى انكار الغوث و القطب والابدال وتحقير الصوفية وامثال ذالك وهذه المواضع منقولة موجودة عندى وقد تصدى لرد كلامه فى زمانه جهابذة علماء الشام والمغرب وابمصر ثم ان ابن القيم تلميذه الرشيد قد بالغ فى توجيه كلامه لكن لم يقبله العلماء حتى ان المخدوم

marfat.com

معین الدین السندی فی عصر سیدی الوالد اطال رسالۃ فی ردہ واذا کان کلامہ مردودا عند علماء اھل السنۃ فای طعن بلھتم فی ذالک فقط۔

(فتاوی عزیزیہ مطبع مجتبائی ۱۴۵ مولفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

ترجمہ :۔ ابن تیمیہ کے کلام سے جو منہاج السنۃ وغیرہ کتابوں میں پایا جاتا ہے نہایت وحشت ہوتی ہے۔ خصوصاً ان باتوں سے تو انسان متوحش ہو جاتا ہے جو اس نے اہلبیت عظام کی تفریط کے طور پر لکھی ہیں۔ یعنی اہلبیت کی تنقیص کی ہے نیز اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت سے منع کیا ہے اور غوث قطب و ابدال وغیرہ کا بھی انکار کیا ہے۔

صوفیاء کرام کی تحقیر کے سلسلہ میں اس نے بہت کچھ لکھا ہے اسی طرح اس کی بہت سی باتیں ہیں، علمائے شام، مصر اور مغرب نے ابن تیمیہ کا رد اس کے زمانے میں ہی لکھ دیا تھا۔

پھر اُس کے بعد اس کے شاگرد ابن قیم نے اگرچہ ابن تیمیہ کے کلام کی توجیہات و تاویلات بیان کی ہیں مگر علمائے اہلسنت نے ان تاویلات کو قبول نہیں کیا۔ حتّٰی کہ ہمارے مخدوم معین الدین السندھی نے بھی ہمارے والد صاحب کے زمانہ میں ابن تیمیہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا۔

علمائے اہلسنت کے نزدیک ابن تیمیہ کا کلام باطل ہے۔

آخر پر ابن تیمیہ کے متعلق مؤرخ اسلام علامہ شبلی کا ایک تاثر ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں درج کیا ہے۔ چونکہ ابن تیمیہ سیدنا امام اعظم کو امام الائمہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد تسلیم نہیں کرتا اور اس ٹھوس حقیقت کا انکار صرف اس وجہ سے کرتا ہے کہ اس

marfat.com

واقعہ میں اہلبیتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف کا پہلو ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ کی اس بے باکی کا جواب دیتے ہوئے علامہ شبلی رقمطراز ہیں۔

ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اس وجہ سے کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے معاصر اور ہم عصر تھے۔ اس لیے ان کی شاگردی کیونکر اختیار کرتے لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو حضرت (امام) جعفر صادق سے کیا نسبت۔ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے۔

(سیرت نعمانؒ ص۶۰ مولفہ مورخ اسلام علامہ شبلی)

ابن تیمیہ کی جہالتوں اور خیانتوں کا باب انہیں الفاظ پر بند کیا جاتا ہے۔ قارئین خود ہی تجزیہ کرلیں کہ ایسے شخص کی کسی عبارت کو استدلال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ہم ابن حزم ہی کی طرح اس کی خرافات کو بھی باطل قرار دیتے ہیں۔ اس کا کلام خاص جمہور اہل اسلام کے نزدیک ہرگز ہرگز حجت قرار نہیں پا سکتا۔ تاہم اس کی بعض تحریروں پر آئندہ اوراق میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تبصرہ ضرور کریں گے۔

اور یہ بھی بتائیں گے کہ اس قدر متشدد اور متعصب شخص بھی پورے طور پر عباسیوں کا ساتھ نہیں دے رہا۔ خاص طور پر یزید کے بارے میں اسکی انتہائی حمایت کرنے کے باوجود یہ متعدد باتیں ایسی لکھ گیا ہے جو عباسیوں کے خیالی قلعوں کو زمین بوس کر دینے کے لئے کافی ہیں۔

نصف غیر شیعہ اور ثقہ مورّخ ابن خلدون

ابن خلدون کون ہیں؟

عباسی وغیرہ کے نزدیک علامہ ابن خلدون ثقہ مورخ ہیں اور یہ کہ وہ غالی، رافضی شیعہ قسم کے بھی کوئی چیز نہیں ہیں۔ البتہ رشید ابن رشید کے جربہ ساز مؤلف ابن یزید کے خیال میں انہیں کبھی کبھی اہل بیت مصطفیٰؐ سے عقیدت کا دورہ ضرور پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ وقتی طور پر یا تو ضعف بصارت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور یا بالکل ہی بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں پورے ثقہ اور غیر شیعہ مورخ قرار دینا مشکل ہے بلکہ یہ نصف ثقہ اور غیر شیعہ اور نصف غیر ثقہ اور شیعہ ہیں۔ یعنی ½ ثقہ غیر شیعہ مورخ۔

بہر حال عباسی وغیرہ انہیں ثقہ مورخ تسلیم کرتے ہیں جیساکہ عنقریب بیان ہوگا۔ مگر ان کے ساتھ ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہوگئی ادبی سرقہ بازوں کیلئے اس قسم کی اصطلاحیں تو سنتے ہی آئے ہیں کہ فلاں شعر چیدا اور فلاں کہانی چرائی اور یہ بھی عین ممکنات سے ہے کہ کوئی کسی کی پوری کی پوری کتاب چرالے اور پھر اپنے نام سے طبع کروالے جیساکہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی متعدد تصانیف لوگوں نے اپنے نام سے متعارف کروائیں۔

لیکن علامہ ابن خلدون کے ساتھ بالکل ہی عجیب بات ہوئی۔ انہوں نے شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد اپنی تاریخ کے لئے چھ ایسے صفحات مرتب کئے جن میں امام عالی مقام امام حسینؑ کی غلیبوں اور یزید پلید کی شان و عظمت اور پاکیزگی فطرت کی تصویر کشی کی گئی تھی۔ لیکن اسے عباسی کی بدقسمتی ہی کہئے کہ علامہ ابن خلدون نے مسودہ کتاب کسی رافضی

marfat.com

و پڑھنے کے لئے دیا اور اس نے وہی چھ سات صفحات کتاب سے نکال لینے میں وہ ہاتھ کی صفائی دکھائی کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوئی۔

خدا جانے ابن خلدون پر اس خطرناک چوری کا کیا ردِّ عمل ہوا ہو۔ مگر عرب اسی کا یوں کفِ افسوس ملتا اور ان مسروقہ اوراق پر اظہارِ تاسف کرنا ہم سے دیکھا نہیں جاتا اس لئے مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ حقیقت حال واضح کرتے ہیں۔

تاریخ ابن خلدون کے چند عربی اردو ایڈیشن ہم نے بھی دیکھے ہیں جن میں سے بعض کے حاشیہ پر یزید کی ولیعہدی کے مقام پر نشاندہی کی گئی ہے کہ اس واقعہ کے چھ صفحات غائب ہو چکے ہیں۔ یہاں تک تو یہ بات درست ہے کہ ایسا واقعہ فاجعہ ہوا ضرور ہے خواہ ابن خلدون کے زمانہ میں ہوا ہو یا ان کے بعد، زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ بعد میں ہوا ہوگا کیونکہ اگر ان کی زندگی میں ہوتا تو وہ دوبارہ اس واقعہ کو قلمبند کر سکتے تھے۔

اگرچہ دورِ حاضر کے ایک اور خارجی نما مؤلف جس کی تمام تصانیف کو پڑھنے کے بعد اس کے نظریات کے متعلق صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ:-

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ابن خلدون نے سرے سے لکھا ہی نہیں یہ پیشہ ور مؤرخ عباد اللہ اختر لکھتا ہے۔

شہادت امام حسین کا واقعہ تمام مؤرخین نے لکھا ہے لیکن ابن خلدون جو ایک محقق مؤرخ ہے خاموش ہے۔ اس نے اس واقعہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا[1]۔

(خلافت اسلامیہ حصہ اول صفحہ ۱۸ مولفہ عباد اللہ اختر)

عباد اللہ اختر کی اس ریسرچ کو تو ہم اس کی تاریخ سے عدمِ واقفیت اور حقائق سے روگردانی کا نام دیتے ہیں اور اسے مشورہ دیتے ہیں کہ طبعی عمر کے ان آخری ایام میں اپنے

---

[1] حالانکہ یہ سراسر غلط ہے ابن خلدون نے شہادت کے واقعہ کو تو ضرور لکھا ہے مگر یزید کی ولیعہدی کے صفحات ضرور گم ہیں۔

marfat.com

نظریات کا اس طرح بیڑہ نہ غرق نہ کرے اور مورخ بننے کے شوق سے توبہ کرے۔

البتہ خارجی عباسی کا غم غلط کرنے کے لئے اسے بتلاتے ہیں کہ تاریخ ابن خلدون سے یزید کے متعلق اوراق چوری کرنے والا کوئی غالی شیعہ اور رافضی نہیں ہوسکتا اور ہمارے اس دعویٰ کی ٹھوس اور مضبوط ترین شہادت موجود ہے۔

اس لئے یقین رکھو کہ یہ واردات رافضیوں نے نہیں کی بلکہ یہ کسی تمہارے باواجان ہی نے کی ہے اور اس کی واضح ترین اور اخص الخاص دلیل یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون باوجود دیگر مورخین پر بے اعتمادی کا اظہار کرنے کے نہ تو دشمن اہلبیت ہیں اور نہ ہی تمہاری طرح یزید کو معصوم فرشتہ اور مجسمۂ شرافت و پاکیزگی مانتے ہیں۔ اور نہ ہی امام عالی مقام کی شہادتِ عظمیٰ کو شدید غلطی اور ہلاکت خیز گناہ قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے مشہور مقدمہ میں جس کی بعض تحریروں سے تم لوگ بھی ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو میں بالوضاحت تحریر کرتے ہیں کہ امام عالی مقام سیدنا امام حسین حق پر تھے اور یزید پلید فاسق و فاجر بھی تھا اور امام حسین کی شہادت کا ذمہ دار بھی۔

اگرچہ تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہے تاہم قارئین پر حقیقت حال واضح کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام اور یزید پلید کا موازنہ کرتے ہوئے جو کچھ بھی ابن خلدون نے مشہور مقدمہ تاریخ میں تحریر کیا ہے من و عن تحریر کردیں۔

خلافت کے مستحق نظر انداز

حضرت معاویہ نے دوسروں کو چھوڑ کر یزید کو مصلحت کے تحت چنا تھا کیونکہ بنو امیہ کے ارباب حل و عقد کا یزید کی ولیعہدی پر اتفاق تھا۔ کیونکہ اس وقت بنو امیہ اپنے سوا کسی اور کے لئے خلافت نہیں چاہتے تھے، بنو امیہ قریش تھے انہیں تمام مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی اور یہی ارباب اقتدار تھے۔ اس لئے انہیں میں سے ولی عہد چنا گیا اور جو بظاہر خلافت کے اہل تھے انہیں نظر انداز کیا گیا تاکہ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد میں

marfat.com

۔۔ سارع کے نزدیک اہم ہے خلل نہ آئے۔ (مقدمہ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۲۷)

عبداللہ ابن عمر کی کنارہ کشی

اس میں (عبداللہ) ابنِ عمر نے اس لئے حصّہ نہیں لیا کہ یہ اپنی پارسائی کی وجہ سے بڑے محتاط رہتے تھے اور جائز و ناجائز ہر چیز سے کنارہ کش رہا کرتے۔

(مقدمہ ابنِ خلدون جلد دوم صہ ۲۸)

یزید کا فسق و فجور اور ذوق غنا

یزید کی ولی عہدی کے سلسلہ میں چند مسائل ایسے بھی ہیں جن پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے مثلاً عہد خلافت میں یزید فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا تھا۔ حضرت معاویہ کی شانِ عدالت دیکھتے ہوئے یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ کو اُسے ولی عہد مقرر کرتے وقت یزید کے فسق و فجور کا علم تھا۔ کیونکہ آپ انتہائی عادل اور صاحب فضل تھے۔ بلکہ یزید کو اپنی زندگی میں گانا سننے پر برا بھلا کہتے رہتے اور اُسے رد کیتے رہتے۔ حالانکہ گانا سننا دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون جلد دوم صہ ۲۹)

علامہ ابن خلدون کے اس صراحتی بیان کے بعد آپ عباسی کو اُن اوراق مسروقہ کا نام بھول جانا چاہیئے جن میں اس کے زعم کے مطابق یزید لعین کو فرشتہ ثابت کیا گیا ہوگا۔ علامہ ابن خلدون یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو بظاہر خلافت کے اہل تھے انہیں مصلحت کی بنا پر نظرانداز کیا گیا تھا اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا یزید کی موافقت و مخالفت میں حصّہ نہ لینا احتیاط کے طور پر تھا کیونکہ وہ ہر جائز و ناجائز کام سے کنارہ کشی اختیار کئے ہوئے تھے۔ بقول علامہ ابن خلدون حضرت عبداللہ ابن عمر نے جانبین میں کوئی کردار بھی قطعاً ادا نہیں کیا۔ لیکن تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو جیسے ابن فاروق اعظم یزید کے ایجنٹ ہوں " معاذ اللہ "
ہم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اجتہاد اور آپ کی گوشہ نشینی جیسی خاموش زندگی کے بارے میں آئندہ اوراق میں بالوضاحت بیان کریں گے۔

marfat.com

۱۰۰

پہلے تو مرف یہ بتانا تھا کہ ابن خلدون یزید کو فاسق و فاجر تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ آپ نے مزید لکھا ہے کہ:-

یزید کی بیعت کی حقیقت

جب یزید فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں۔ کسی نے اس کی بیعت توڑ کر اس سے جنگ کا ارادہ کر لیا جیسا کہ امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے اور ان کے ماننے والوں نے۔ لیکن بعض یہ سوچ کر جنگ سے باز رہے کہ اس سے ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا۔ اور ناحق لوگوں کا کثرت سے خون ہوگا۔ علاوہ ازیں یزید کا مقابلہ بھی آسان نہیں تھا کہ اسے نبھایا جا سکے لیکن اس وقت یزید برسر اقتدار تھا اور اس کی حمایت میں بنو امیہ ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے اور علاوہ ازیں قریش کے ارباب حل و عقد اس کی حمایت کے لئے تیار تھے۔ اور معز کا سارا قبیلہ جو سب سے زیادہ طاقت ور تھا یزید ہی کے ساتھ تھا۔ جس کے مقابلہ کی ان میں تاب ہی نہ تھی۔ چنانچہ یہ لوگ بیعت توڑنے اور بغاوت سے رکے رہے اور اللہ سے اس کی ہدایت کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر اس سے نجات کی۔

مسلمانوں کی جمہوریت اسی خیال کی تھی۔ دونوں جماعتیں مجتہد تھیں اور دونوں میں سے کسی کو برا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ سب مسلمانوں کی خیر خواہی اور تلاش حق کے لئے کوشاں تھے۔ ان مقاصد میں ان کی مساعی لوگوں میں مشہور و معروف ہے رحق تعالےٰ ہمیں بھی ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے (مقدمہ ابن خلدون جلد دوم صہ ۳۰)

علامہ ابن خلدون کی اس صراحت کے بعد قارئین کے لئے یہ نتیجہ اخذ کر لینا ہرگز مشکل نہیں کہ تاریخ ابن خلدون سے جو اوراق اڑائے گئے ہیں ان میں خوارج کے موقف کی ہرگز تائید موجود نہیں تھی بلکہ صاف ظاہر ہے کہ ان میں خوارج کی شدید ترین تکذیب و تردید بھی ہوگی اور تردید بلکہ بھی پوری پوری خبر لی گئی ہوگی

marfat.com

اس لئے ان منافقوں کا چور سوائے خارجیوں کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ خوارج کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی جائے چنانچہ مقدمہ ابن خلدون ہی سے اس مسئلہ پر واضح ترین عبارات ملاحظہ ہوں۔

شہادتِ حسینؑ کا ذمہ دار یزید ہے

یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ جیسے صحابہ کرامؓ نے اپنے اجتہاد سے امام حسینؑ کا ساتھ نہیں دیا اسی طرح آپ کی شہادت بھی اجتہاد سے واقع ہوئی ہے۔ حاشا وکلا یہ بات نہیں ہے۔ آپ کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید اور اس کے ساتھیوں پر ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۶/۲)

یزید فاسق تھا امام حسینؑ حق پر تھے

یہ نکتہ چینی بھی نہ کیجائے کہ یزید فاسق تھا اور صحابہ نے اس کی بغاوت جائز نہیں سمجھی تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ ان کے نزدیک اس کے افعال صحیح تھے۔ کیونکہ فاسق کے مسنون افعال ہی صحیح ہوتے ہیں۔ صحابہ کے نزدیک باغیوں سے جنگ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان سے امام عادل کے ساتھ مل کر جنگ کی جائے یہاں یہ شرط نہیں پائی جاتی۔ اس لئے امام حسینؑ کی یزید سے جنگ اور یزید کی امام حسینؑ سے جنگ جائز نہ تھی بلکہ اس کے یہ کرتوت اس کے فسق میں اضافہ کا باعث ہی ہوئے اور امام حسینؑ کے مقدر میں شہادت تھی جس کا انہیں ثواب ملا کیونکہ آپ حق پر تھے اور اجتہاد کی روشنی میں لڑے۔ مقدمہ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۳۶

یزید کا فسق متعین ہے

یزید کی غلطی اس کے فسق نے متعین کر دی ہے۔

مقدمہ ابن خلدون جلد دوم ص ۳۷

حسینؑ سے بڑھ کر کوئی امام عادل نہ تھا

اس سلسلہ میں ابن عربی مالکی نے اپنی کتاب العواصم من القواصم میں جو یہ لکھا ہے کہ حسین اسلامی شریعت کی رو سے قتل ہوئے سراسر غلط ہے۔ ابن عربی سے یہ غلطی اس لئے ہوگئی کہ وہ جنگ کے لئے امام عادل کی شرط بھول گئے۔ بھلا اس زمانے میں ہوا پرستوں سے لڑنے کے لیئے امامت وعدالت میں امامؓ موصوف سے بڑھ کر کون مستحق ہو سکتا تھا لہذا ان کی شہادت ہوئی ہے نہ کہ بغاوت کی راہ سے قتل ہوا۔ (مقدمہ ابن خلدون ۳۶۶)

امام حسینؑ مجتہدوں کے امام تھے

دیگر صحابہ کرام جو حجاز میں اور شام و عراق میں یزید کے پاس تھے اور اُن کے ماننے والے اس پر متفق تھے کہ یزید سے اگرچہ وہ فاسق ہے جنگ ناجائز ہے۔ کیونکہ جنگ باعثِ فتنہ و خونریزی ثابت ہوگی۔ چنانچہ وہ جنگ سے باز رہے انہوں نے اس سلسلہ میں نہ امام حسینؑ کی موافقت کا اظہار کیا اور نہ مخالفت کا اور نہ انہیں خطاکار و گنہ گار گردانا کیونکہ امام حسینؑ نہ صرف مجتہد بلکہ مجتہدوں کے امام نمونہ تھے۔ یہ خیال کرکے گمراہ نہ ہو جانا کہ چونکہ ان صحابہ نے امام حسینؑ کا ساتھ نہیں دیا اور ان کی مدد نہیں کی اس لیئے یہ گنہگار ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی کثرت یزید ہی کے ساتھ تھی اور وہ یزید کی بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ خود امام حسین اپنی فضیلت اور استحقاق خلافت پر کربلا میں انہیں صحابہ کرام کو بطور شہادت پیش کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے فضل و استحقاق کے بارے میں جابر بن عبداللہ۔ ابوسعید خدری۔ انس بن مالک زید بن راقم، سہل بن سعد وغیرہ سے پوچھ لو۔ آپ نے اپنا ساتھ نہ دینے پر ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی اور نہ آپ نے ان سے مدد کی درخواست کی۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ انکا اجتہاد میرا ساتھ نہ دینے پر مجبور کر رہا ہے اور میرے اجتہاد کا تقاضا

marfat.com

مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۶ جلد دوم

عینک ہے ۔

ابن خلدون کی واضح تردید تصریحات اور حقیقت نگاری کی تصویر کشی کے بعد

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عباسی وغیرہ کی وہ تحریریں بھی ہدیۂ قارئین کر دی جائیں جن میں علامہ ابن خلدون کے متعلق مختلف تاثرات پیش کئے گئے ہیں ۔ مقدمہ ابنِ خلدون ہی کی چند تحریریں پیش کرنے کے بعد خارجی مصنف ابن یزیدبٹ لکھتا ہے ۔

ایک رُخ اہلِ بصیرت قارئین ! علامہ موصوف کی تحریر کو بار بار پڑھیں اور اس پر خوب اچھی طرح غور فرمائیں، علامہ صاحب نے تاریخ کو غلط رنگ میں پیش کرنے والوں کی نشاندہی کر کے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ جو تاریخ آج ہمارے پاس ہے وہ زیادہ تر غلط اور بے بنیاد ہے اور ان میں من گھڑت فضیلتوں سے متاثر ہو کر اکثر مسلمان حقیقت سے دور جا چکے ہیں اور بعض بزرگوں کی غلط عقیدت و محبت میں انصاف اور دیانت سے ہٹ کر غلط باتوں کا شکار ہو گئے ہیں ۔ (رشید ابن رشید صفحہ ۷،۴)

دوسرا رُخ علامہ ابن خلدون کے حقیقت نگار قلم کے چمکدار الفاظ جو ہم نے کتاب کے شروع میں درج کئے ہیں ۔ علامہ موصوف کے ان الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل فقرے مقدمہ ابن خلدون میں کسی اور نے بڑھا دیئے ہیں ۔ اور نہیں تو اہلِ بصیرت حضرات کو ہر حالت میں اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ خود علامہ صاحب موصوف بھی اعلان حق کرتے کرتے اندھی عقیدت اور کوفی پراپیگنڈے کا شکار ہو کر اس مثل کا مصداق ہو کر رہ گئے ۔ دیگراںؔ نصیحت اور خود را فصیحت ۔

(رشید ابن رشید صفحہ ۱۹۷)

یہ ہیں علامہ ابن خلدون کے متعلق دوہرے ریمارکس جاہل اور نقال مؤلف ابن یزید بٹ

لہ محاورہ قارئین خود درست کریں ۔

اب ذرا آپ پڑھئے لکھے اور دھوکا باز خارجی عباسی کی قلابازیاں ملاحظہ کریں۔ جو اس نے علامہ ابن خلدون کے نام کو استعمال کرنے کے سلسلہ میں کھائی ہیں۔

منفرد مورّخ

وضعی روایتوں اور مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں نقد و درایت سے جانچنے کی کوشش سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی خصوصاً دور اموی کے بعض مشہور واقعات۔

(خلافت معاویہ و یزید ص۵۰)

پھر لکھتا ہے۔ البتہ ایک منفرد مثال علامہ ابن خلدون کی ہے جنہوں نے اپنے شہرہ آفاق مقدمۂ تاریخ میں بعض مشہور روایات کو نقد و نظر کے معیار پر پرکھنے کی کوشش کی۔

خلافت معاویہ و یزید ص۵۰

شاید غلط نہ ہو؟

علامہ موصوف نے ولایت عہد کی بحث میں امیر یزید کی ولیعہدی کے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اسی کتاب میں دوسری جگہ درج ہے۔ اس کے پیش نظر راقم الحروف استنباط شاید غلط نہ ہو تنہا وہی ایک مورخ ایسے ہیں جنہوں نے دیگر وضعی روایات کی طرح سانحہ کربلا کی موضوعات کو تاریخی معیار پر جانچنے کی کوشش کی تھی جس کی پاداش میں ان کی کتاب کے تمام نسخوں میں تین ورق یعنی چھ صفحے جو اس حادثہ کے بارے میں تھے آج تک کسی بشر کو چار دانگ عالم میں دستیاب نہ ہو سکے۔

خلافت معاویہ و یزید ص۵۵

تین ورق گم نہ ہوتے تو ابن خلدون شیعہ ہوتے

صرف ادو خارجیوں کی ان مختصر عبارات سے ہی قارئین کو ٹھیک طور پر اندازہ ہو گیا ہو گا کہ درحقیقت ان کے معبود پہ نہ کوئی مفسر ہے اور نہ محدث نہ مورخ ہے اور نہ فقیہہ اگر کسی مورخ یا محدث کی عبارت کو قطع برید کرنے سے کام چل جاتا ہے تو اس کی عظمت و جلالت اور دیانت

marfat.com

دیانت کی قصیدہ گوئی شروع کر دیتے ہیں اور اگر ان کی مطلب براری کسی بھی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اُسے غیر ثقہ، رافضی، شیعہ اور غالی وغیرہ کے القاب عطا کر دیتے ہیں اور اگر یہ زبان و قلم سے کسی کو ثقہ تسلیم کر بھی لیں تو ذہنی طور پر اس کی حقیقت پسندی کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ جیسا کہ علامہ ابن خلدون کے بارے میں آپ ان کے تاثرات بھی پڑھ چکے ہیں اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کے روایت کردہ حقائق کو مان لینے سے پہلو تہی بھی کرتے ہیں اور ان روایات کی موجودگی میں جو انہوں نے اپنے مقدمہ میں جسے یہ خود بھی تاریخ کی صحیح ترین کتاب مانتے ہیں ایسے چھ عدد صفحات کی تلاش میں سرگرداں ہیں جن میں قطعی طور پر ان کی تائید میں ایک لفظ کا ہونا بھی غیر ممکن ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر وہ ورق ان کی کتاب میں موجود ہوتے تو انہیں پڑھ کر یہ لوگ ابن خلدون کو قطعی غالی شیعہ کے نام سے موسوم کرتے۔ بہر حال اس قسم کی بہت سی باتیں انشاء اللہ آئندہ اوراق میں بیان ہوں گی۔

اور ہم مقدمہ ابن خلدون کے علاوہ تاریخ ابن خلدون سے بھی واقعات شہادت اور واقعات حرہ میں یزید پلید کا ملوث ہونا اور ابن خلدون کا طبری کی روایات محققانہ جانچ تول کے بعد قبول کرنا اور یزید کو فاسق و فاجر ظالم اور مستحق لعنت وغیرہ کہنا بالوضاحت ثابت کریں گے۔ اب آپ ابن کثیر کا تعارف ملاحظہ کریں۔

marfat.com

۲۔ غیر شیعہ ثقہ اور ۲۔ غیر ثقہ شیعہ مؤرخ

ابنِ کثیر

ابن کثیر کون ہیں ؟

مؤرخین کے تعارف کے سلسلہ کی ایک کڑی حافظ ابن کثیر ہیں۔ ناممحمود عباسی خارجی نے ابن تیمیہ کے بعد سب سے زیادہ حوالے انہی کی کتاب البدایہ والنہایہ کے دیئے ہیں بلکہ واقعاتِ شہادت کا سارا دارو مدار اسی کتاب پر رکھا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ عبارت نقل کرتے وقت حسب عادت انتہائی چابکدستی سے کام نکالنے کی کوشش کی ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا تمام عبارتوں کے سیاق و سباق کو قلم انداز کرتے ہوئے محض اور محض اسی قدر ٹکڑے نقل کرنے پر اکتفا کرتا رہا جن سے یا تو مدحتِ یزید پلید بیان کی جا سکے یا امام حسینؑ اور اہلبیتؑ کرام کی مذمت واہانت ثابت ہو سکے۔

البتہ بعض عبارات ایسی بھی ہیں جن کی نشاندہی یا تو دوسرے مصنفینؒ نے کر رکھی ہے اور یا وہ اس طریقہ سے اپنے مضمون کے ساتھ مربوط ہیں کہ انہیں قطع برید کیا ہی نہ جا سکے۔ اس قسم کی عبارتیں جب ناممحمود عباسی کے سامنے آتی ہیں تو وہ حیران و پریشان ہو کر یہ لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ابن کثیر کا دامن بھی رافضیت سے پاک

marfat.com

نہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم یہ وضاحت کریں کہ عباسی باوجود ابن کثیر کی کثیر روایات نقل کرنے کے اس سے بدظن کیوں ہے۔ یہ بتا نا ضروری سمجھتے ہیں کہ ابن کثیر ہے کون؟ جس کی روایات کو یہ خارجی مسلسل نقل بھی کرتے جاتے ہیں اور اسکی ثقاہت پر بھی انہیں اعتراض ہے۔

تو اس سلسلہ میں اگر ہم چاہیں تو سینکڑوں کتابوں کے حوالہ جات نقل کر کے بھی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ابن کثیر ان لوگوں کے گھر کا آدمی ہے اور ان کے امامِ دوم ابن تیمیہ کا روحانی و جسمانی شاگردِ رشید ہے۔

لیکن طوالت کا خوف ہمہ وقت دامنگیر رہتا ہے حالانکہ بغیر یہ سب کچھ قارئین کے علم میں لائے نہ تو واقعات کی کڑیاں ملائی جا سکتی ہیں اور نہ ہی حقیقتِ حال واضح ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم نے قارئین کا وقت بچاتے ہوئے ابن کثیر کے تعارف اور اس کے ابن تیمیہ سے تعلق کے بارے میں نہائت ہی آسان راستہ اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہابی خارجیوں کی وہ تحقیق پیش کرنے پر ہی اکتفا کر لیا گیا ہے جو انہوں نے خود ابن تیمیہ اور ابن کثیر کے تعلق اور ان دونوں کے ہم عقیدہ اور ہم آہنگ ہونے کے بارے میں کی ہے۔ چنانچہ حیات ابن تیمیہ کے آخر پر کتاب کے محشی خارجی وہابی کا بیان بدیۂ قارئین ہے۔

ابن کثیر اور ابن تیمیہ کا تعلق

خارجیوں کی نظر میں

• حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الشافعی۔

marfat.com

ابن کثیر سے شہرت رکھتے ہیں۔ ۷۰۱ھ میں بصری شام کے علاقہ کے ایک گاؤں مجیدل میں پیدا ہوئے اور ۷۰۳ھ میں والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے ۷۰۷ھ میں بڑے بھائی کمال الدین عبدالوہاب ان کو ساتھ لیکر دمشق چلے گئے۔ نشو ونما تعلیم اور تربیت یہیں حاصل ہوئی پھر دمشق کے ہی ہو رہے۔ تعلیم کی ابتدا عبدالوہاب سے ہی کی جو سرپرست اور مربی بھی تھے۔ بعدہٗ اس زمانہ کے دستور کے مطابق تفسیر و حدیث فقہ و اصولِ فقہ، ادب و لغت، عربیت اور کلام وغیرہ سارے علوم ہر علم و فن کے امام سے حاصل کئے۔

تفسیر، حدیث، فقہ اور رجال میں آپ کی مہارت تامہ کا بڑے بڑے اکابرِ عصر نے اعتراف کیا ہے۔ زندگی تدریس و تصنیف کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ برسوں متعدد مدارس میں تعلیم کے فرائض انجام دیئے اور تفسیر، حدیث، رجال و تاریخ میں بہترین کتابیں تالیف کیں۔ جن میں سے تفسیر، البدایہ والنہایہ، اختصار علوم الحدیث، الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول، الاجتہاد فی طلب الجہاد، شائع ہو چکی ہیں۔ سب تالیفات قبولیت عامہ کی سند آپکی زندگی ہی میں حاصل کر چکی تھیں۔

اساتذہ میں سب سے زیادہ خصوصیت آپ کو حافظ ابوالحجاج مزی سے تھی۔ دوسرے درجے پر امام ابن تیمیہ سے۔ حافظ مزی نے قابل شاگرد کو اپنی لڑکی کا رشتہ بھی دے دیا تھا۔ مزی چونکہ ابن تیمیہ کے بہت گردیدہ اور ہم مسلک تھے غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر کا امام ابن تیمیہ سے تعلق خاطر ہی نہیں سلسلۂ تلمذ بھی قائم ہو گیا اور خوب فیض حاصل کیا۔" "المنہل الصافی"

حافظ ابن کثیر شافعی المنتسب ہونے کے باوجود امام ابن تیمیہ کی تحقیقات عالیہ سے شدید متاثر نظر آتے ہیں۔ مسائل طلاق وغیرہ کئی مسائل میں ابن تیمیہ کے ہمنوا تھے۔ جس کی بنا پر ان کو بھی بلا و محن اور لوگوں کی ایذا رسانی سے دوچار ہونا پڑا۔ "شذرات"

marfat.com

چنانچہ ان کی تالیفات میں بہت سے مسائل کی ابن تیمیہ سے ہم نوائی پائی جاتی ہے اور ان کے اصولِ تحقیق کی جھلک نمایاں ہے۔ تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصہ امام ابن تیمیہ کے مقدمہ اصولِ تفسیر سے ماخوذ ہے جس کو ساری تفسیر میں ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ امام ابن تیمیہ کے بیان کردہ قرآن فہمی کے سادہ اور صحیح اصول کے مطابق بڑی حد تک اگر کوئی پوری تفسیر لکھی گئی ہے تو وہ حافظ ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ اس لحاظ سے ابن تیمیہ کے تلامذہ میں سے یہ خصوصیت ابن کثیر کے حصہ میں آئی۔ ابن کثیر کی استاذ (ابن تیمیہ) سے عقیدت و محبت معلوم کرنی ہو تو البدایہ والنہایہ کی جلد ۱۳، ۱۴ دیکھی جائیں ۷۷۴ھ میں حافظ ابن کثیر فوت ہوئے اور حسب وصیت دمشق کے ایک قبرستان میں ابن تیمیہ کے جوار میں دفن ہوئے۔ (حیات ابن تیمیہ صفحہ ۶۶۲)

ابن کثیر نصف شیعہ اور غیر ثقہ کیوں ہے

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابن کثیر، ابن تیمیہ کا شاگرد خاص ہے اور اس نے اپنی کتابوں کی بنیاد بھی ابن تیمیہ ہی کے اصولوں پر رکھی ہے تو پھر وہ عباسی وغیرہ کے نزدیک نصف شیعہ یا مائل بہ شیعیت کیوں ہے۔؟ اصلی وجہ صرف یہ ہے کہ ابن کثیر ابن جریر کی تاریخی روایات پر اعتبار کرنے کے جرم میں ملوث ہے۔

ابن جریر طبری چونکہ اہلبیت پر یزید وغیرہ کے مظالم کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں اور ابن کثیر ان کو ثقہ مؤرخ تسلیم کرتے ہوئے ان کی روایات کو بھی قبول کرتے ہیں اور انہیں تاریخ و تفسیر کا امام بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے ناصبی محمود عباسی وغیرہ ان کی بیان کردہ روایات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔

چونکہ خارجیوں کے نزدیک ابن جریر غالی شیعہ اور رمانے ہوئے رافضی ہیں۔

۱۱۰

اس لئے جو شخص بھی ان کی بیان کردہ روایات کو درست تسلیم کرے گا۔ وہ بھی ثقاہت کی حدود سے خارج سمجھا جائے گا۔

چنانچہ باوجودیکہ عباسی خارجی نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ ابن کثیر ہی کی کتاب البدایہ والنہایہ سے استنباط و استشہاد کیا ہے تاہم وہ یہ لکھنے پر مجبور ہے ہے کہ ابن کثیر روائت پرست ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

ابن کثیر عباسی کی نظر میں

وضعی روائتوں اور مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں نقد و درائت سے جانچنے کی کوئی کوشش سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی خصوصاً ابتدائے دورِ اموی کے بعض مشہور واقعات کے اغلاط و مبالغت کے بارے میں روایت پرستی کی اس زمانہ میں ایسی وبا پھوٹ نکلی ہے کہ متاخرین بیشتر اپنے پیشرو مورخین سے نقل در نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے رہے۔ علامہ ابن کثیر نے تو بعض ایسی روائتوں کو جنہیں وہ صحیح نہ سمجھتے تھے طبری سے نقل کرتے ہوئے اپنی روائت پرستانہ ذہنیت کا معناً اعتراف کیا ہے کہ اگر ابن جریر وغیرہ جو حفاظ ائمہ میں سے ہیں ان کو بیان نہ کرتے تو ہم بھی ترک کر دیتے۔ (خلافت معاویہ و یزید ص۹۰)

خامہ انگشت بدنداں ہے کہ اسے کیا کہیئے۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ یا تو یہ شخص فاتر العقل اور مجنون ہے اور یا انتہائی شاطر اور چالاک۔ علامہ ابن خلدون کے بارے میں تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ تمام مسلمان مورخین میں صرف ایک وہی ثقہ مورخ ہیں جنہوں نے تاریخی روایات کا صحیح طور پر تجزیہ کر کے تاریخ مرتب کی ہے مگر بد قسمتی سے یزید کی منقبت کے چھ صفحات کا کسی نے سرقہ کر لیا۔ لیکن اس ڈھٹائی اور بے حیائی کا کیا جائے کہ ان کی تاریخ سے بھی زیادہ ان کے مقدمہ کو ترجیح دینے کے باوجود انکی

اس پوری بحث کو گول کر گیا جس میں یزید پلید کو فاسق و فاجر قرار دیتے ہوئے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو حق پر قرار دیا ہے اور یزید کو آپؓ کی اور آپکے اہل بیت کی شہادت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

اور پھر بے شرمی اور بد دیانتی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی کہ کتاب کا کثیر حصہ ابن کثیر کی کتاب سے تیار کرتا ہے اور جگہ جگہ اس کی شہادتیں پیش کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی روائت پرستانہ ذہنیت کی داستان بھی سنا رہا ہے۔

ایں تفاوتِ راہ از کجا تا بکجا است

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ چھان بین کے بغیر ہی روایات کو نقل کرتا رہا ہے تو تمہاری پیش کی گئی روایات کی صداقت کا اعتبار کس طرح کیا جا سکتا ہے اور تمھیں یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ مبالغہ آمیز اور رجز از اغلاط روایات کو اپنے استدلال کے طور پر پیش کرتے پھرو۔

حقیقت صرف یہ ہے کہ تمہیں اہلبیتِ رسول سے عناد ہے اور ہر وہ روائت جس میں اہلبیتؓ کی شان نمایاں ہو تم اُسے جھوٹی اور واہی قرار دے دو گے خواہ وہ کسی کی بھی کتاب میں موجود ہو۔

اور ہر وہ روایت جس میں یزید پلید کی مدح کا کوئی پہلو ہو اور خواہ وہ کام عبارت کو کانٹ چھانٹ کر ہی بن سکتا ہو تم اسے ثقہ قرار دو گے چاہے وہ ٹکڑا تمھیں براہ راست شیعوں کی کتاب سے ہی اڑانا پڑے۔ بہر حال ہم تمہاری ان تمام تر بد دیانتوں اور بے ایمانیوں کا پردہ فاش کر رہے ہیں اور وہ تمام عبارتیں جو تم نے قطع برید کر کے عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے پوری کی پوری نقل کر کے عوام کو بتا دیں گے کہ تمہارے دام فریب کی دھجیاں کس طرح فضائے بسیط میں اڑ رہی ہیں۔ اب ہم قارئین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

marfat.com

ابن جریر اور ابن کثیر

قارئین جان چکے ہیں کہ ابن کثیر اس لئے روائت پرست اور غیر ثقہ ہے کہ وہ مشہور مفسر و مورخ ابن جریر کی روایات کو قبول کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ اگر یہ روایات طبری جیسے ائمہ حفاظ نے بیان نہ کی ہوتیں تو میں نقل نہ کرتا۔ گویا ابن کثیر کو ابن جریر پر اس قدر اعتماد ہے کہ اگر انہوں نے یہ روائت نقل کی ہے تو درست ہی ہوگی۔ مگر حیرت تو یہ ہے کہ جسے ابن تیمیہ جیسے متشدد و متعصب شخص کا شاگرد ابن کثیر ثقہ تسلیم کرتا ہے۔ نامحمود عباسی اسے رافضی اور غالی شیعہ قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے متعدد صفحات امام طبری کو شیعہ ثابت کرنے کے لئے سیاہ کر ڈالے ہیں۔

ابن جریر طبری غالی شیعہ ہے

ہشام اور اسی قماش کے دوسرے مفتری اور کذاب لوگوں نے ہماری تاریخ کو مسخ کر دیا۔ اور طبری جیسے لوگوں نے اپنے دلوں کی بیماری کو پوشیدہ رکھ کر ان مفتریوں اور کذابوں کا تمام سرمایۂ زور امت کو گمراہ کرنے کے لئے جمع کر دیا۔

(مقدمہ خلافت معاویہ و یزید ص۵۴)

ایک مقام پر لکھا ہے۔ شیعہ مؤرخین طبری و ناسخ التواریخ نے غالی راوی ابو مخنف کی روائت سے بیان کیا ہے۔ (خلافت معاویہ و یزید ص۱۱۳)

طبری نے اس قسم کی روائتوں کو ہی نہیں بلکہ اس غالی راوی اور مؤلف کا تمام تر مواد اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ (خلافت معاویہ و یزید ص۱۲۱)

ایک جگہ طنز و مزاح کے طور پر لکھا ہے۔

ابن جریر طبری علامۂ وقت تھے لیکن روائت پرستی کی بنا پر یا اپنے خاص مسلک کی وجہ سے ابو مخنف کی کتاب کا شائد کل مواد بغیر کسی تنقید کے نقل کر دیا ہے سان ۳۱۰ھ

marfat.com

بیان کا ایک ارشاد ملاحظہ ہو۔ (خلافت معاویہ و یزید ص۱۴۳)

اب ایک اور علامہ وقت، مورخ و محدث ابن کثیر کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو جنہوں نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا ہے کہ ابومخنف کی روائتیں قابل اعتبار نہیں لیکن ابن جریر جیسے ائمہ حفاظ نے چونکہ ان کو درج کر دیا ہے۔ اس لئے ہم بھی نقل کئے دیتے ہیں۔ (خلافت معاویہ و یزید ص۱۴۴)

ان ریمارکس کے علاوہ نامحمود عباسی نے باقاعدہ طور پر ابن جریر طبری کے نام سے ایک عنوان بھی قائم کیا ہے۔ جس میں دیگر مشہور لوگوں کی عبارات کو مسخ کر کے امام ابن جریر طبری کو غالی شیعہ اور رافضی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ اور مقصد صرف یہ ہے کہ جب ابن جریر شیعہ ثابت ہو جائیں گے تو جس مورخ نے بھی ابن جریر کے حوالہ سے کوئی روائت بیان کی ہوگی۔

اسے شیعہ قرار دے دینا کوئی مشکل امر نہیں اور اگر اسے شیعہ قرار دیا جا سکے تو اس کی بیان کردہ روایات کو کذب و افترار اور خرافات کا پلندہ کہہ دینا تو قطعی طور پر آسان ہے اور عوام الناس کا اس فریب میں آجانا بھی قرین قیاس ہے۔ چنانچہ اسی اساس فریب پر نامحمود عباسی نے اپنی تلبیسات کے خیالی محل تعمیر کرنے کی کوشش کی چنانچہ وہ معجم البلدان کے حوالہ سے لکھتا ہے۔

ابن جریر طبری

علم و فضل میں یگانہ روزگار علامہ وقت تھے نسباً ایک غالی رافضی خاندان کے فرد تھے۔ ان کا حقیقی بھانجا محمد بن عباس خوارزمی بلند پایہ ادیب و ہجو گو شاعر تھا اپنے ماموں کی طرح غالی رافضی تھا۔ باپ اس کا علاقہ خیوا کے نزدیک خوارزم کا تھا اور ماں مورخ طبری کی بہن جریر کے خاندان کی تھی۔ وہ اپنے ننھیال میں پڑا بڑھا آخر میں بویہ جیسے غالی شیعہ امرار کی سرپرستی میں رہا۔ وہ اپنے ماموؤں کے رافضی مسلک

ہونے کا اظہار ان اشعار میں فخریہ طور پر کرتا ہے۔

آل میرا مولیٰ ہے اور جریر کے بیٹے میرے ماموں ہیں اور ہر شخص اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور سن لو کہ میں وراثتاً رافضی ہوں اور میرے سوائے جو رافضی ہے وہ دور کے لگاؤ سے ہے۔ (معجم البلدان یاقوت حموی)

اس کے بعد البدایہ والنہایہ سے ابن کثیر کی یہ عبارت پیش کرتا ہے کہ "ابن جریر نے بہت سے سنی علماء سے استفادہ کیا تھا۔ طلب علم کے لئے طویل سفر بھی کئے تھے۔ قرآن مجید کی بڑی ضخیم تفسیر لکھی اور تاریخ میں "تاریخ الامم والملوک" خم غدیر جیسے من گھڑت قصہ کے متعلق دو ضخیم کتابیں مرتب کر ڈالیں اور اسی طرح حدیث الطیر کے سلسلہ میں ایک کتاب مرتب کی۔ وضو میں جواز مسح قدمین کے قائل تھے اور ان کا دھونا واجب نہ جانتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۸)

ابن کثیر کی صرف اسی قدر عبارت نقل کرنے کے بعد نا محمود عباسی لکھتا ہے۔

امام ذہبی ابن جریر کے بارے میں یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں تشیع بھی تھا۔ اور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد سے موالات بھی مگر مضر نہیں۔ (میزان الاعتدال)

جن ائمہ رجال نے ابن جریر کو شیعہ اور رافضی کہا ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ ان کا ظن کاذب ہے۔ ابن جریر تو مقتدر ائمہ اسلام میں سے تھے۔ وہ دوسرے محمد بن جریر بن رستم ابو جعفر طبری ہیں جو رافضی تھے مگر ان کی تالیف سے تاریخ کی کوئی کتاب نہیں۔ چنانچہ ابن جریر کے تذکرے میں ان کا بھی ذکر کیا ہے لیکن ان کی یہ سخت غلطی ہے اور احمد بن سلیمان جیسے بلند پایہ محدث کا یہ قول ابن جریر طبری کے بارے میں صحیح ہے کہ کان یصنع للروافض یعنی ابن جریر طبری رافضیوں کے لیے حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔ جن دونوں کتابوں کا ذکر ہو چکا ہے کہ خم غدیر جیسے وضعی قصہ پر انہوں نے جمع کیں یہ سب موضوعات ہیں اور شیعی پروپیگنڈے ہیں۔ (رسائل)

marfat.com

خاص الخاص آخر ان وضعی احادیث کا دو جلدوں میں جمع کرنا کس بات کی دلیل ہے یہ کہنا کہ فیہ تشیع و موالاۃ لا تضر یعنی ان میں شیعیت بھی تھی اور موالاۃ بھی مگر مضر نہیں۔ بے معنی سی بات ہے۔ ان کی تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ حضرت علیؓ ان کے دو صاحبزادوں اور شیعوں کے اماموں کے ساتھ شیعہ شعار کے مطابق علیہ السلام یا صلوات اللہ علیہ وغیرہ الفاظ اور عبارتیں ملیں گی۔ برخلاف اس کے بعض صحابہ اور خلفائے راشدین کے ناموں پر لعن تک تحریر ہے۔ ان کی تاریخ کی جلد ۱۳ کے سر ورق پر عبارت ہے۔ من تاریخ الصحابة والتابعين تصنيف ابی جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری اس کے بعد صفحہ ۲۷ پر فی وسط خلافة معاوية لعنة الله لکھ مارا ہے اور صفحہ ۲۹ سطر ایک پر فی خلافة یزید بن معاویة لعنهما الله درج کیا ہے۔ برٹش میوزیم لنڈن میں مخطوطات کے منتظم (Rieu) نے اپنی فہرست میں ابن جریر کے اس مخطوطہ کا ریمارک دیتے ہوئے کہا ہے کہ کٹر سنی ابن جریر کی تالیف کو اس لئے بنظر استحسان نہیں دیکھتے کہ مورخ مذکور کا میلان اور رجحان شیعت کی طرف ہے کہ شیعہ شعار کے مطابق، علیؓ و فاطمہؓ اور ان کے اخلاف کے ناموں کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لکھتے ہیں بلکہ اکثر شیعہ روایتوں کو اپنی کتابوں میں درج کرتے ہیں۔ (ص ۳۰۸ ضمیمہ فہرست مخطوطاتِ عربی برٹش میوزیم)

خود ان کے معاصرین میں کتنے لوگ تھے جو ان کو مسلکاً شیعہ جانتے تھے، خود علامہ ابن کثیر نے جو ان کو احد ائمۃ الاسلام کہتے ہیں نے یہ لکھا ہے کہ جب ماہ شوال ۳۱۰ھ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی تو حنابلہ کی ایک جماعت نے ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ اس لئے ان کو ان کے مکان ہی کے اندر دفن کیا گیا۔

البدایہ والنہایہ ۱۱/۱۴۶؂

یہ تو ان کے معاصرین کی باتیں تھیں آج بھی ان کی تالیفات کا دقتِ نظر سے مطالعہ کرنے سے بخوبی واضح ہے کہ ان کا میل اور رجحان شیعیت کی جانب کس درجہ رہا ہے ابو مخنف وغیرہ کذابین کی وضعی روائتوں کی اپنی کتاب میں بھر مار بھی اس کا ایک ثبوت ہے۔ پھر حضرت علیؓ کے ساتھ جن صحابہ کا سیاسی اختلاف رہا انکی تنقیص میں وضعی روائتوں کو اپنی کتاب میں اکثر و بیشتر درج کیا ہے خصوصاً حضرت معاویہؓ اور یزید بن معاویہؒ کی تنقیص بلکہ سب و شتم کی خرافات کو۔

(خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۰)

کیا ابن جریر طبری شیعہ ہیں؟

ہم نے قارئین سے اس معاملہ میں پہلے ہی معذرت طلب کر لی تھی کہ یہ مضمون طویل بھی ہے اور شاید خشک بھی مگر بغیر یہ سب کچھ عرض کئے اصل حقائق آپ کے سامنے نہیں لائے جا سکتے۔ موجودہ دور کے خوارج و نواصب نے اپنے ابلیسی ذوق کی تکمیل کے لئے اسی دشوار گزار راستے کا انتخاب کیا ہے۔ جس پر چلنے کے لئے ہر شخص آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا۔ اور وہ بغیر اس وادیٔ غیر ذی زرع میں قدم رکھے اُسے قبول کر لیتا ہے جو اُسے پیش کیا جائے۔ عباسی وغیرہ نے تاریخ کے نام پر تاریخ کا حلیہ بگاڑنے کی اس لئے جرأت کی ہے کہ اس تن آسانی کے دور میں لوگ بغیر تحقیق کے چکر میں پڑنے کے اس کی بات مان لینے ہی میں عافیت سمجھیں گے اور پھر وہ اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہو گیا۔ جن لوگوں کو وہ گمراہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ آسانی سے اس کے دام فریب میں آ گئے۔ وہ کون لوگ تھے جنہیں یہ گمراہ کرنا چاہتا تھا۔ ان کی نشاندہی اجمالاً ہم کئی مقامات پر کر چکے ہیں اور تفصیلاً ان کا ذکر آئندہ اوراق میں آئے گا۔

ھم قارئین کو یہ بھی بتا چکے ہیں کہ کسی بھی مؤرخ کو جس حیثیت سے پیش کیا جائے اس کی بیان کردہ روایات کے اثرات ویسے ہی ذہنوں پر مرتب ہونگے۔ ابن

marfat.com

جریر طبری اگر شیعہ ہیں تو ان کی کسی بھی بات کو اہلسنت کے نزدیک دلیل کے طور پر نہیں پیش کیا جا سکتا اور یہی حالات ہمارے نزدیک خارجیوں کی بیان کردہ روائتوں کی ہے مسلک اہلسنت کے مطابق رافضی اور خارجی واقعات بیان کرنے میں مخلص نہیں ہیں اور محض اپنے اپنے ذہنوں کی ترجمانی کے پیش نظر واقعات کو خلط ملط کرنے کے جرم میں ملوث ہیں، اس لئے یہ ہمارے لئے حجت قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

ایک بات خاص طور پر ہم قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ واقعاتِ شہادتِ حسینؑ بیان کرنے کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ تاریخ طبری کا ہی سہارا لیا جائے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر تاریخ طبری کو قطعی طور پر بھی نظر انداز کر دیا جائے جب بھی اس عظیم سانحہ کی حقیقت بیان کرنے کے لئے لاتعداد دیگر ثقہ کتابیں موجود ہیں۔ ناصحوں عباسی نے محض حقائق کو چھپانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں کہ واقعہ شہادت بیان کرنے والا مؤرخ ابن جریر طبری ہے اور وہ غالی شیعہ ہے۔ اور اس انکشاف کو وہ خارجیت کی فتح مبین سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ ایک ایسا فراڈ ہے جس کی حیثیت تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہے۔ کیونکہ علامہ ابن جریر طبری اہلسنت کے نزدیک قطعی طور پر ثقہ بلکہ امام المفسرین ہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم ابن جریر کے متعلق ائمہ اہلسنت کی کتابوں سے چند اقتباسات پیش کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عباسی کے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ کر دیا جائے۔

دھوکا نمبر ایک

عباسی نے معجم البلدان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابن جریر کا ایک بھانجا تھا جو شیعہ بھی تھا اور شاعر بھی۔ اس نے اپنے شعروں میں لکھا ہے کہ میں اصلی رافضی ہوں کیونکہ میری ماں اصلی شیعہ خاندان کی ہیں۔ چنانچہ ان اشعار کی رُو سے ابن جریر طبری شیعہ ثابت ہوتے ہیں۔

marfat.com

معجم البلدان کی تاریخی اور شرعی حیثیت تو بعد میں دیکھیں گے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ اگر بفرض محال امام ابن جریر کے بھانجے نے یہ اشعار کہے بھی ہوں اور امام ابن جریر کا پورا خاندان شیعہ بھی ہو تو یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ آپ بھی شیعہ ہی تھے۔ کیا کسی غالی رافضی خاندان میں کسی سنی کا پیدا ہو جانا ناممکنات سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ کون شیعہ ہے جو خود کو رافضی کہنا باعث فخر و مباہات سمجھے گا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام ابن جریر کی تفسیر و تاریخ کا ایک ایک لفظ مذہب اہلسنت کا آئینہ دار ہے۔ ان حالات میں یہ باور کرانا کہ فلاں شخص چونکہ شیعہ ہے اس لئے اس کا ماموں بھی یقیناً یقیناً شیعہ ہے پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے۔

دھوکا نمبر دو ابن کثیر کا یہ لکھنا کہ امام ابن جریر نے تفسیر ابن جریر اور تاریخ الامم والملوک بھی لکھی ہیں اور خم غدیر اور حدیث الطیر پر دو من گھڑت کتابیں بھی تصنیف کر دی ہیں الٹا ابن کثیر ہی کو مشکوک کر دیتا ہے یا امام ابن جریر کو جبکہ ابن کثیر کو یہ معلوم ہے کہ ابن جریر من گھڑت واقعات لکھتا ہے۔ پھر ایسے شخص کی بیان کردہ روایات پر اپنی کتابوں کی بنیاد رکھنے کی ابن کثیر کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن کثیر امام ابن جریر کے پورے طور پر مداح ہیں۔ کیا عباسی کی یہ بے ایمانی اور بد دیانتی نہیں؟ کہ ابن جریر کی تعریف و توصیف میں لکھی ہوئی ابن کثیر کی متعدد عبارتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے اور اس ایک جملہ کو بھی قطع برید کر کے لکھا ہے حالانکہ یہ ایک تہمت تھی جس کا ابن کثیر نے رد کیا ہے۔

دھوکا نمبر تین سب سے زبردست چالاکی عباسی نے علامہ ذہبی کی تحریر میں دکھائی ہے یعنی انتہائی مختصر عبارت نوٹ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ امام ابن جریر کا میلان تشیع کی طرف ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

سے موالات بھی ہے مگر مضر نہیں اور پھر ذہبی کے اس خیال کی بھی خود ہی تردید کر دی اور تحکم سے کام لیتے ہوئے اپنی رائے ٹھونس دی کہ مضر کیوں نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب علامہ ذہبی کی رائے سے تمھیں اتفاق ہی نہیں تو پھر اس کی عبارت پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اور پھر اس مقام پر تو عظیم شاطرانہ کمال دکھایا ہے کہ ذہبی نے کہا ہے کہ ابن جریر طبری رافضی نہیں اور ان کی طرف رافضی ہونے کا گمان غلط اور جھوٹ ہے۔ وہ کوئی اور ابن جریر ہے جو رافضی ہے مگر اس کی تاریخ وغیرہ پر کوئی کتاب نہیں۔ اب عباسی کی چالاکی دیکھئے کہ ذہبی کی اس بات کا تو انکار کر دیا کہ ابن جریر طبری شیعہ نہیں اور دوسری بات کو اچھالنے کے لئے ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا یعنی ان ابن جریر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ابن جریر نام کا ہے جو رافضی ہے مگر اس کی تاریخ کے فن پر کوئی کتاب نہیں۔ اور پھر بڑے دھڑلّے سے برطانیہ کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی تاریخ طبری کی تیرھویں جلد کی نشاندہی کر دی جس میں حضرت امیر معاویہ لعنت اللہ علیہ لکھا ہوا ہے نعوذ باللہ۔

اور اس تیرھویں جلد پر مؤلف کا نام ابن جریر طبری لکھا ہوا ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس حصہ میں صحابہ کرام اور تابعین کے حالات ہیں۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ کے متعلق اس قسم کے الفاظ سوائے شیعوں کے کوئی نہیں لکھ سکتا اس لئے امام ابن جریر غالی رافضی ہیں۔ اور اگر یہ بات فی الحقیقت ہو جو عباسی نے لکھی ہے تو پھر کون ایسا ذی شعور ستی ہے جو ابن جریر طبری کو رافضی نہیں کہے گا۔ مگر عباسی کی خرافات میں ذرہ بھر بھی سچائی نہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس نے ہرگز ایسی کوئی کتاب اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی جس میں یہ عبارت موجود ہے، بقول اس کے بھی صرف یہ ثابت ہے کہ اس نے برٹش میوزیم میں رکھے ہوئے عربی مخطوطات کی فہرست کا بھی ضمیمہ پڑھا ہے۔ جس میں مرتب نے تاریخ

marfat.com

طبری کی تیرھویں جلد کا مختصر تعارف کروا دیا ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ تاریخ طبری کی اگر کوئی تیرھویں جلد دنیا میں موجود ہے ۔ تو اس کی گیارھویں اور بارھویں جلدیں کہاں چلی گئیں ۔ ہم اس بات سے قطع نظر کرتے ہیں کہ وہ دو جلدیں کہاں ہیں ۔ ہمیں صرف یہ بتا دیا جائے کہ تاریخ طبری کی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام اور تابعین عظام کے حالات و واقعات تیرھویں جلد میں کیسے چلے گئے جبکہ یہ تمام واقعات چھٹی جلد سے پہلے پہلے اختتام پذیر ہو جاتے ہیں ۔

حیرت ہے کہ جن واقعات کو بیان کرنے کے بعد امام ابن جریر مزید چار جلدیں بنو عباس وغیرہ خلفاء کے متعلق لکھ جاتے ہیں ۔ انہیں واقعات کو از سر نو چھ سات جلدوں کی چھلانگ لگا کر تیرھویں جلد میں جا کر لکھنا شروع کر دیتے ہیں ۔ عباسی کی یہ حماقت ہے کہ محض اہل اسلام کو بدظن کرنے کے لئے اسلام کی ایک مقتدر ہستی پر بہتان تراشی کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے ۔ ورنہ حقیقت صرف یہ ہے کہ امام ابن جریر سواد اعظم اہلسنت کے بطل جلیل اور رجل عظیم ہیں ۔ اور دین متین کی ترقی و ترویج کے لئے ان کی محنت شاقہ سے معرض وجود میں آنے والی ان کی تفسیر اور تاریخ ان کے ایسے عظیم کارنامے ہیں جنہیں ہر زمانے میں خراج عقیدت پیش کیا جائے گا ۔

آپ نے تاریخ طبری میں کم از کم بیس ہزار مرتبہ امیر معاویہ کا نام لکھا ہے مگر کہیں ایک ایسا مقام بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا جہاں انہوں نے نام کے ساتھ علیہ اللعنۃ وغیرہ لکھا ہو ۔ یہ محض اور محض عباسی کی کذب سرائی اور افترا پردازی ہے کہ امام ابن جریر نے ایسا ایسا لکھا ہے ۔

دھوکا نمبر چار علاوہ ازیں عباسی نے ابن کثیر کا جو جملہ قطع برید کر کے لکھا ہے اگر اسے صحیح بھی سمجھ لیا جائے تو اس ساری عبارت میں کونسا ایسا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہو کہ ابن جریر شیعہ تھے ۔ کیا اس لئے کہ انہوں نے خم

غدیر اور حدیث الطیر پر کتابیں لکھی ہیں ۔ اس مقام پر خارجی عباسی نے ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہے ہیں ۔

ایک تو یہ کہ خم غدیر اور حدیث الطیر کو من گھڑت قرار دیدیا جائے ۔ اور دوسرے امام ابن جریر کو رافضی بنا دیا جائے ۔ حالانکہ یہ دونوں واقعات حدیث کی تمام تر معتبر کتب موجود ہیں اور علامہ ابن کثیر نے بھی انکو من گھڑت نہیں لکھا بلکہ یہ وضاحت کی ہے کہ امام ابن جریر کیطرف حنابلہ نے جو یہ کتابیں منسوب کی ہیں ان میں غیر مستند روایات جمع کی ہوئی ہیں ۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ کتابیں کسی دوسرے ابن جریر کی ہیں جو شیعہ ہے اور اہلبیت سے روائت بیان کرتا ہے اور پھر ابن کثیر نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ آپ نے وضو کرتے وقت پاؤں دھونے کو ضروری قرار دیا ہے تفصیل آئندہ اوراق میں آ رہی ہے ۔

دھوکا نمبر پانچ

امام ابن جریر کے متعلق ابن کثیر کا یہ قول کہ آپ کے [illegible] اس دور کے حنابلہ وغیرہ کو اس قدر اختلاف تھا کہ انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا اور وہ اپنے گھر میں ہی مدفون ہوئے ۔ عباسی کی بددیانتی کی منہ بولتی تصویر ہے ۔ کیونکہ علامہ ابن کثیر کی جس عبارت کو حذف کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ پر جسقدر بھی اتہام لگائے گئے وہ ان سے بری تھے ۔ چنانچہ پوری عبارت اس طرح ہے ۔

ودفن فی دارہ لان بعض الحنابلة ورعاعھم منعوا من دفنه نهارا ونسبوه الی الرفض والجهلة من رماه بالالحاد وحاشاه من ذالک کله - (البدایه والنهایه ج۱۱ ص۱۴۶)

ترجمہ :- انکو ان کے گھر میں ہی دفن کیا گیا کیونکہ حنابلہ میں سے بعض کمینہ خصلتوں نے آپ کو دن کے وقت دفن نہ کرنے دیا اور آپ کو رافضی کہتے اور بعض جہلا نے آپ کو ملحد بھی کہا اور آپ ان تمام تہمتوں سے پاک تھے ۔

اس سے پہلے علامہ ابن کثیر امام ابن جریر کے حضور یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

marfat.com

کان من اکابر ائمۃ العلماء و یحکم بقوله و یرجع إلی معرفته و فضله۔ (البدایه و النهایه ص ۱۴۶)

یعنی امام ابن جریر اکابر ائمہ علماء سے ہیں۔ آپ کے قول پر فیصلہ دیا جاتا ہے اور آپ کے فضل و معرفت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ابن کثیر قطعی طور پر امام ابن جریر کی شانِ جلالت کے معترف اور خود ابن تیمیہ کے شاگرد ہونے کے باوجود عباسی کی بلیک لسٹ میں اس لئے آتے ہیں کہ وہ ابن جریر کی روایات کو قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابن جریر طبری کی عظمت و جلالت کو چیلنج کرنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی شپرہ چشم طلوعِ آفتاب کا انکار کر دے۔

اب ہم آخر پر امام ابن جریر کے متعلق چند علمائے اہلسنت کی آراء پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے واضح ترین تعارف کے لئے سینکڑوں صفحات بھی کم ہیں۔

الاتقان

امام جلال الدین سیوطیؒ علوم القرآن پر اپنی عظیم کتاب الاتقان میں امام ابن جریر کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں۔

تفسیر ابن جریر الطبری، وھو من اجل التفاسیر و اعظمھا قدراً۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۹۰)

یعنی تفسیر ابن جریر طبری۔ اور وہ اپنی قدر و منزلت کے اعتبار سے تمام کتب تفاسیر سے بڑھ کر ہے۔

میزان الاعتدال

علامہ ذہبی کی جو عبارت عباسی نے پیش کی ہے اس میں بھی امام ابن جریر کی ثقاہت اور رافضیت سے بریت کا واضح ثبوت موجود ہے اور انہوں نے صاف طور پر لکھا ہے کہ اُن پر رافضی ہونے کا گمان ظنِ کذب ہے۔ تاہم درج ذیل مختصر عبارت میں علامہ ذہبی نے آپ کی

marfat.com

تقاہت پر مہر ثابت کردی ہے۔ لکھا ہے۔

محمد بن جریر بن یزید الطبری الامام الجلیل المفسر ابو جعفر ثقہ الصادق۔ میزان الاعتدال ۴۹۸

محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام مفسر قرآن ابو جعفر ثقہ اور سچے ہیں۔

کشف الظنون صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ امام ابن جریر کے متعلق یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فانہ بتعرض لتوجیہ الاقوال وترجیح لبعضہا علی لبعض والاعراب والاستنباط فہو لفوق بذالک علی تفاسیر الاقدمین۔

کشف الظنون ص

یعنی وہ (امام ابن جریر) اقوال کی توجیہہ سے تعرض کرتے ہیں، لبعض اقوال کو لبعض پر ترجیح دیتے ہیں، اعراب سے بحث کرتے ہیں اور استنباط مسائل سے کرتے ہیں۔ لہذا وہ ان وجوہات کی بناپر متقدمین کی تمام تفسیروں سے اعلیٰ و فائق ہیں۔

لسان المیزان علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اپنی نقد رجال کی مشہور زمانہ کتاب لسان المیزان میں امام ابن جریر کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

محمد بن جریر بن یزید الطبری الامام الجلیل المفسر ابو جعفر اقذع احمد بن علی السلیمانی الحافظ۔ فقال کان یصنع للروافض کذا قال السلیمانی وھذا رجم بالظن الکاذب بل ابن جریر من کبار ائمۃ الاسلام۔ لسان المیزان ۵/۱۰۰

محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام اور مفسر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے حافظ احمد بن علی سلیمانی نے آپ کے بارے میں بدکلامی کی ہے اور کہا ہے کہ آپ رافضیوں کیلئے

marfat.com

حکایتیں گھڑا کرتے تھے، جیسا کہ کہا سلیمانی نے اور یہ ان کے متعلق ظنِّ کاذب ہے۔ بلکہ امام ابن جریر اکابرین آئمہ اسلام سے ہیں۔

فوائدجامعہ شارح مسلم شریف امام نووی تفسیر ابن جریر کا تعارف ان الفاظ سے کرواتے ہیں۔

قال النووی اجمعت الامة علی انه لم یصنف مثل تفسیر الطبری وعن ابی حامد اسفرائنی انه قال لو سافر رجل الی الصّین حتّٰی یحصل تفسیر ابن جریر لم یکن ذالك کثیرا۔ (فوائد الجامعه ۸۰)

ترجمہ :۔ نووی فرماتے ہیں کہ امّت کا اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر طبری کی طرح کوئی تفسیر بھی نہیں لکھی گئی ابو حامد اسفرائنی سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص تفسیر طبری کے حصول کیلئے چین تک سفر کرے تو یہ بھی کچھ زیادہ نہیں۔

مختصر یہ کہ امام ابن جریر طبری اہلسنت کے ثقہ امام، جلیل القدر مفسّر و مؤرخ اور ارفع و اعلیٰ شان کے مالک ہیں اور ان پر رافضیت وغیرہ کے اتہامات محض متشددین خوارج وغیرہ کے لگائے ہوئے ہیں یا پھر کسی دوسرے ابن جریر رافضی کی کتابوں کی غلط فہمی کی وجہ سے ہے۔ جس کے متعلق علامہ ذہبی نے پوری پوری وضاحت کردی ہے ان وضاحتوں کے بعد قارئین اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ عباسی وغیرہ نے محض خارجیت کی نشوونما کے لئے اسلام کی مقتدر ہستیوں کو ہدفِ طعن بنانے کی مذموم کوشش کی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا طبری۔ ابو جعفر محمد ابن جریر، مؤرخ و مفسّر شافعی فقہ کے پیرو۔ ابن جریر کی تالیف تاریخ الامم والملوک دنیا کی مستندترین تواریخ میں شمار ہوتی ہے۔ ان کی ضخیم تفسیر قرآن جامع البیان فی تفسیر القرآن کے نام سے مشہور و مقبول ہوئی۔

(انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۹۳۴)

marfat.com

امام ابن جریر طبری کی صاف و شفاف تصویر

امام الائمہ سیدنا امام محمد بن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق جواب تک لکھا گیا ہے وہ بہر صورت آن کے تعارف کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے رتاہم قارئین کو پورے طور پر مطمئن کرنے کے لئے ہم امام ابن جریر کا مکمل تعارف پیش کرتے ہیں اگرچہ ہم یہ تعارف تاریخ بغداد وغیرہ متعدد مستند کتابوں سے پیش کر سکتے ہیں مگر طوالت کی وجہ سے صرف علامہ ابن کثیر اور علامہ ذہبی کی ہی وہ پوری پوری عبارت نقل کرنے پر اکتفا کریں گے جن میں عباسی نے بڑے ہی شاطرانہ انداز سے عبارت کے بعض ٹکڑے نقل کر کے عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ لہذا ہم پہلے علامہ ابن کثیر کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جس میں امام ابن جریر کو خراج عقیدت بھی پیش کیا گیا ہے اور آپ پر بہتان تراشی کرنے والوں کی تردید و تکذیب بھی کی گئی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

بے مثال کتابیں

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب امام ابو جعفر طبری۔ آپ کا سال ولادت ۲۲۴ھ ہے۔ آپکی آنکھیں گندم گوں اور چہرہ ملیح تھا۔ آپ طویل قامت اور فصیح اللسان تھے۔ آپ نے راویوں کے جم غفیر سے روایات بیان کی ہیں اور طلب حدیث کے لئے آفاقی سفر کئے ہیں۔ آپ نے تاریخ و تفسیر میں ایسی کتب تصنیف فرمائیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اصولی اور فروعی مسائل پر آپ کی دیگر تصانیف بھی نفع بخش ہیں۔ آپ کی تصنیف "تہذیب الآثار" اگر پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی تو سب کتابوں سے بے نیاز کر دیتی اور ہر مسئلہ کے دلائل

marfat.com

کافی ہوتی۔ آپ نے مکمل چالیس برس تالیف وتصنیف کا کام کیا۔ اور اس عرصہ میں آپ چالیس اوراق ہر روز تصنیف کیا کرتے۔ عربی متن ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الامام ابوجعفر طبری وکان مولدہ فی سنۃ اربع وعشرین ومائتین وکان اسمر اعین ملیح الوجہ مدید القامۃ فصیح اللسان، روی الکثیر الجم الغفیر، ورحل الآفاق فی طلب الحدیث وصنف التاریخ الحافل، ولہ التفسیر الکامل الذی لا یوجد لہ نظیر، وغیرھما من المصنفات النافعۃ فی الاصول والفروع، ومن احسن ذالک تہذیب الآثار ولو کمل لما احتیج معہ الی شیئ ولکان فیہ الکفایۃ لکنہ لم یتمہ وقد روی عنہ انہ مکث اربعین سنۃ یکتب فی کل یوم اربعین ورقۃ (البدایہ والنہایہ ۱۱/۱۴۵)

اپنے دور کا سب سے عظیم عالم

علامہ ابن کثیر مزید یہ لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے فرمایا کہ مجھ تک علامہ ابی حامد اسفرائنی کا یہ قول پہنچا ہے کہ اگر تفسیر ابن جریر کے حصول کے لیے چین تک کا بھی سفر کسی کو درپیش آجائے۔ تو یہ بھی مہنگا سودا نہیں۔ اور خطیب بغدادی نے یہ بھی کہا کہ امام الائمہ ابی بکر ابن خزیمہ نے تفسیر ابن جریر کا اول سے آخر تک ساٹھ بار مطالعہ کیا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر ابن جریر سے بڑا بھی کوئی عالم ہے اور بے شک حنابلہ نے آپ پر ظلم کیا ہے۔ اور محمد نے ایک شخص کو کہا کہ بغداد میں پہنچ کر مشائخ سے حدیثیں نقل کرو۔ مگر حنابلہ نے اسے ابن جریر سے سماع نہ کرنے دیا اور وہ ہر ایک کو آپ کے پاس جمع ہونے سے منع کرتے۔

امام ابن خزیمہ نے اس شخص کو فرمایا کہ اگر تو ابن جریر سے حدیث نقل کرتا تو یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہوتا جو یہ تو نے سب کچھ نقل کیا ہے۔

marfat.com

قال الخطيب وبلغني عن الشيخ ابي حامد بن ابي طاهر الفقيه الاسفرائيني انه قال، لو سافر رجل الى الصين حتى ينظر في كتاب تفسير ابن جرير الطبري لم يكن ذالك كثيراً، اوكما قال وروى الخطيب عن امام الائمة ابي بكر ابن خزيمة انه طالع تفسير محمد بن جرير في سنين من اوله الى آخره، ثم قال: ما اعلم على أديم الارض اعلم من ابن جرير ولقد ظلمته الحنابلة، وقال محمد لو جل رحل الى بغداد يكتب الحديث عن المشائخ، ولم يتفق له سماع من ابن جرير لأن الحنابلة كانوا يمنعون ان يجتمع به احد فقال ابن خزيمة لو كتبت عنه لكان خيراً لك من كل من كتبت عنه۔ (البداية والنهاية ۱۴۵/۱۱)

جامع العلوم

اس کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابن جریر نے بغداد کو متوطن بنایا اور پھر آپ زندگی کے آخری سانس تک بغداد ہی میں اقامت پذیر رہے۔ اور آپ اکابر ائمہ علماء میں سے ہیں۔ آپ کے قول پر حکم دیا جاتا ہے اور آپ کے فضل و معرفت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ آپ نے ان علوم کو جمع کیا تو آپ کے ہم عصر علماء میں سے کوئی بھی اس کام میں آپ کا شریک کار نہیں تھا۔ آپ کتاب اللہ کے حافظ اور تمام قرأتوں کے واقف اور معانی کو جانتے تھے۔ آپ فقیہہ فی الاحکام اور سنن و طرائق صحیح و سقیم اور ناسخ و منسوخ کے عالم تھے۔ صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کے اقوال کو پہچانتے تھے۔ ایام الناس اور ان لوگوں کے اخبار و آثار کی معرفت رکھتے تھے۔ اور اس موضوع پر آپ کی مشہور کتاب تاریخ الامم والملوک ہے اور آپ کی کتاب جو تفسیر قرآن کے متعلق ہے اس جیسی کوئی کتاب بھی کسی اور نے نہیں لکھی۔ اور آپ کی کتاب تہذیب الآثار جیسی بھی اس کے اپنے سوا کوئی

جو اصول فقہ اور فروعی مسائل پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کاش وہ مکمل ہو جاتی۔

قال الخطیب البغدادی استوطن ابن جریر بغداد و اقام بھا الی حین وفاته - وکان من اکابر ائمة العلماء ویحکم بقوله ویرجع الی معرفته وفضله، وکان قد جمع من العلوم مالم یشارکه فیه احد من اهل عصره، وکان حافظ لکتاب الله، عارفا بالقراءات کلها بصیراً بالمعانی فقیهًا فی الاحکام، عالما بالسنن وطرقها، وصحیحها وسقیمها وناسخها ومنسوخها، عارفا باقوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم، عارفا بایام الناس واخبارهم وله الکتاب المشهور فی تاریخ الامم والملوک وکتاب فی التفسیر لم یصنف احد مثله وکتاب سماه تهذیب الاثار لم أر سواه فی معناه الا انه لم یتمه وله فی اصول الفقه وفروعه کتب کثیرة واختیارات وتفرد بمسائل حفظت عنه۔

البدایه والنهایه جلد یازدهم ص۱۴۵ مطبوعه مکتبة المعارف بیروت)

مینارہ نور

اس کے بعد ابن کثیر لکھتے ہیں کہ زہد و عبادت اور تقویٰ و ورع کے متعلق آپ تک کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پہنچ سکتی۔ یعنی آپ ہر بہتان کی زد سے باہر ہیں۔

آپ حُسنِ صوت و معرفتِ تامہ اور احسن صفات کے ساتھ ہر قرائت کو ادا فرماتے، اور آپ صالحین کبار میں سے تھے۔ اور طولون کے زمانہ میں مصر میں جمع ہونے والے ائمہ محدثین میں ایک تھے۔ جو کہ محمد بن اسحٰق بن خزیمہ امام الائمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن ہارون رویانی اور یہ محمد بن جریر طبری جیسا کہ ہم نے محمد بن نصر مروزی کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

اور اسی دوران میں خلیفہ مقتدر نے ارادہ کیا کہ ایسی شرطوں پر ایک کتاب

marfat.com

لکھی جائے۔ جو تمام علماء کے مابین متفقہ علیہ ہو تو ان کو کہا گیا کہ اس کام کی طاقت سوائے امام محمد بن جریر طبری کے کسی اور کو نہیں۔

تو جب آپ کے سپرد کرنے پر یہ کام سرانجام ہو گیا۔ یعنی ایسی شرطوں پر کتاب لکھی گئی جس میں کسی کو اختلاف نہیں تھا۔ تو خلیفہ نے استدعا کی کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو ارشاد فرمایئے؟ آپ نے جواباً ارشاد کیا کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ خلیفہ نے عرض کی آپ لازمی طور پر کسی نہ کسی چیز کے متعلق ارشاد کریں جس کی آپ کو ضرورت ہو۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہماری صرف یہی خواہش ہے کہ جمعہ کے روز ہمارے خاص کمرے میں داخل ہو کر لوگ سوال کرنے سے رکے رہیں۔ خلیفہ نے یہ حکم نافذ کر دیا۔ اور آپ اپنی ذات پر طبرستان میں اپنے باپ کے گاؤں کے ترکہ سے ہی خرچ کرتے تھے۔

قلت فكان من العبادة والزهادة والورع والقيام في الحق لا تأخذه في ذالك لومة لائم وكان حسن الصوت بالقراءة مع المعرفة التامة بالقراءات على احسن الصفات وكان من كبار الصالحين، وهو احد المحدثين الذي اجتمعوا في مصر في ايام ابن طولون وهم محمد بن اسحق بن خزيمة امام الائمة، ومحمد بن نصر المروزي، ومحمد بن هارون الروياني، ومحمد بن جرير الطبري هذا، وقد ذكرناهم في ترجمة محمد بن نصر المروزي وكان الذي قام فصلى هو محمد بن اسحق بن خزيمة وقيل محمد بن نصر فرزقهم الله وقد اراد الخليفة المقتدر في بعض الايام ان يكتب كتاب وقف تكون شروطه متفقا عليها بين العلماء فقيل له لا يقدر على استحضار ذالك الا محمد بن جرير الطبري فطلب منه ذالك فكتب له

فاستدعاه الخليفة اليه وقرب منزلة عنده وقال له سل حاجتك، فقال لاحاجة لی، فقال لابد ان تسالنی حاجة أو شیأً فقال اسأل من امیرالمومنین ان یتقدم امرہ الی الشرطة حتی یمنعوا السؤال یوم الجمعة ان یدخلوا الی مقصورہ الجامع فأمر الخلیفة بذالك وكان ینفق علی نفسه من مغل قریة ترکها له ابوہ بطبرستان و من شعرہ۔

اذا اعسرت لم یعلم رفیقی - واستغنی فیستغنی صدیقی

(البدایه والنهایه صفحہ ۱۴۶/۱۱)

دشمن کون؟

آپ کا وصال بوقت مغرب اتوار کے روز جبکہ شوال المکرم کے دو دن باقی تھے ۳۱۰ھ میں ہوا۔ اور آپ کو آپ کے گھر ہی میں دفن کیا گیا۔ کیونکہ بعض بدطینت حنابلہ آپ کو دن کے وقت دفن کرنے سے منع کرتے تھے اور آپ پر رافضی ہونے کی تہمت لگاتے تھے اور جہلا آپ کو بدمتی کہتے تھے۔ حالانکہ آپ ان تمام بہتانوں سے بری تھے۔ اور آئمہ اسلام میں سے ایک تھے۔ اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے عامل بھی تھے اور عالم بھی۔

اور آپ کے مخالفین حنابلہ ابی بکر بن داؤد ظاہری کے مقلد تھے اور وہ جہاں کہیں بھی گفتگو کرتے آپ کو رفض و مظالم وغیرہ سے متہم کرتے۔

اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو بغداد کے چاروں طرف سے لوگوں نے آپ کے گھر پر جمع ہو کر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کو دفن کیا۔ اور لوگ آپ کے مزار کی تبدیلی کے لئے انتظار کرتے رہے اور مہینوں آپ پر نماز جنازہ پڑھتے رہے

وقد كانت وفاته وقت المغرب عشية يوم الاحد ليومين بقيا من شوال من سنة عشر وثلاثمائة - ودفن فی دارہ

marfat.com

لان بعض عوام الحنابلة ورعاعهم منعوا من دفنه نهاراً و نسبوه الی الرفض ومن الجهلة فرماه بالالحاد، وحاشاه من ذالك كله بل كان احد ائمة الاسلام علماً وعملاً بكتاب الله وسنة رسوله - وانما تقلدوا ذلك عن ابی بکر محمد بن داؤد الفقیه الظاهری، حیث کان یتکلم فیه و یرمیه بالعظائم وبالرفض ولما توفی اجتمع الناس فی سائر أقطار بغداد وصلوا علیه بداره و دفن بها ومکث الناس یترددون الی قبره شهوراً یصلون علیه -

(البدایه والنهایه ۱۴۷/۱۱)

کس کی کتابیں؟

اور ان سے منسوب وہ کتابیں جن میں سے دو ضخیم جلدوں میں احادیث خم غدیر اور ایک کتاب حدیث الطیر کے متعلق منسوب کرتے ہیں اور کہتے تھے کہ وضو کرتے وقت پاؤں پر مسح کے قائل تھے اور پاؤں کو دھونا ضروری نہیں سمجھتے تھے - اور اس واقعہ کو شہرت دیتے تھے - حالانکہ علماء کا بیان ہے کہ ابن جریر دو ہیں اور یہ دوسرے ابن جریر جو کہ شیعہ ہے کی کتابیں ہیں - اور یہ ابو جعفر (ابن جریر) اس قسم کی صفات (رفض) سے الگ تھلگ رہے ہیں - اور ان کی تفسیر میں قابل اعتقاد کلام ہے کہ پاؤں کو دھونا واجب ہے - اور غسل کے ساتھ بھی پاؤں کو دھونا واجب ہے - اور تفسیر سے دلیل ہے مسح کی لیں نہیں فہم بہت سے لوگوں کو ان کی مراد کا - اور فہم سے مراد یہ کہ وہ نقل کرتے ہیں کہ غسل اور مسح واجب ہیں اور یہ اس پر دلیل ہے - اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے -

وقد رأیت له کتابا جمع فیه احادیث غدیر خم فی مجلدین ضخمین، وکتابا جمع فیه طریق حدیث الطیر و نسب إلیه انه کان یقول بجواز مسح القدمین فی الوضوء وانه لا یوجب غسلها

marfat.com

وقد اشتهر عنه هذا. ومن العلماء من يزعم ان ابن جرير اثنان احدهما شیعی والیه ینسب ذالک، وینزهون أبا جعفر هذا عن هذه الصفات والذی عول علیه کلامه فی التفسیر انه یوجب غسل القدمین و یوجب مع الغسل دلکهما ولکنه عبر عن الدالک بالمسح، فلم یفهم کثیر من الناس مراده، ومن فهم مراده نقلوا عنه انه یوجب الغسل والمسح وهو الدلک والله اعلم۔ (البدایه والنهایه جلد یازدهم صفحہ ۱۴۷)

یہ تھی البدایہ والنہایہ کی تمام تر عبارت جو علامہ ابن کثیر نے امام ابن جریر کے تعارف کے طور پر تحریر کی ہے۔ ہم نے صرف اس عبارت کے آخر پر تحریر کردہ اشعار کو جن میں امام ابن جریر کی قدر و منزلت کی گئی ہے محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کر دیا ہے۔ باقی پوری عبارت کا کوئی جملہ اِدھر اُدھر نہیں کیا گیا۔ ان روشن حقائق کی موجودگی میں عباسی کی تمام تر شاطرانہ چالیں یقیناً قارئین پر واضح ہو چکی ہونگی کہ یہ بددیانت شخص حقائق کو مسخ کرنے کے لیے کس کس طریقہ سے الٹے پلٹے کھاتا ہے ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر عبارت کو اس طریقہ سے پڑھنا شروع کر دیا جائے تو قرآن مجید کی آیات کو بھی ہر قسم کی مطلب براری کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال حقیقت حقیقت ہے اور فسانہ فسانہ۔

اب آپ امام ابن جریر کے متعلق امام ذہبی کی پوری عبارت بھی ملاحظہ فرمالیں۔ تاکہ پورے طور پر خارجیوں کی بددیانتی ظاہر ہو جائے۔

محمد بن جریر بن یزید طبری امام ابو جعفر صاحب روشن تصانیف، ثقہ، صادق (حضرت علیؑ سے) موالاۃ و تشیع رکھتے ہیں۔ مگر معز نہیں۔ احمد بن علی سلیمانی نے یہ افترا کیا ہے کہ آپ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑتے تھے۔ جیسا کہ کہا سلیمانی نے

marfat.com

اور یہ عیب لگانا ظنِ کذب (جھوٹا گمان) ہے بلکہ آپ لائقِ اعتماد کبار ائمہ اسلام سے ہیں۔ اور ان کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہونا غلطی ہے۔ نیز جھوٹ اور دیوانگی سے اذیت دینا ناجائز ہے۔ پس اگر علماء کے کلام کو پیش نظر رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ بہت بڑے امام ہیں۔ اور شائد سلیمانی کا گمان " محمد بن جریر بن رستم ابوجعفر طبری رافضی کی کتاب کے متعلق ہے جس میں اہل بیت سے روائتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور عبدالعزیز کتانی نے اُسے رافضی کہا ہے۔

محمد بن جرير بن يزيد الطبري الامام ابو جعفر صاحب تصانيف باهره ثقه، صادق فيه تشيع وموالاة لا تضر، اقذع احمد بن على السليماني الحافظ قال كان يضع للروافض كذا قال السليماني وهذا رجم بالظن الكاذب، بل ابن جرير من كبائر ائمة الاسلام المعتمدين وما ندعى عصمة من الخطاء ولا يحل ان نؤذيه بالباطل والهوى فان كلام العلماء بعضهم فى بعض ينبغى ان يتأنى فيه ولاسيما فى امام كبير فلعل السليماني اراد الاتى محمد بن جرير بن رستم ابو جعفر الطبرى رافضى له تاليف منها كتاب الرواة عن اهل البيت رماه بالرفض عبدالعزيز الكتانى - (ميزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۵۰ مطبوعة بمصر)

آشکار ہے حقیقت

قارئین ٹھیک طور پر جان چکے ہیں کہ "تحقیق" کے نام پر ناصبیت کے زہریلے انجکشن دینے والے اور یزیدیت کے مکروہ چہروں پر لفاظی کے خول پہن کر آنے والے نام نہاد محققین خارجیت کے جراثیم پھیلانے کے لئے کیسی کیسی شعبدہ بازیاں دکھا کر قوم کو گمراہ کرتے ہیں۔ مگر ان کی شعبدہ بازیاں زیادہ دیر تک عوام کو دھوکا میں نہیں رکھ سکتیں" اس لئے کہ " توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری"

marfat.com

امام عالی مقام سیدنا امام حسین کی شہادت عظمیٰ اور بے مثال قربانی کو شہادت کے درجہ سے بھی گرا دینے کے لیئے ان لوگوں نے تاریخ کے نام پر جو دھاندلی کی ہے۔ ان لوگوں سے پہلے کبھی نہیں کی گئی۔

کسی بھی محقق نے کبھی ایسی جرأت نہیں کی کہ محض اپنے نظریات و جذبات کی تسکین کے لیئے دوسروں کی عبارت کو یوں قطع برید کر کے استدلال قائم کرے امام طبری کو رافضی وغیرہ بنانے کے لیئے جس استدلال کا عباسی نے سہارا لیا تھا اس کی جو بھی حقیقت ہے وہ ہم ظاہر کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم قارئین کو یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ جن مورخین کو عباسی نے مرتے مرتے ثقہ تسلیم کیا ہے۔ وہ امام طبری ہی کی روایات کے سہارے پر اپنی کتابوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ علامہ ابن خلدون جیسے ناقدین بھی امام طبری ہی کے خوشہ چین ہیں۔ اور یہ سراسر زیادتی اور احمق پنا ہے کہ چونکہ انہوں نے بعض روایات ابومخنف سے روایت کی ہیں اس لیئے وہ شیعہ ہو گئے ہیں کیونکہ ناقدین رجال کی نظر میں ابومخنف مائل بہ شیعیت ہے اور اگر یہ بات درست ہوتی تو امام بخاری سب سے بڑے شیعہ قرار پاتے کیونکہ انکی مشہور تالیف بخاری شریف کے راویان میں۔ رافضی بھی ہیں اور خارجی بھی۔ بلکہ تمام مجروح طبقات کا کوئی نہ کوئی راوی ضرور ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ایک زبردست فراڈ اور صریح کذب ہے کہ امام طبری نے واقعات شہادت بیان کرنے کیلیئے صرف ابومخنف[1] کا ہی سہارا لیا ہے۔ کیونکہ آپ نے متعدد ایسے راویوں سے بھی روایات بیان کی ہیں جو عباسی کے نزدیک پورے طور پر ثقہ ہیں۔ اور وہی آپ نے ابومخنف سے بھی نقل کی ہیں۔

بابا حقیقت یہ ہے کہ آپ پوری سندوں کے ساتھ متعدد راویوں سے ایک ہی قسم کی روایات نقل کر دیتے ہیں تاکہ روایت کو قبول کرنے والا خود فیصلہ

---

[1] حالانکہ ابومخنف سے بخاری شریف میں بھی روایات لی گئی ہیں

marfat.com

کرلے کہ راوی کی حیثیت کیا ہے۔ اور اس بات کا اعتراف متعدد وہابیہ کو بھی ہے مثلاً ابوبکر ابن العربی کی کتاب العواصم من القواصم کا محشی محب الدین خطیب بھی یہ اعتراف کرتا ہے کہ امام صاحب نے راویوں کے نام لکھ کر قارئین کے لیے آسانی پیدا کردی ہے کہ کونسی روایت مضبوط ہے اور کون سی روائت کمزور ہے۔

بہرحال ہم اس سلسلہ کو زیادہ طویل نہیں کرتے۔ امام ابن جریر ائمہ اہل سنت میں سے ہیں۔ کبھی کسی صحیح العقیدہ شخص نے آپ پر رافضی وغیرہ ہونے کا گمان نہیں کیا۔ بلکہ داؤد ظاہری کے ماننے والے متشددین حنابلہ ہی نے اس قسم کی کذب سرائیاں کی تھیں جنہیں علمائے امت نے ہمیشہ غلط قرار دیا ہے۔ ان لوگوں کو حنابلہ کہنا بھی قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ ان کی صرف نسبت امام احمد بن حنبل سے تھی لیکن وہ امام احمد بن حنبل کے پیروکار نہیں تھے کیونکہ وہ ابن حزم کے پیشرو داؤد ظاہری کے مقلد تھے اور داؤد ظاہری وہ شخص ہے جس کے متعلق ہم سابقہ اوراق میں بتا آئے ہیں کہ وہ ظاہری فقہ کا موجد تھا اور اس کا طریقہ استدلال وہی تھا جو خارجیوں کا ہے وہ ایسا بدنصیب تھا کہ امام احمد بن حنبل نے اسے اس لیے شرف ملاقات نہ بخشا کہ وہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔ اب آپ خود ہی غور کریں کہ ایسے شخص کی تقلید کرنے والوں کو حنابلہ کہنا کتنا عجیب سا لگتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بھی فرقہ ظاہریہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان میں اور خارجیوں میں خاص طور پر اشتراک اقدار تھا۔ اس لیے ان کا امام ابن جریر کو رافضی کہنا تعجب انگیز نہیں۔ مگر عباسی کا ایسے لوگوں کو دلیل کے طور پر پیش کرنا یقیناً اس کی حماقت مآبی کی واضح دلیل ہے۔ جن لوگوں کی رائے کو ائمہ اہلسنت نے باطل قرار دیا ہو اہلسنت ہی کا لبادہ اوڑھ کر ان کی گواہی پیش کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

بہرحال حقیقت آشکار ہے اور انہی الفاظ پر امام ابن جریر اور علامہ ابن کثیر کے تعارف کو ختم کیا جاتا ہے۔

marfat.com

بہر حال بتانا یہ تھا کہ امام ابن جریر قطعی ثقہ اور صادق ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن کثیر ابن تیمیہ کے شاگرد ہونے کے باوجود اُن کی روایات کو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ عباسی کے ایک اور معتمد ابوبکر ابن عربی نے لکھا ہے کہ تاریخ کی دنیا میں اگر کوئی قابل اعتماد کتاب ہے تو وہ امام ابن جریر کی کتاب تاریخ طبری ہے۔ حوالہ ابوبکر ابن العربی کے تعارف میں آئے گا

نصف شیعہ اور غیر ثقہ

ابوبکر ابن العربی

ابوبکر ابن العربی یہ بزرگ اگرچہ اپنے وقت کے مشہور علامہ اور صاحب تصانیف ہیں۔ تاہم ان کی کتاب العواصم من القواصم نہایت ہی شر انگیز اور فتنہ خیز تصنیف ہے۔ اور عباسی کے بہت زیادہ کھل کھیلنے کا مدار اسی کتاب پر ہے۔

لیکن اسے عباسی کی بدقسمتی ہی سمجھئے کہ وہ ابن العربی کے نظریات پر اپنی کتاب کی اساس رکھنے کے باوجود بھی اُن سے مطمئن نہیں اور ان کو ثقہ تسلیم کرتے ہوئے بھی ان کی

marfat.com

ثقاہت کو چیلنج کر دیتا ہے ۔

اس لئے لا محالہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عباسی کے نزدیک اس قدر متشدد متعصب شخص بھی نصف شیعہ اور نصف ثقہ ہے ۔

علامہ ابن کثیر کے تعارف میں قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ عباسی نے امام ابن جریر طبری کو غالی، رافضی، اور غیر ثقہ ثابت کرنے کے لئے کس کس طریقہ سے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے اور ان کی مشہور تصنیف تاریخ طبری کو کس کس انداز سے جھوٹ کا پلندہ بنا دینے کی کوشش کی ہے ۔

حالانکہ اس کے معتمد ترین مؤلف ابن عربی امام ابن جریر طبری کو انتہائی ثقہ مؤرخ تسلیم کرتے ہیں ۔ بلکہ ترغیب دیتے ہیں کہ سوائے تاریخ طبری کے کسی دوسری تاریخ پر اعتماد نہ کیا جائے ۔ چنانچہ وہ اپنی اسی رسوائے زمانہ کتاب العواصم من القواصم میں تحریر کرتے ہیں ۔

ولا تقبلوا روایۃ الا عن ائمۃ الحدیث ولا تسمعوا لمؤرخ کلاما الا للطبری ۔ (العواصم من القواصم ص ۲۴۸)

یعنی تم ائمہ حدیث کی روایت کے علاوہ اور کسی کی بات قبول نہ کرو اور سوائے طبری کے کسی کا کلام قابل اعتماد نہیں ۔ تاریخ میں !

این تفاوت راہ از کجاست تابکجا

عباسی کہتا ہے کہ کتاب الامامت والسیاست امام ابن قتیبہ دینوری کی تالیف نہیں بلکہ یہ کسی شیعہ نے تالیف کر کے ان کے نام سے منسوب کر دی ہے اور یہ بات وہ ابوبکر ابن العربی کی کتاب العواصم من القواصم کے محشی محب الدین خطیب کی ہم نوائی میں متعدد بار اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید میں دہراتا ہے ۔ مثلاً اس نے لکھا ہے ۔

امام ابن قتیبہ کی طرف جو کتاب غلط منسوب ہے یعنی الامامت والسیاست اس میں بھی یہ تفصیل ملتی ہے ۔ (خلافت معاویہ و یزید ص ۲۲)

marfat.com

حالانکہ ابن عربی امام ابن قتیبہ کی نہائت حقارت سے تردید کرتے ہیں اور یہ تردید محض اس وجہ سے کرتے ہیں کہ انہوں نے الامامت والسیاست جیسی کتاب جس نے یزیدیت کا بھیڑہ بٹھادیا ہے کیوں تصنیف کی۔

چنانچہ وہ اسلام کے اس بطل جلیل کو اسطرح مخاطب کرتے ہیں۔

ومن اشر شئ علی الناس جاهل عاقل او مبتدع محتال، فاما الجاهل فهو ابن قتیبة، فلم یبق ولم یذر للصحابة اسما فی کتاب الامامة والسیاسة۔ (العواصم من القواصم ص۲۴۸)

اور لوگوں کو سخت نقصان پہنچانے والا جاہل عقلمند ہے یا پھر بدعتی حیلہ ساز جاہل تو ابن قتیبہ ہے۔ اس نے اپنی کتاب الامامت والسیاست میں صحابہ کرام کا کوئی احترام ملحوظ نہیں رکھا۔

امام ابن قتیبہ کے متعلق اس قسم کے ریمارکس ابن عربی نے اپنی اس کتاب میں متعدد بار دیئے ہیں جن کی تفصیل ضروری نہیں لہذا اب آپ ابن عربی اور عباسی کا ایک اور سخت اختلاف ملاحظہ فرمائیں۔

یزید کی خلافت حقہ کے اثبات اور اس کی ولیعہدی کے جواز میں عباسی نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر اس خلاف حقیقت بات کو منوانے کی کوشش کی ہے۔ کہ خلافت کو اپنے گھر میں رکھنے اور ولی عہد بنانے کی ابتدا حضرت امیر معاویہ کے بجائے حضرت علی نے کی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے حضرت علی کے بیٹے حضرت حسن ولیعہد ہوئے۔ حوالہ آگے آئے گا حالانکہ اس کے برعکس اس کے پیشرو ابو بکر ابن العربی اس مقام پر جو لکھتے ہیں وہ یہ ہے۔

اما قول الرافضة انه عهد الی الحسن فباطل ما احد الی عهد ولکن البیعة للحسن منعقدة وهو احق من معاویة

marfat.com

من كثير من غيره، وكان خروج لمثل فاخرج اليه ابوه من دعاء الفئة الباغية الى الانقياد للحق والدخول في الطاعة

(العواصم من القواصم ص۱۹۸)

ترجمہ:۔ رافضیوں کا یہ قول باطل ہے کہ حضرت علی نے حسن کو ولی عہد بنایا تھا۔ آپ نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت ہو گئی۔ حضرت حسن امیر معاویہ اور بہت سے لوگوں سے خلافت کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ کا لشکر کشی کرنا بالکل اپنے باپ کی طرح ہے کہ وہ باغیوں کو حق کی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دینا چاہتے تھے۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ عباسی کے گرو گھنٹال ابوبکر ابن عربی کہتے ہیں کہ حضرت حسن کی ولی عہدی کا باطل عقیدہ رافضیوں کا ایجاد کردہ اور خلاف واقعہ ہے۔ حضرت حسن کی باقاعدہ طور پر مسلمانوں نے بیعت خلافت کی اور آپ امیر معاویہ وغیرہ تمام لوگوں سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ اس کے برعکس عباسی یہ بڑ ہانک رہا ہے کہ اگر امیر معاویہ نے یزید کو ولی عہد بنایا تو اس کی ابتدا حضرت علی کر چکے تھے اور انہوں نے امام حسن کو اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کیا تھا۔ کیا ان تضادات کی موجودگی میں یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ عباسی ابن عربی کو لائق اعتماد سمجھتا ہے حالانکہ ابن عربی سے زیادہ حمایت یزید وغیرہ میں دنیا کی شائد ہی کوئی کتاب ہو۔

یہ رسوائے عالم کتاب جمہور اہل اسلام کے نظریات کے قطعی طور پر مخالف ہے اور اس کا ہر باب بنو امیہ کی بے جا حمایت کا غماز ہے۔ خاص طور پر یزید پلید کی منقبت و ستائش میں زمین و آسمان کے جو قلابے اس کتاب میں ملائے گئے ہیں ان کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ اور پھر امام حسین کی شہادت کو غلط رنگ میں پیش کرنا انتہائی غلط ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عباسی کے دوسرے نصف معتمد علامہ ابن خلدون نے اس پر سخت

marfat.com

جرح کی ہے اور ابن عربی کی اس تحقیق کو محل نظر بتایا ہے ۔ جس کا اظہار ہم سابقہ اوراق میں کر آئے ہیں اور یہاں بھی ہدیہ قارئین کر رہے ہیں تاکہ اچھی طرح واضح ہو جائے کہ عباسی کے معتمدین کا آپس میں کیا حال ہے ۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں ابن عربی مالکی نے اپنی کتاب العواصم من القواصم میں جو یہ لکھا ہے کہ حسینؑ اسلامی شریعت کی رو سے قتل ہوئے سراسر غلط ہے ۔ ابن عربی سے یہ غلطی اس لئے ہوئی کہ وہ امام عادل کی شرط بھول گئے ۔ بھلا اس زمانے میں ہوا پرستوں سے لڑنے کے لئے امامت وعدالت میں امام حسینؓ سے بڑھ کر کون مستحق ہو سکتا تھا ۔ لہذا ان کی شہادت ہوئی ہے بغاوت کی رو سے قتل نہیں ہوا ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص۲۶ جلد دوم)

بہرحال بتانا یہ تھا کہ ابن عربی کے باطل اور غلط نظریات بھی عباسی کے ابلیسی ذوق کی تسکین کے لئے کافی نہیں اور وہ ان سے بھی جگہ جگہ مخالفت کرتا ہے ۔ اور ہر ممکن طریقہ سے حقائق کو مسخ کر دینا چاہتا ہے ۔

آئندہ اوراق میں ہم انشاء اللہ العزیز ابوبکر ابن العربی کی متعدد تحریروں کو بھی زیر بحث لائیں گے ۔ اور بتائیں گے کہ انہوں نے کس کس طریقہ سے احقاق باطل اور ابطال حق کیا ہے ۔ اور علمائے کرام نے اس کی تحریروں کی تکذیب کرتے ہوئے کیسے کیسے گرفت کی ہے
آخر پر علامہ ابن کثیر کی تحقیق ملاحظہ ہو ۔

ابوبکر بن العربی شارح الترمذی کان فقیماً عالماً وزاھداً عابداً وسمع الحدیث بعد اشتغاله فی الفقه وصحب الغزالی واخذ عنه وکان یتهمه برأی الفلاسفة ویقول دخل فی اجوافهم فلم یخرج منهم ۔ (البدایه والنهایه ۲۲۹/۱۲)

ابوبکر ابن عربی شارح ترمذی فقیہ، عالم اور عابد و زاہد تھے مشغلِ فقہ کے بعد سمع حدیث کیا ۔ غزالی کے ساتھی تھے اور ان سے دلیل لیتے تھے ۔ اور فلسفیوں کے اعتقاد سے متہم ہوئے اور کہا فلسفیوں کے اندر ایسے گھسے کہ باہر نہ نکل سکے ۔

marfat.com

پورا ثقہ اور شیعہ مؤرّخ

بلاذری

ناصر محمود عباسی نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر بلاذری کے حوالے دیئے ہیں۔ بلاذری کوئی اتنی بڑی چیز نہیں کہ اس کے تعارف میں متعدد صفحات سیاہ کئے جائیں۔ یہ ایک عام سا مؤرخ ہے اور اکابرین امت میں نہ اس کا شمار ہے اور نہ ہی کوئی مقام۔ بلکہ یہ شخص کرائے کا آدمی تھا۔ بنو عباس کے خلیفہ متوکل کا درباری تھا اور متوکل بنو فاطمہ کا زبردست دشمن تھا حتّٰی کہ اس نے امام عالی مقام کے مزار اقدس پر ہل چلوا دیئے۔ جس کی تفصیل ہم ابھی بیان کریں گے۔

بہر حال بلاذری کا ذکر بحیثیت مؤرخ کتابوں میں مذکور ضرور ہے چنانچہ اس کا ایک ہمنوا عباد اللہ اختر اس کا تعارف یوں پیش کرتا ہے۔

[احمد بن یحییٰ البلاذری مؤرخ ایرانی نژاد تھا۔ خلفائے عباسیہ متوکل اور مستعین کے عہد میں دربارِ خلافت میں باریابی حاصل کی خلیفہ المعتز باللہ کے بیٹے عبداللہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ انہی دنوں اس نے فتوح البلدان لکھی۔ اس نے واقدی کی کتاب المغازی اور ابوالحسن مدائنی سے استفادہ کیا۔ مدائن پایہ تخت ساسانی شاہانِ ایرانی میں متولد ہوا۔

(خلافت اسلامیہ حصہ اول صفحہ، مطبوعہ ادارہ ثقافت لاہور)

مشہور سیرت نگار علامہ شبلی اپنی کتاب الفاروق میں احمد بن یحییٰ بلاذری کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ عباسی خلیفہ متوکل کا درباری تھا

marfat.com

ابن کثیر اور بلاذری

علامہ ابن کثیر۔ البلاذری کا جو تعارف پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے

البلاذری، المورخ واسمہ احمد، ویقال ابوبکر البغدادی البلاذری

صاحب التاریخ المنسوب علیہ ــــــــــ قال ابن عساکر کان ادیباً ظہرت لہ کتب جہاد

ومدح المامون بمدائح وجالس المتوکل، وتوفی ایام المعتمد وحصل لہ ھوس ووسواس

فی آخر عمرہ (البدایہ والنہایہ جلد یازدھم صفحہ ۶۵)

ترجمہ: بلاذری مورخ ہے اور اسکا نام احمد ہے اور ابوبکر بغدادی بلاذری بھی کہتے ہیں اور اس کیطرف صاحب تاریخ ہونا منسوب ہے ــــــــ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ وہ ادیب تھا جیسا کہ اسکی کتابوں سے ظاہر ہے وہ خلیفہ مامون کی مدح سرائی کرتا تھا اور متوکل کا ہم جلیس تھا اور معتمد کے دور میں فوت ہوا آخر عمر میں وہ پاگل پن اور وسوسوں کا شکار ہو گیا تھا ــــــــ قارئین اندازہ کریں کہ ایک پاگل اور وسواسی کی عبارتیں استشہاد کے طور پر پیش کرنیوالا پاگل نہیں تو اور کیا ہے۔

متوکل کون ہے؟ ۲۳۶ھ میں متوکل نے حضرت امام حسینؑ اور ان کے آس پاس کی قبروں کو کھدوایا وہاں کاشتکاری کروائی۔ نیز زیارت قبور سے لوگوں کو منع کیا۔

اھل بیت سے ظاہرہ دشمنی کی وجہ سے متوکل کو لوگ برا بھلا کہنے لگے۔ مزاروں کی بے حرمتی سے عوام بہت رنجیدہ ہوئے۔ اہل بغداد نے مسجدوں کی دیواروں پر متوکل کے نام گالیاں لکھیں اور شعرا نے اس کی مذمت میں بکثرت ہجو نامے لکھے۔

۲۴۴ھ میں متوکل نے اپنے لڑکوں کے استاد علامہ یعقوب بن سکیت کو قتل کرا دیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ متوکل نے ایک دن اپنے لڑکے معتز اور موید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں اچھے ہیں یا امام حسنؓ و حسینؓ۔ علامہ یعقوب نے کہا ان سے تو حضرت علیؑ کا غلام قنبرؓ ہی اچھا تھا۔ یہ سن کر متوکل نے اپنے ترکی ملازمین کو حکم دیا کہ یعقوب کو خوب کچلو یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ متوکل نے علامہ یعقوب کی زبان کھینچوا کر مار ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ متوکل ناصبی تھا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۲۷۶)

marfat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ متوکل عباسی اور اس کا وزیر علی بن جہم ناصبی تھا اور ناصبی حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور ان کی ذریت طاہرہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔

متوکل عباسی و وزیر او علی ابن جہم نواصب استند۔ نواصب محض عداوت امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم و ذریت طاہرۂ او را شعار خود دارند"

(فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۱۰۲)

بلاذری کا تعارف ہم زیادہ نہیں کرائیں گے کیونکہ اس کا آقائے نعمت متوکل عباسی ہے اور وہ اپنے لڑکوں کے استاد کی اس لئے گردن مار دیتا ہے کہ انہوں نے اسکے لڑکوں کو جناب حسنینؑ سے اچھا نہیں کہا تھا۔ ان حالات میں بلاذری اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد علی کے متعلق کیا کچھ لکھ کر انعام حاصل کر سکتا تھا۔ اسکے متعلق فیصلہ قارئین خود کرلیں۔

بلاذری کا ایرانی نژاد ہونا تو اس بات کا غماز ہے کہ اسے شیعہ ہونا چاہیئے تھا مگر برا ہو ہوس ولالچ کا وہ غلو تو کیا کرتا اہلبیت کے معاملہ میں انتہائی سرد مہری کرنے لگا۔ حالانکہ وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ علامہ واقدی کا شاگرد تھا۔ جنکو خارجی اور نیم خارجی عموماً رافضی کہہ دیتے ہیں۔

مگر عباسی کی ڈھٹائی ہے کہ استاد کی روایات کو لائق اعتماد سمجھنے سے پہلو تہی کرتا ہے اور شاگرد کی کتابوں کو حرز جان بنا رکھا ہے۔ ابن جریر کو ان کے بھانجے کے حوالہ سے شیعہ قرار دینے والا فاتر العقل انسان شاگرد کو استاد کے حوالہ سے رافضی کیوں نہیں کہتا۔

بہرحال خلیفہ متوکل ناصبی تھا اور اپنے حاشیہ برداروں کو بڑے بڑے انعامات سے بھی نوازا کرتا تھا۔ اس لئے اس کا مال کھا کر بلاذری حرام نہیں کر سکتا تھا۔

تاہم ہم بلاذری کی مختلف عبارتوں کو زیر بحث لاکر قارئین کو بتائیں گے کہ عباسی نے اتنے بڑے ہمنوا کی عبارتوں میں بھی ہندو بنیوں کی طرح ڈنڈی مارنے کے کیسے کیسے کرتب دکھائے ہیں۔ اور انہی الفاظ پر اس طویل مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

---

marfat.com

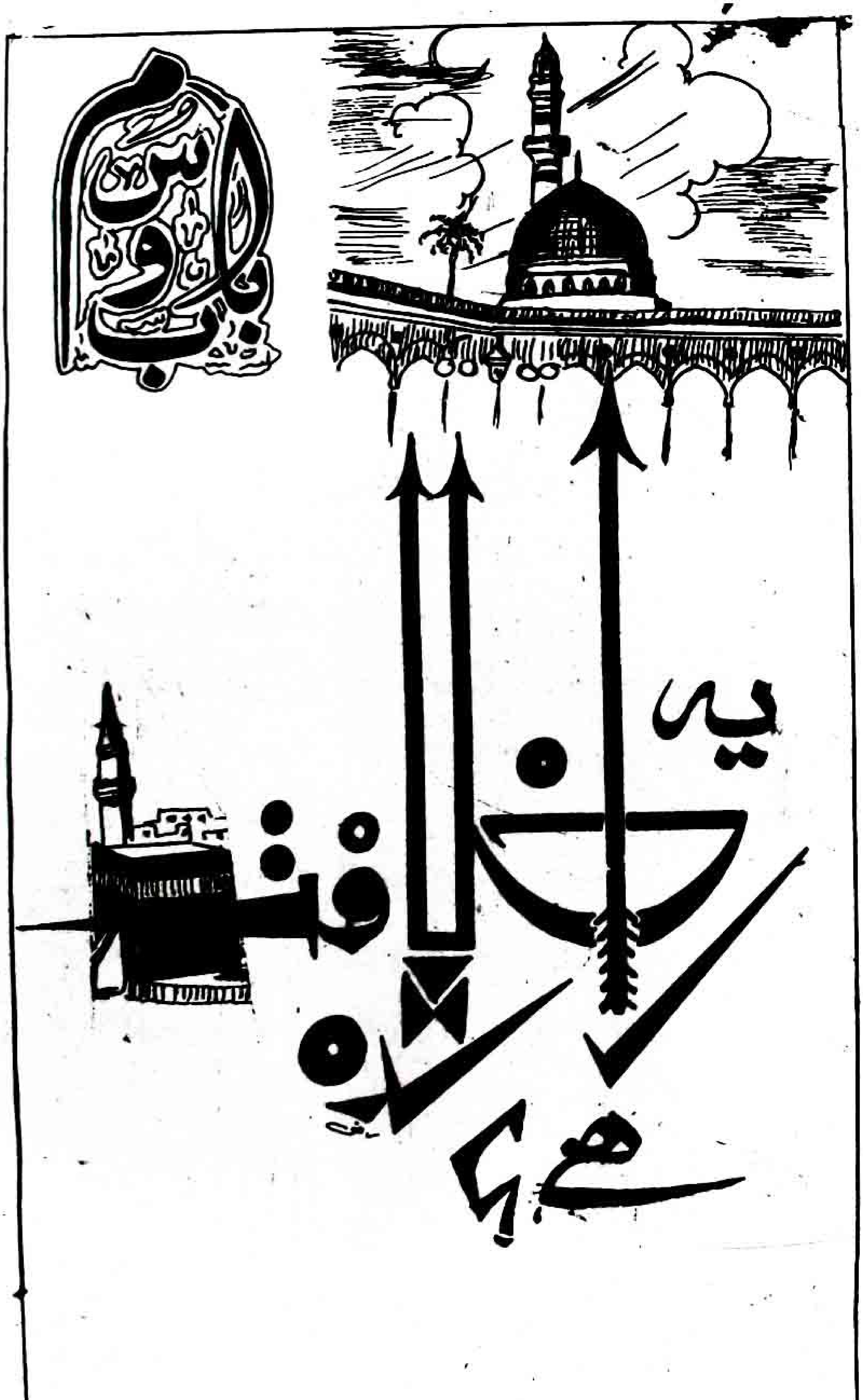

marfat.com

خلیفۂ راشد یا گمراہ آمر

قارئین باب اوّل میں عباسی اور اُس کے چیلوں چانٹوں کی متعدد ایسی تحریریں پڑھ چکے ہیں جن میں بڑی شدّ و مد اور پورے زور شور سے یزید پلید کے دورِ حکومت کو خلافتِ راشدہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یزید پلید کو خلیفۂ راشد ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔

بلکہ یہاں تک چالاکی اور سفّاکی کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ یزید کا دور دورِ فاروقی ہے۔ اور اس کے لئے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ یزید نے ایک دفعہ اپنے باپ کو کہا تھا کہ میں اپنی حکومت کے دوران فاروقِ اعظم رضی کی تقلید کروں گا۔ جس کے جواب میں اُس کے باپ نے کہا تھا کہ میں تو عثمانؓ غنی کے طرزِ خلافت پر بھی عمل نہیں کر سکا اور تم دورِ فاروقی کی بات کرتے ہو۔
اب اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ یزید نے چونکہ یہ کہا تھا کہ میں سُنّتِ فاروقی رض پر عمل کروں گا۔ لہٰذا اس کا دور دورِ فاروقی ہے یہ صرف خارجیوں کا ہی حصّہ ہے۔
اِس کی مثال تو ایسے ہی ہے کہ آج کا کوئی شخص یہ اعلان کر دے کہ میں بڑا ہو کر امام مہدی بنوں گا اور جب وہ بڑا ہو جائے تو اُس کے اعلان کے مطابق اسے امام مہدی ماننا پڑے گا۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ یزید کے دورِ آمریت میں دورِ فاروقی کی کونسی جھلک نمایاں تھی۔ اور یزید میں ایسی کونسی خصلت تھی جو فاروقِ اعظم کے خصائل سے مشابہ تھی۔

اور پھر حیرت کی بات تو یہ ہے کہ امیر معاویہ تو خود اعتراف کرتے ہیں کہ میں تو دورِ عثمانؓ

marfat.com

کی بھی یاد تازہ نہیں کر سکا اور تم تقلیدِ فاروقی کے خواب دیکھ رہے ہو۔ مگر دکلاءِ بنو امیہ لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ یزید خلیفۂ راشد تھا اور اس کی خلافت خلافتِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور پائیدار تھی ۔ اور دورِ یزید دورِ فاروق اعظم سے مشابہ تھا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

حواریانِ یزید کا یہ صرف ایک تخیّل ہے ورنہ حقیقت سے تو اس شاخسانے کا دور کا بھی تعلق نہیں اور قطعی طور پر یہاں یہ مثال صادق آتی ہے کہ :-

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

فیصلہ کُن باب

اِس فیصلہ کُن باب میں ہمیں یزید کے متعلق انتہائی تفصیل میں جانا پڑے گا۔ اسلئے کہ حواریانِ یزید نے تاریخ و تحقیق کے نام پہ بہت بڑا گھپلا کر دیا ہے اور اس کی نقاب کشائی اِسی طرح ہو سکتی ہے کہ ان کی ایک ایک بددیانتی اور ایک ایک مفروضہ کو سامنے لاکر وضاحت کی جائے۔

جیسا کہ ہمارے قارئین اچھی طرح جان چکے ہیں کہ صدیوں بعد یزید کی کھلم کھلا حمائت اور قصیدہ خوانی کا جنون سب سے پہلے ہمارے ملک میں نامحمود عباسی کو ہوا ہے اور اس نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب کی بنیاد جن لوگوں کے افکار و آراء پہ رکھی ہے ان میں سرِفہرست ابنِ تیمیہ کا نام ہے اگرچہ اس نے کچھ مواد بلاذری جیسے مخبوط الحواس اور ناصبیت زدہ مؤرخ اور ابوبکر ابن العربی جیسے فلسفی سے بھی حاصل کیا ہے ۔

ہم نے ابتداء میں ہی قارئین پر یہ وضاحت کر دی تھی کہ باوجود اس کے کہ مذکورہ بالا محرّروں نے اہانتِ اہلبیت اور حمائتِ یزید میں پورا پورا زورِ قلم صرف کر دیا ہے ۔ مگر

marfat.com

عباسی نے جگہ جگہ پر اِن کے بھی کان کترنے کی کوشش کی ہے اور اِن متشددین کی عبارتوں میں بھی مبیّنہ طور پر قطع برید کر کے یزید پلید کو "خلیفہ راشد" صحابہ کا امام اور خیر التابعین" کے روپ میں پیش کیا ہے۔

اور اپنے طور پر وہ اس فرض سے بھی سبکدوش ہو چکا ہے کہ اب یزید پلید کو فاروق ثانی ثابت کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اس کو خلیفہ راشد تسلیم کرنے میں کسی کو بھی تامّل نہیں ہوگا حالانکہ ایسا تصوّر صرف اُسی وقت کیا جا سکتا ہے جب اُن تمام کتابوں کا وجود دُنیا سے ختم کر دیا جاتا جن کی عبارات کو قطع برید کر کے یہ مفروضہ قائم کیا گیا ہے۔

عبّاسی وغیرہ کو چاہیئے تھا کہ اپنی بات منوانے سے پہلے اپنے اُن ممدوحین کی تصانیف کا ایک ایک نسخہ تک نذرِ آتش کر دیتے جن کے مآخذ ضرورت کے مطابق نقل کر کے باقی حصّوں کو نظر انداز کرنے کی جرأتِ بیباکانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔

چونکہ اِن لوگوں سے یہ بہت بڑی غلطی ہو چکی ہے کہ اُن سے وہ ذخیرۂ کُتب ضائع نہ ہو سکا اور ایک اٹل حقیقت فرضی افسانے کا روپ نہ دھار سکی۔

گواہی ابنِ تیمیہ کی

چنانچہ ہم سب سے پہلے عبّاسی وغیرہ کے امامِ اوّل ابنِ تیمیہ کی اسی کتاب منہاج السنۃ سے چند اقتباسات پیش کریں گے جس پر عباسی نے اپنی کتاب کا دار و مدار رکھا ہے۔

اور قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ ابنِ تیمیہ اہلبیتِ رسولؐ سے شدید عداوت اور یزید پلید کی واضح حمایت کے باوجود نہ تو یزید کو خلیفہ راشد تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی صالح اور متقی تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ وہ [redacted] کہنے والوں کو متعصب اور خارج از اہلسنت قرار دیتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

یزید خلیفہ راشد نہیں

یزید کے متعلق طرفین کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک گروہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ صحابہ میں سے ہے اور خلفائے راشدین و مہدیین سے ہے۔ یا انبیاء سے ہے اور یہ تمام باطل ہے۔

اور دوسرا گروہ اسے کافر و منافق اور مدینہ منورہ کے اس کے اقارب اور بنو ہاشم کو کافر سمجھتا ہے اور یہ دونوں قول قطعی باطل ہیں (متن ملاحظہ ہو۔

الناس فی یزید طرفان و وسط قوم یعتقدون انہ من الصحابۃ او من خلفاء الراشدین المھدیین او من الانبیاء وھذا کلہ باطل۔

وقوم یعتقدون انہ کافر، منافق فی الباطن وانہ کان لہ قصد فی اخذ ثار کفار اقاربہ من اھل المدینۃ وبنی ھاشم وکلا القولین باطل۔ (منھاج السنۃ جلد دوم ص۲۴۷)

حجاج بن یوسف سے کم ظالم

اور یزید پر لعنت کرنے کے متعلق لکھا ہے کہ یزید پر لعنت کا قول جیسا کہ اس کی مثل بادشاہ خلیفوں اور دوسروں پر لعنت ہے اور یزید ان سے بہتر ہے اور مختار ثقفی امیر عراق سے اچھا ہے کہ اس نے بظاہر قاتلانِ حسین سے انتقام لیا اور کہتا تھا کہ میرے پاس جبریل آتے ہیں اور یزید بہتر ہے حجاج بن یوسف سے کیونکہ بالاتفاق حجاج بن یوسف یزید سے زیادہ ظالم تھا۔

ان القول فی لعنۃ یزید کالقول فی لعنۃ امثالہ من الملوک الخلفاء وغیرھم ویزید خیر من غیرہ خیر من المختار ابی عبید الثقفی امیر العراق الذی اظھر الانتقام من قتل الحسین فان ھذا

ادی ان جبریل یاتیہ وخیر من الحجاج بن یوسف فانہ اظلم من یزید باتفاق الناس۔ (منہاج السنۃ جلد دوم ص۲۵۱)

یزید کی امامت کے بارے میں ابن تیمیہ

امامت یزید کے قائل مسلمان نہیں

یُوں رقمطراز ہے کہ:۔

بعض متعصب حد سے بڑھ جاتے ہیں اور یزید بن معاویہ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ امام ہے اور اسکی امامت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ خلفائے راشدین و مہدیین سے ہے جیساکہ ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور مسلمانوں میں سے کسی ایک عالم کا بھی یہ عقیدہ نہیں اور یہ کردوں کے بعض جاہلوں کا عقیدہ ہے اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید صحابہ اور خلفائے راشدین اور نبیوں میں سے تھا مگر اہلِ علم ہیں سے اِن جہلاء کا کسی نے بھی ساتھ نہیں دیا۔ متن یہ ہے۔

وتمادی بعضھم فی التعصب حتٰی اعتقد امامۃ یزید بن معاویۃ فان اراد بذالک انہ اعتقد من الخلفاء الراشدین والائمۃ المھتدین کابی بکر وعمر وعثمان وعلی فھذا لم یعتقد احد من العلماء المسلمین وان اعتقد مثل ھذا البعض الجھال کما یحکی عن بعض الجھال من الاکراد ونحوھم انہ یعتقد ان یزید من الصحابۃ وعن بعضھم من الانبیاء ولبعضھم یعتقد انہ من الخلفاء الراشدین والمھدیین فھولاء بعضھم یعتقد لیسوا من اھل العلم الذین یحکی قولھم وھم مع ھذا الجھل۔ منہاج السنۃ جلد دوم ص۲۳۸

اس سے پہلے کہ ہم ابن تیمیہ کی ...

امام احمد بن حنبل سے فراڈ

marfat.com

پیش کریں نا محمود عباسی کی کتاب خلافتِ معاویہ ویزید کا ایک ورق ہدیۂ قارئین کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس موقعہ پر اس کا بیان کر دینا نہائت اہم معلوم ہوتا ہے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے متعدد مسائل روشنی میں آجائیں گے۔ چنانچہ وہ ورق درج ذیل ہے۔

"امیر یزید کو حکومت و سیاسی امور میں ہی حضرت فاروق اعظم کی پیروی کا اہتمام نہ تھا بلکہ طرزِ معاشرت میں بھی ان کی پیروی کرتے تھے۔ زندگی حد درجہ سادہ تھی۔ عام باشندوں کی طرح ان کا لباس سادہ ہوتا۔ حکومت کے طمطراق اور تزک شہنشاہی سے سخت متنفر تھے۔ لاکھوں روپیہ وظائف و عطایا کا دوسروں کو فراخدلی سے دیتے، مگر اپنی ذات پر معمولی خرچ کرتے۔ زہاد و عبادِ امت کی مجالس میں شریک ہوتے۔ حضرت ابو درداؓ جیسے زاہد صحابی سے بہت مانوس تھے۔ انہی کو صاحبزادی کے نکاح کا پیام بھی دیا تھا۔ وہ یزید کو بہت پسند کرتے تھے مگر اپنی بیٹی ایسے گھرانے میں بیاہنے کو تیار نہ تھے جہاں کام کاج کے لئے خادمہ موجود ہو۔ پھر انہوں نے اپنی بیٹی یزید ہی کے ایک ہم جلیس کے عقد میں دے دی۔ امیر یزید کے یہ ہم جلیس ضعفاء المسلمین یعنی غریب مسلمانوں میں سے تھے اور انہوں نے امیر یزید سے اجازت بھی لی تھی کہ آپ کو تو انکار ہو گیا اب میں پیام دوں۔

(کتاب الزہد۔ امام احمد بن حنبل ص۱۴۳)

مندرجہ بالا تحریر کتاب خلافتِ معاویہ ویزید کے صفحہ ۶۴ پر درج ہے۔ اس سے پہلے یزید اور اس کے باپ کا وہ مکالمہ البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے درج ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یزید نے کہا تھا کہ میں فاروق اعظم کی پیروی میں حکومت چلاؤں گا۔

اس عبارت کو تو ہم آئندہ اوراق میں زیرِ بحث لائیں گے۔ مگر یہاں تو اس عبارت کی نقل پر عباسی کی شاطری کی داد دینے کو دل چاہتا ہے جو اس نے "کتاب الزُھد" کے حوالہ سے پیش کی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کتاب الزہد کے نام سے ایک مشہور

marfat.com

کتاب موجود ہے اور اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کے متعلق روایات جمع کی گئی ہیں مگر اس مقدس طائفہ میں یزید پلید کا ذکر آجانا بھی ایسے ہی ہے جیسے آفتاب نے بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہونا شروع کر دیا ہو۔ اس لئے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے یزید پلید کے تمام کرتوتوں کا مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد یہ فتویٰ صادر فرمایا تھا کہ یزید کے فلاں فلاں افعال کفریہ ہیں اور اس پر تو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں لعنت کی ہے۔ کیونکہ ان ہی افعال کے مرتکب پر اللہ تعالےٰ جل شانہ نے لعنت فرمائی ہے۔

اور یہ کس قدر تحیر کی بات ہے کہ وہی امام احمد بن حنبلؓ یزید ملعون کا ذکر زہاد و عباد صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین میں کرتے ہیں۔

یہ عباسی کی شاطرانہ ذہنیت کی انتہا ہے کہ پہلے البدایہ والنہایہ سے ایک مکالمہ درج کر دیا کہ یزید نے سیرتِ فاروقی پر عمل کرنے کا دعویٰ کیا تھا اور پھر ایک ایسی عبارت پیش کر دی جس سے ثابت ہو جائے کہ وہ عابد و زاہد صحابہ کرام کی مجلس میں بیٹھتا تھا اور طرزِ معاشرت اور طرزِ حکومت کو پورے طور پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مطابق اپنا رکھا تھا۔

کمال تو یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو باریک اور قیمتی لباس پہننے کی وجہ سے جناب فاروقِ اعظمؓ ان کو عرب کا کسریٰ کہا کرتے تھے۔ مگر یزید پلید جو ناز و نعم میں پل کر جوان ہوا وہ سادہ لباس پہنتا تھا۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

یزید پلید اور سیدنا فاروقِ اعظمؓ کی طرزِ معاشرت کا ایک جیسا ہونا ایک انہونی بات ہے اور اس انہونی بات کو حقیقت بنا کر پیش کرنا عباسی جیسے مطلق العنان محقق کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ دراصل عباسی نے اس قول پر عمل کرنے کی

marfat.com

قسم کھا رکھی ہے کہ جھوٹ اس قدر تیزی اور اعتماد سے بولو کہ لوگ اُسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کتاب الزہد میں یزید پلید کا ذکر نہ کبھی تھا اور نہ اب ہے حالانکہ دوسرے صفحے پر ہی ابوبکر ابن عربی کے حوالے سے عباسی نے یزید لعین کا مزید قصیدہ بھی بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ابن عربی مذکور کے زمانہ میں یہ عبارت اس کتاب میں موجود تھی مگر اب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ سارے کا سارا افسانہ ایک کھلا فراڈ اور کذب صریح ہے۔

ابو درداء صحابی اور یزید

عباسی نے کتاب الزہد کے حوالہ سے بتایا ہے کہ ابو درداء صحابیؓ رسول یزید سے بڑے مانوس تھے اور یزید نے ان سے لڑکی کا رشتہ مانگا تو انہوں نے بایں وجہ انکار کر دیا کہ تمہارے گھر میں خادمہ موجود ہے اس لئے یہ رشتہ تجھے نہیں دونگا اور پھر یزید ہی کے ایک ہم جلیس اور غریب مسلمان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ مگر قارئین بیچارے یقیناً چونک اٹھیں گے کہ جب سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا انتقال ہوا تو اس وقت یزید پلید یا تو پیدا ہونے کی تیاری کر رہا تھا یا بمشکل تمام پیدا ہو کر اپنی ماں کے پستانوں سے چمٹا ہوا تھا۔ اس حالت میں شادیوں کے پیغام دلوانے عباسی جیسے شاطر ہی کو زیب دیتا ہے۔

سیدنا ابو درداءؓ یگانہ روزگار صحابہ میں سے تھے۔ آپ سے بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ آپ بلاشبہ بہت بڑے عالم و فاضل تھے اور آپ کا وصال مبارک بھی دمشق میں ہی ہوا۔ مگر آپ کا وصال خلافت عثمانؓ کے زمانہ میں ۳۱ھ یا ۳۲ھ کو ہو گیا تھا۔ جب کہ یہی زمانہ یزید پلید کی شیر خوارگی کا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے!

marfat.com

ومات ابو درداءؓ سنة اثنتين وثلاثين بدمشق وقيل سنة احدى وثلاثين ویاتی ذکرہ فی الکنی باکثر ھذا۔

الاستیعاب جلد سوم ص۱۹

اور ابو درداءؓ ۳۲ سنہ ہجری میں اور بقول بعض ۳۱ سنہ میں دمشق میں فوت ہوئے اور اپنی اسی کنیت سے ہی اکثر یاد کئے جاتے ہیں۔ الاستیعاب ہی میں دوسری روائت ہے کہ آپ شہادت عثمان سے دو سال قبل فوت ہوئے۔

فمات قبل قتل عثمان رضی اللہ عنہ بسنتین ۔ الاستیعاب ۳/۱۷

تجرید البخاری میں اسمائے رجال کے باب میں ہے۔ ابو درداء" ان کی کنیت ہی زیادہ تر مشہور ہے۔ درداء آپ کی بیٹی کا نام تھا۔ یہ بڑے دانا اور عالم اور لائق حکیم تھے۔ شام کی سکونت اختیار کر لی تھی لیکن دمشق میں ۳۲ سنہ کو آپ کی وفات ہوئی۔

تجرید البخاری ص۱۱

الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں علامہ ابن حجر عسقلانی بھی یہی تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا وصال خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا۔

ابو درداءؓ مشہور بکنیتہ" مات ابو درداء وکعب الاحبار لسنتین بقیتا من خلافة عثمان وقال الواقدی وجماعة مات سنة اثنتین وثلاثین" والاصح عند اصحاب الحدیث انہ مات فی خلافۃ عثمان۔ الاصابہ جلد سوم ص۴۶

اگر ہم چاہیں تو حضرت ابو درداءؓ کی وفات مبارکہ کے متعلق دیگر بھی بے شمار کتب معتبرہ کے حوالے پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک بے مقصد سی بات ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ آپ کی وفات ۳۱ سنہ یا ۳۲ سنہ میں ہوئی۔ اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

اور تقریباً یہی زمانہ یزید پلید کی شیر خوارگی کا زمانہ ہے۔ لہذا یہ قطعی طور پر غلط ہے کہ

marfat.com

اس کی ملاقات حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ اور وہ آپ کی مجلس میں بیٹھتا تھا۔ اور یہ کہ اُس نے آپؓ سے رشتہ مانگا تھا۔ اور آپ نے اُس کے ایک مصاحب سے اپنی لڑکی کو بیاہ دیا۔

کیسے دھوکا دیا

اب ہم قارئین کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی عبارت کو ناکمود عباسی نے یزید پلید کے حق میں استعمال کرتے وقت کس بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے جُرمِ خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ کتاب الزہد میں جس یزید کا ذکر جناب امام احمد بن حنبل نے کیا ہے وہ یزید بن معاویہ نہیں بلکہ یزید بن ابو سفیان ہے۔

اور یہ یزید معاویہ کے بھائی ہیں بیٹے نہیں اور یہی والی شام تھے۔ نہائت دیندار پاکیزہ خصلت اور صالح تھے۔ ان کی وفات طاعون کی بیماری کی وجہ سے ہوئی اور انہوں نے اپنے بعد امیر معاویہ کو اپنا قائم مقام بنایا جسے مرکز نے منظور کر لیا اور امیر معاویہ کو باقاعدہ طور پر عہد فاروقی میں شام کا گورنر بنا دیا گیا۔

بعض خوارج نے عباسی سے پہلے بھی یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اور یزید بن ابو سفیان کے تذکرے میں آنے والی عبارت کو یزید بن معاویہ کے نام منسوب کرنے کی کوشش کی جس سے قاضی ابوبکر ابن العربی جیسے شخص نے بھی متاثر ہو کر یزید پلید کو صالح اور متقی بنا کر رکھ دیا۔

یزید بن ابو سفیان اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما ایک ہی دور میں دمشق میں آ کر رہائش پذیر ہوئے بلکہ یزید بن ابو سفیان کی غیر موجودگی میں حضرت ابو درداء قائم مقام ہوتے ان دونوں حضرات کے آپس میں اسی طرح کے مراسم تھے جس طرح دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تھے۔

marfat.com

حضرت ابو دردار رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ یزید بن ابوسفیان سے بھی زیادہ متقی اور پرہیزگار تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا انہیں رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور برملا کہہ دیا کہ تمہارے گھر میں خادمہ کا ہونا۔ ہماری سادگی اور تقویٰ کے خلاف ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس امر کے دیگر شواہد پیش کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ابوسفیان کے فوت ہونے کا زمانہ بھی بتا دیا جائے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ یزید بن ابوسفیان تمام بنی ابوسفیان سے افضل تھے اور آپ کے بعد ان کے بھائی معاویہ حاکم ہوئے۔ اور وہ بوجہ طاعون ۱۸ھ میں فوت ہوئے۔

یزید بن ابوسفیان بن حرب بن امیۃ کان من افضل بنی ابی سفیان ومات یزید فاستخلف اخاہ معاویۃ وکان موت ھولاء کلھم فی طاعون عمواس سنۃ ثمان عشر۔

(الاستیعاب جلد سوم صفحہ ۶۱۳ الاصابہ جلد سوم ص ۶۱۹)

گواہی اپنے باوا کی تو مانو

اب ہم عباسی کے امام برحق ابن تیمیہ کی چند تحریریں پیش کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہو جائے گا کہ جاہل لوگ پہلے بھی یزید بن ابوسفیان اور یزید بن معاویہ کے نام ایک جیسے ہونے کی وجہ سے دھوکا میا بھی کرتے تھے اور دھوکہ کھایا بھی کرتے تھے مگر اس سے عباسی کا دھوکا کھانا ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ اس نے دھوکا کھایا نہیں، بلکہ مبلّغیہ طور پر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ یقینی طور پر کتاب الزہد کی اصل عبارت پیش کرتا۔ کیونکہ وہ اپنا استدلال پوری کتاب میں عربی متن کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عبارات کانٹ چھانٹ کر لکھی گئی ہوں۔ بہرحال اس مسئلہ کے بارے میں ابن تیمیہ سے ملاقات کریں۔ لکھا ہے کہ:-

marfat.com

یزید بن ابوسفیان شام کو فتح کرنے والے امراء سے ایک ہیں اور بہترین صحابہ میں سے تھے۔ اور وہ صالح شخص تھے اور اپنے بھائی (امیر معاویہ) اور اپنے باپ (ابوسفیان) سے افضل تھے اور وہ یزید بن معاویہ نہیں جو امیر معاویہ کے بعد اُن کا ولی عہد ہوا۔ کیونکہ یہ حضرت عثمان رض کی خلافت کے زمانہ میں پیدا ہوا اور ہرگز صحابہ سے نہیں تھا۔ چونکہ اس کا نام اپنے چچا کے نام پر تھا۔ لہٰذا جاہلوں کے ٹولے نے یہ گمان کرلیا کہ یہ یزید لعین صحابہ سے ہے۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ یزید کا جو چچا یزید تھا وہ صالح شخص تھا اور عمر فاروق رض کے عہد میں فوت ہوا۔ متن ملاحظہ ہو۔

کان قد ولی اخاہ یزید بن ابی سفیان احد الامراء فی فتح الشام وکان من خیار الصحابۃ رجلاً صالحاً افضل من اخیہ وابیہ لیس ھُوَ یزید بن معاویۃ الذی تولی بعد معاویۃ الخلافۃ فان ذالک ولا فی خلافت عثمان لم یکن من الصحابۃ ولکن سمی باسم عمہ فطائفۃ الجھال یظنون یزید ھذا من الصحابۃ الخ وعمہ یزید الرجل الصالح ھو من الصحابۃ توفی فی خلافت عمر

(منھاج السنۃ جلد چہارم ص۱۷۹)

پھر ابن تیمیہ نے اس امر کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ :۔

معاویہ کا بھائی یزید اُس سے افضل ہے اور بعض جہلا کا خیال ہے کہ یہ وہ یزید ہے جو معاویہ کے بعد ولی عہد ہوا تھا اور جس کے زمانہ میں (امام) حسینؑ کو شہید کیا گیا۔ اور گمان کرلیا کہ یہ صحابہ سے ہے، یہ واضح جہالت ہے، یہ یزید خلافتِ عثمان میں پیدا ہوا۔ مگر جو اس کا چچا یزید تھا وہ صالح شخص تھا۔

واخوہ یزید افضل منہ ولبعض الجھال ان یزید ھذا ھو یزید الذی تولی الخلافۃ لبعد معاویہ وقتل الحسین فی زمنہ فیظن

marfat.com

یزید بن معاویۃ من الصحابۃ وھذا اجھل ظاھر فان یزید بن معاویۃ ولد فی خلافۃ عثمان واما یزید ھذا عمہ فرجل صالح

(منہاج السنۃ جلد دوم ص۲۱۷)

امامت یزید کی

اب آپ یزید کو خلیفۂ راشد اور اصحابہ کرام کا امام ذاہیر کہنے والوں اور اس کی آمرانہ حکومت کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کرنے والوں کے متعلق ابن تیمیہ کا ہی ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ لکھا ہے

علمائے اہلسنت ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ یزید کی مثال خلفائے راشدین اور ائمہ ہدایت سے دی جائے۔ جیسا کہ ابوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ بلکہ اہلسنت کا عقیدہ اس حدیث پر ہے کہ خلافت بالنبوت تیس سال کے عرصہ تک کے لئے ہے اس کے بعد ملوکیت ہے اور امامتِ یزید کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ جمہور مسلمانوں کا بادشاہ تھا۔ اور اُن کے زمانہ میں ان کا صاحبِ تلوار خلیفہ تھا۔ اور اس کی مثال وہی ہے جو خلفائے بنو اُمیہ اور خلفائے بنو عباس کی ہے۔ متن ملاحظہ ہو۔

واما علماء السنۃ الذین لھم قول یحکی فلیس فیھم من یعتقد ان یزید وامثالہ من الخلفاء الراشدین والائمۃ المھتدین کابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنھم بل اھل السنۃ یقولون بالحدیث الذی فی السنن خلافۃ بالنبوۃ ثلاثون سنۃ۔ ثم تصیر ملکا وان اراد اعتقادھم امامۃ یزید انھم یعتقدون ان ملک جمھور المسلمین وخلیفتھم فی زمانھم صاحب السیف کما کان امثالہ من خلفاء بنی امیۃ وبنی العباس۔

(منہاج السنۃ جلد دوم ص۲۳۸)

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ایک ایسے شخص کے تاثرات ہیں جس نے اپنی ہزاروں

marfat.com

۱۵۸

صفحات کی کتاب محض شان اہلبیت میں آنے والی روائت کو واہی اور لغو ثابت کرنے اور ہر ممکن حد تک یزید وغیرہ کی حمائت میں تیار کر رکھی ہے۔

مگر موجودہ دور کے خارجیوں نے تو اس کی بھی ٹانگ توڑ کر رکھ دی ہے اور ایسی ایسی تحقیقی بوقلمونیاں اور تاریخی کذب سرائیاں کی ہیں کہ اُن کے اس امام کو بھی پسینہ آ گیا جس کی تحریروں نے انہیں اس طرف متوجہ کیا کہ خاندانِ مصطفےٰ سے دشمنی رکھنے کا جواز بھی موجود ہے۔

بہرحال ابن تیمیہ کا یہ بیان اس کے ہونہار روحانی شاگردوں کے منہ پر ایک گرما گرم چپت سے کسی طرح کم نہیں جو اپنے استاد کے بھی کان کترتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں کہ یزید خلیفہ راشد، صحابہ کا امام، صحابہ کا امیر، صحابہ کی آنکھ کا تارا خیر التابعین، سنّتِ فاروقی کا پیروکار اور سادہ زندگی بسر کرنے والا، عابد و زاہد نہائت صالح اور پرہیزگار، متقی، محدث اور مجاہد اعظم تھا وغیرہ وغیرہ۔

اور اُسکی خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کی مثال ہی نہیں بلکہ اس سے بدرجہا بہتر تھی۔ حالانکہ اُن کا امام اوّل و آخر ابنِ تیمیہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ ماننے کیلئے تیار نہیں کہ اس کی خلافت کی مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دی جائے۔ اور اسکی خلافت کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا جائے۔ کیونکہ حضرت علی کی خلافت خلافت علی منہاج نبوت ہے جبکہ یزید کا دورِ حکومت بنو امیہ اور بنو عباس کی خلافت کی طرز کا ہے اور ابن تیمیہ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ یزید کی خلافت کی مثال خلافت راشدہ کے ساتھ علمائے اسلام میں سے کسی نے بھی نہیں دی اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ وہ یزید جو اس یزید کا چچا ہے وہ صالح اور پرہیزگار ہے یہ نہیں۔ اور اس کے برعکس جو کچھ بھی یزید کی شان بیان کی جاتی ہے وہ جاہلوں کے ٹولے کی اختراع ہے۔

بلکہ ابن تیمیہ نے تو یہاں تک بھی لکھ دیا ہے کہ یزید پر اس طرح لعنت کی جا سکتی ہے

marfat.com

کہ نہیں جس طرح مختار ثقفی اور حجاج بن یوسف وغیرہ کے متعلق کہا جاتا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ وہ ان دونوں سے اچھا تھا اور حجاج بن یوسف سے کم ظالم تھا۔ مگر تھا اسی ٹولے کا۔

مگر ہمارے دور کے ابن تیمیہ نواز اور یزید پلید کے میر منشی اس حد تک تجاوز کر چکے ہیں کہ اسی یزید پلید کو پیدائشی جنتی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امام اور امیر ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان لوگوں کے دل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا عزت ہے اور ان کی نگاہوں میں اس مقدس طائفہ کا کیا مقام ہے جسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیضانِ نبوت سے فیضیاب فرمایا تھا۔

جو ایک ایسے شخص کو جس کا ظلم و ستم اور فسق و فجور اظہر من الشمس ہے اُن لوگوں کا امام بنانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

marfat.com

بیعتِ خلافت اور اطاعتِ امیر

عباسی وغیرہ نے سینکڑوں صفحات اس مسئلہ کی وضاحت میں بھی سیاہ کر رکھے ہیں کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور اس کی اطاعت امام حسینؑ کے لئے ضروری تھی۔ اور اس کے خلاف امام حسینؑ کا خروج خلیفۂ وقت سے بغاوت اور اسلام میں انتشار و افتراق کا موجب تھا۔ اور اس مفروضہ کے سہارے امام حسین علیہ السلام کی شانِ اقدس میں ان لوگوں نے کسی بڑی سے بڑی گستاخی سے بھی گریز نہیں کیا۔

ہم اس ضمن میں متعدد دلائل آئندہ باب "تصویر حسینؑ" میں پیش کریں گے اور ثابت کریں گے کہ عباسی وغیرہ کا یہ مفروضہ کہ بیعت یزید نہ کرنے کی وجہ سے امام حسینؑ خلافت اسلامیہ کے باغی تھے۔ غلط بھی ہے اور حقیقت کے خلاف بھی۔

اور یہاں پر بھی چند باتیں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ یزید کی اطاعت کرنا ضروری تھا یا اس کے پنجۂ استبداد سے اسلام کی پھڑکتی ہوئی روح کو آزاد کرانا ضروری تھا۔

اس سے پہلے کہ ہم اپنا موقف پیش کریں۔ عباسی وغیرہ کے چند بنیادی دلائل آپ کے سامنے دوبارہ لائے جاتے ہیں تاکہ ہر بات آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ چنانچہ ان لوگوں کی وہ عبارتیں پیش خدمت ہیں جن کی رو سے یزید خلیفۂ برحق اور امام حسین علیہ السلام باغی قرار پاتے ہیں۔ عباسی نے لکھا ہے۔

سزا خروج کرنے والے کی

شورٰی فی الامر سے مملکت اسلامیہ کی بنیادیں استوار ہوئیں اللہ و رسول کی

marfat.com

اطاعت کے ساتھ ساتھ امیر (اولی الامر) کی اطاعت واجب کی گئی۔ فرمان ایزدی ہے "یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حکم مانو اور اطاعت کرو خواہ تم پر ایک حبشی غلام جس کا سر کشمش جیسا ہو حاکم ہو جائے۔

صحیح مسلم میں بھی یہ فرمانِ نبویؐ موجود ہے کہ میرے خلیل نے مجھے وصیت فرمائی کہ حکم مانوں اور اطاعت کروں اگرچہ وہ (یعنی امیر) حبشی غلام ہو جس کے سر پر بال نہ ہوں۔

حضرت ابوذرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اس وقت لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا جب مفسدین نے حضرت عثمان ذوالنورین کے خلاف فتنہ بپا کرنے کی ابتدا کی تھی۔

شارع علیہ السلام نے امت کو فتنہ و فساد سے محفوظ اور امت مسلمہ کے اتحاد کو اختلال و انتشار سے مصئون و مامون رکھنے کیلئے امیر المؤمنین کے خلاف خروج و مخالفت کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے امیر میں کوئی برائی دیکھے اور اس سے ناگواری محسوس کرے تو اسے صبر سے کام لینا چاہیئے کیونکہ جو شخص بالشت بھر جماعت سے باہر ہوا اور مر گیا۔ جاہلیت کی موت مرا۔

حضرت عرفجہؓ سے یہ قول مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ عنقریب فتنے ہوں گے اور بڑے فتنے اگر کوئی اس امت کے سیاسی نظام میں اختلال پیدا کرنا چاہے اور امت متفق ہو چکی ہو، تو تلوار سے اس کی گردن اڑا دو خواہ کوئی ہو۔

marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس مبحث پر دیگر متعدد اقوال نقل کر کے احکام شریعت کی ان الفاظ میں وضاحت کی ہے۔

"چوں بیعت برائے شخصے منعقد شود و تسلطِ او مستقر گشت۔ اگر دیگرے بروے خروج نماید و قتال کند او را می باید کشت، افضل باشد از وے یا مساوی یا مفضول

ازالۃ الخفا ۱۳۹/۱

یعنی جب کسی شخص کی بیعت منعقد ہو جائے اور اس کی حکومت قائم ہو جائے پھر اگر کوئی دوسرا شخص اس پر خروج کرے اور اس سے قتال کرے تو چاہیئے کہ اس دوسرے کو قتل کر دیں خواہ وہ افضل ہو مساوی یا کمتر۔

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دو خلفاء کے لئے بیعت ہو جائے تو اُن میں سے آخری شخص کو قتل کر دو۔ شارع علیہ السلام کے ارشادات سے بخوبی واضح ہے کہ جب کسی شخص کو اُمت پر اپنا حاکم اور امیر تسلیم کرے یعنی بھاری اکثریت کا تعاون اُس کو حاصل ہو جائے۔ اس کے حقوق کی پاسداری اور اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔ سوائے کفر بواح (ارتداد) کے اور کسی صورت میں اس کے خلاف خروج جائز نہیں۔

حضرت جنادہ بن امیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبادہ بن صامت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب فرما کر ہم سے جن امور پر بیعت لی اس میں امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا بھی تھا، اگرچہ وہ ہمیں پسند ہوں یا ناپسند اس پر عمل ضروری ہے اور اس کے لئے ہمیں کچھ بھی قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔ اور یہ کہ حکومت کے بارے میں برسرِ اقتدار شخص سے ہم جھگڑا نہ کریں جب تک کہ اس سے کھلا کفر ظاہر نہ ہو جو اُس کے خلاف خروج کو جائز کر دے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی قطعی دلیل موجود ہو۔

marfat.com

مسلمانانِ عالم کی عظیم ترین اکثریت امام اعظم ابوحنیفہ کے اجتہاد و مذہب پر رہی ہے اور اس اکثریت اور سوادِ اعظم کا اپنے امام کی پیروی میں ہمیشہ یہی نظریہ رہا ہے کہ لانری الخروج علی الائمۃ ولو جاروا یعنی ہم حاکمانِ وقت کیخلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم کریں۔ یہی اجتہاد اور مذہب تمام آئمہ مجتہدین کا رہا ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کا بھی یہی مسلک تھا جو ان بزرگوں کے عمل سے بخوبی واضح ہے اور امام ابنِ تیمیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ اہلسنّت کے مذہب و مسلک میں یہ بات مشہور ہے کہ حاکمانِ وقت کے خلاف خروج کرنے اور ان کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم کریں

اور اس پر نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے احادیث صحیحہ مستفیضہ دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ حاکمانِ وقت سے جنگ وجدل کرنے، فساد و فتنہ اس فساد سے کہیں بڑھ کر ہے جو بغیر قتال کے انکے ظلم کی وجہ سے پیدا ہو۔

امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد تھے اور وہ امام مالک کے، امام احمد کے مندرجہ ذیل قول سے ان شیوخ کے مسلک کی بھی تشریح ہوجاتی ہے اور اس طرح جملہ آئمہ اہلسنت والجماعت کا مسلک ہویدا ہوتا ہے۔ امام محمدؒ خلفاء کی اطاعت کے وجوب اور انکے خلاف خروج کی ممانعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔ امام وقت اور خلیفۂ قائم کی اطاعت خواہ وہ فاسق و فاجر ہو یا نیکوکار اور پرہیزگار واجب ہے۔ وہ جب مسندِ خلافت پر اس طرح متمکن ہوا ہو کہ لوگ اس کی امامت پر جمع ہو گئے ہوں اور اس سے راضی ہوں یا بزور شمشیر وہ خلیفہ بن بیٹھا ہو اور لوگ اُسے امیر المومنین کہنے لگے ہوں۔ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان آئمہ اور خلفاء پر طعن کرے یا اس بارے میں منازعت کرے جس نے امام المسلمین کے خلاف خروج کیا ہو جس پر لوگ جمع ہو گئے ہوں اور جس کی خلافت ماننے لگے ہوں خواہ یہ اقرار برضا و رغبت ہو یا بہ جبر و اکراہ۔ تو اس شخص نے مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آثار کیخلاف کیا،

marfat.com

اور اس خروج کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی تو یہ شخص جاہلیت کی موت مرا۔

"مناقب ابن الجوزی" حیات احمد بن حنبل صفحہ ۲۳۶

حضرت حسینؓ کی یہ سعادت کبریٰ ہے کہ آپ نے رجوع کر کے خروج من الجماعت کے شر سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۸۳، ۸۲

اگر یہ درست ہے

یزید پلید کے دورِ حاضر کے سب سے بڑے وکیل ناگمود عباسی کی طویل ترین عبارت قارئین کی خدمت میں من و عن پیش کر دی گئی ہے تمام تر استدلال پیش کرنے کے بعد عباسی نے یہ ایک جملہ بھی لکھ دیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے آخر پر اپنے موقف سے رجوع کر کے خود کو جماعت سے نکل جانے کے شر سے بچا لیا اور یہ اُن کی عظیم سعادت ہے۔

اور اس رجوع کے بارے میں اُس نے یہ روایت پیش کی ہے کہ امام حسینؑ نے یزیدی فوجوں کو کہا تھا کہ میرے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ مجھے یزید کے پاس بھیج دو تاکہ میں اُس کی بیعت کر لوں۔ (خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۲۰۲)

عباسی کی اب تک پیش کی گئی بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق امام حسینؑ کا یزید کے خلاف خروج ناجائز تھا۔ امتِ مسلمہ میں شر انگیزی اور فتنہ خیزی کے مترادف تھا اور ایسا جُرم تھا جس کی سزا گردن اُڑا دینا ہے اور اُس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اور یہی عقیدہ ائمہ مذاہب، امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امامِ اعظم کے شاگرد امام محمدؒ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اور یہی بات ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ نے کہی ہے۔ مگر ہوا یہ کہ امام حسین علیہ السلام نے بجائے تختِ خلافت ملنے کے جب موت کو سر پر مسلط دیکھا۔ تو امامِ وقت کیخلاف خروج کرنے کی خطائے عظیم اور لائقِ گردن زدنی سے رجوع کر لیا اور خلیفۂ وقت یزید کی بیعت کیلئے اظہارِ رضامندی

marfat.com

کر دیا۔

اگر عباسی نے یہی بات لوگوں کو بتانا تھی تو اس کے لیے صرف یہی مضمون کافی تھا جو ہم نے اس کی کتاب کے صرف چھ صفحات سے نقل کیا ہے۔ مگر ہوا یہ کہ اس نے بجائے چھ صفحات کے چھ صد صفحات کے قریب لکھ مارے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہاری ریسرچ کے مطابق امام حسین علیہ السلام نے اپنے باغیانہ خروج سے رجوع کر لیا تھا تو پھر اُن کی شان میں گستاخیاں کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ یہ کہہ دینا ہی کافی نہ تھا کہ اگر یزید فاسق و فاجر ثابت ہو جائے تو جب بھی امام حسین علیہ السلام کو اُس کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مگر تم نے تو یزید پلید کی شان میں وہ روایات بھی درج کر رکھی ہیں جو جلیل القدر صحابہ کے حق میں آئی ہیں۔ اور اُسکی شان و عظمت میں وہ قصیدے لکھے ہیں جو تم جیسوں نے کسی صحابیؓ کے لئے بھی نہیں لکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کو قبول کر لینے کا شوشہ بھی تم نے محض اس لئے چھوڑا ہے کہ شہزادۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و سربلندی پر اپنا آخری مکروہ وار بھی کر لو۔

ورنہ تم نے تو ہر وہ روایت جو فتنہ گردوں اور باغیوں کے متعلق آئی ہے۔ امام عالی مقام پر براہِ راست چسپاں کر رکھی ہے اور اِس کا تم متعدد مقامات پر اپنی کتاب میں اظہار کر چکے ہو اور پھر سادات بنوامیہ جیسی رسوائے عالم کتاب جس پر تم نے مُہر تقریظ ثبت کر رکھی ہے اس میں ان تمام تر روایات کا مصداق امام حسینؓ ہی کو ثابت کیا گیا ہے جنہیں ہم بابِ اوّل میں پیش کر چکے ہیں۔

بہر حال تمہاری اس بات کو ہی تمہارا عقیدہ متصوّر کر لیا جائے تو جب بھی زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اگر بیعت یزید قبول نہ کرتے تو آپ

marfat.com

بہت بڑے فتنہ گروں، فسادیوں اور واجب القتل لوگوں سے ہوتے جنکی موت جاہلیت کی موت اور اُن کی سزا جہنم ہوتی معاذاللہ

اور ہم تمہاری اطلاع کے لئے بتلائے دیتے ہیں کہ شہزادہ گلگوں قبا، نواسہ رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام نے ہرگز ہرگز ملعون ومقہور یزید پلید لعنۃ اللہ علیہ کی بیعت قبول کر لینے کا ارشاد نہیں فرمایا اور تم لوگ قیامت تک کسی معتبر کتاب سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ آپؑ نے بیعتِ یزید کر لینے کا ارشاد فرمایا ہے۔

اس کے متعلق ہم آئندہ اوراق میں بڑی وضاحت سے بتائیں گے کہ یہ شوشہ تم نے کیسے اور کہاں سے حاصل کیا اور اس کی تاریخی اور شرعی حیثیت کیا ہے۔

اب جبکہ یہ قطعی طور پر آخری بات ہے کہ امام عالی مقام نے بیعت یزید قبول نہیں کی تو پھر ظاہر ہے کہ آپ اُن تمام تر شرعی تعزیرات کے مستحق ہیں جو تم ایک باغی لعنت کے لئے احادیث رسولؐ اور ائمہ کے اقوال کی صورت میں پیش کر چکے ہو۔

اگر امام حسینؑ کا خروج غیر شرعی تھا

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر تمہارے زعم کے مطابق امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کا خروج غیر شرعی تھا اور منشائے رسالت کے خلاف ہے تو اُن روایات کا کیا بنے گا جن میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کو جنت کے جوانوں کا سردار اور اپنا پھول کہا ہے۔ اور یہ تک فرما رکھا ہے کہ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے وغیرہ وغیرہ

اور اگر یہ درست ہے کہ امام حسین علیہ السلام خلافت اسلامیہ کے باغی تھے اور یزید کے خلاف خروج ناجائز تھا تو امام اعظمؒ نے یزید کے اسلام کے بارے میں سکوت کیوں فرمایا۔ امام احمد بن حنبل نے اُسے کافر اور لعنتی کیوں قرار دیا۔

marfat.com

امام شافعیؒ نے امام حسینؓ اور تمام اہلبیت کے قصیدے کیوں لکھے۔ امام مالکؓ نے امام حسینؓ کی شان میں روایات کیوں بیان کیں اور امام محمدؒ نے اپنے استاذی المکرم کی تقلید میں یزید کے ایمان کے بارے میں توقف کیوں کیا۔

تم نے ان ائمہ اسلام کے اسمائے گرامی تو استعمال کر لئے کاش اُن کا عقیدہ بھی لکھ دیتے۔ وُہ عقیدہ جو وہ امام حسینؓ علیہ السلام اور یزید کے بارہ میں رکھتے ہیں۔ ہم تمہیں آئندہ اوراق میں بتائیں گے کہ سیدنا امام اعظمؓ نے ایسے ہی ایک خلیفہ کے خلاف خروج کو حج کے ثواب سے افضل قرار دیا تھا۔ اور دیگر ائمہ کرام کی تحریروں سے امام حسینؓ علیہ السلام اور یزید کا تعارف پیش کریں گے۔ اور واقعہ کربلا کی شرعی حیثیت بھی پیش کریں گے۔

فی الحال تم اپنے امامِ برحق۔ ابن تیمیہ کی چند تحریریں ملاحظہ کرو جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا یزید کی خلافت کو تسلیم نہ کرنا۔ امت کے لئے ہرگز ہرگز باعث افتراق و انتشار نہیں اور ان میں سے کوئی ایک روائت بھی سیدنا امام حسین علیہ السلام پر چسپاں نہیں ہو سکتی جن میں امیر اور خلیفہ کے خلاف خروج کرنے والے باغیوں کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور تمھاری اس بددیانتی سے بھی قارئین کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ تم نے منہاج السنتہ کی جس عبارت کو اپنے حق میں پیش کیا ہے اسی عبارت کا وہ حصّہ قلم انداز کر گئے ہو جس میں بتایا گیا ہے کہ امام حسینؓ علیہ السلام نے امت میں تفرقہ اندازی نہیں کی اور ان روایات کا آپ کی ذات پر اطلاق نہیں ہوتا اور نہ تم نے اپنی اس بے ایمانی پر پردہ ڈالنے کے لئے کتاب کا صفحہ وغیرہ بھی نہیں لکھا۔

ابن تیمیہ بھی شیعہ ہو گیا

بہر حال تمھاری پیش کردہ روایات نقل کرنے کے بعد تمہارا امام اول و آخر اعتراف کرتا ہے کہ امام حسینؓ علیہ السلام پر اِن کا اطلاق نہیں ہوتا اور یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے

marfat.com

اس کے برعکس جو لوگ اِن روایات کا اطلاق امام حسین پر کرتے ہیں وہ ناصبی ہیں اور گمراہ ہیں اور امام حسین علیہ السلام نے ہرگز ہرگز امت میں تفرقہ نہیں ڈالا بلکہ آپ مظلوم ہیں اور ظلم سے شہید کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔

حُسین (علیہ السلام) کو ظلم سے شہید کیا گیا ہے اور اُن کے متعلق لوگوں میں تین گروہ ہیں، ایک تو وہ ہے جو کہتا ہے قتلِ حسین حق ہے اور وہ اس روایت سے احتجاج کرتا ہے کہ جب فردِ واحد کو تم امیر بنالو اور پھر اگر کوئی تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالے تو اُس کی گردن اڑادو خواہ وہ کوئی بھی ہو اور اس گروہ اوّل کا بطلان ظاہر ہے اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو ظلماً شہید کیا گیا۔

فقتل الحسين شهيدا مظلوما وصار الناس في قتله ثلاثة احزاب حزب يرون انه قتل بحق ويحتجون بما في الصحيح عن النبي صلى الله عليه (وآله) وسلم انه قال من جاء كم وامركم على رجل واحد يريد ان يفرق بين جماعتكم فاضربوا عنقه بالسيف كائنا من كان الخ روظهر بطلان قول الحزب الاول وهم اهل السنة والجماعة يرونه انه قتل مظلوما شهيدا۔ منهاج السنة جلد چهارم ص۱۸۱

اور پھر ابن تیمیہ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا بلاشبہ مظلومیت کا قتل ہے جیسے کہ دوسرے مظلوم شہید ہوئے۔ اور قتلِ حُسین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک جُرم و معصیت ہے اور قاتلوں کی امداد کرنا اور ان کی معصیت پر خوش ہونا گناہ ہے۔

اُن کی شہادت برحق اور ان کی شان عظیم اور درجات بلند ہیں اور قتلِ حُسین جرم عظیم ہے

marfat.com

اور آپ کو شہید کرنے والے اور آپ کی شہادت پر خوش ہونے والے مستحق عذاب ہیں۔

اور امام حسین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں پھول ہیں۔

اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب قتل حسینؑ کی خبر یزید کو پہنچی تو اُس نے عبید اللہ بن زیاد پر لعنت بھیجی اور کہا کہ اگر میرے اور امام حسین کے درمیان معاملہ ہوتا تو آپ کو شہید نہ کیا جاتا۔ ان واقعات کا واضح عربی متن یہ ہے۔

واما مقتل الحسين رضي الله عنه فلا ريب انه قتل مظلوما شهيدا كما قتل اشباهه المظلومين الشهداء وقتل الحسين معصية لله ورسوله ممن قتله أو أعان على قتله أو رضي بذلك مصيبة اصيب بها المسلمون من اهله وغير اهله وهو في حقه شهادة له ورفع درجة وعلو منزلة۔

منهاج السنة جلد دوم ص ۲۴۸

عن ابي نعيم قال سمعت ابن عمر وسأله رجل عن المحرم يقتل الذباب وقد قتلتم ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم هما ريحانتاي من الدنيا۔

منهاج السنة جلد دوم ص ۲۴۹

حتى قتل مظلوم شهيدا رضي الله عنه وان خبر قتله لما بلغ يزيد واهله ساءهم ذلك وبكوا على قتله وقال يزيد لعن الله ابن مرجانة يعني عبيد الله بن زياد اما والله لو كان بينه وبين الحسين لما قتله۔ (منهاج السنة جلد دوم ص ۲۴۹)

marfat.com

فلا ریب ان قتل الحسین من اعظم الذنوب و ان فاعل ذالک والراضی به والمعین علیه مستحق لعقاب اللہ یستحقه امثاله۔

(منہاج السنة جلد دوم ص ۲۴۹)

ابن تیمیہ کی ان عبارات سے قطعی طور پر واضح ہوجاتا ہے کہ آپ کے قاتل پر لعنت جائز ہے اور یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی کہ اس نے یہ ظلم کیوں کیا۔ اور آپ کے قتل پر امداد دینے والے اور آپ کی مصیبت پر خوش ہونیوالے مستحق عذاب ہیں۔

اور اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ آپ مظلوم اور شہید ہیں۔ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نزدیک ان کو اور انکی اہل بیت کو شہید کرنا بہت بڑا جرم ہے اور آپ کی شہادت درجات رفیعہ اور مراتب میں بلندی کا باعث ہے۔ اور آپ کے قاتلوں پر معیّن کر کے لعنت جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر ابن تیمیہ کی یہ عبارات درست ہیں تو پھر عباسی وغیرہ میں شرم وحیا کا کوئی شائبہ موجود ہے تو انہیں چلو بھر پانی میں ناک ڈبو کر مرجانا چاہیئے تاکہ خس کم اور جہاں پاک ہوجائے۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ جس ہستی کے قاتل مستحق عذاب اور لعنتی قرار پاتے ہیں۔ اُن کو ان لوگوں میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے جنکو خلیفۂ وقت کے خلاف خروج کرنے کے جرم میں قتل کردینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اگر یزید کی امارت متفقہ علیہ ہوتی تو یقیناً امام حسین کو قتل کردینا جائز قرار پاتا۔ مگر یہاں تو ان دریدہ دہن نام نہاد محققین کے گرو گھنٹال نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ امام حسینؑ ہرگز قتل کئے جانے کے مستحق نہیں تھے۔ بلکہ آپ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے اور آپ کے قاتل مستحق عذاب ولعنتِ خداوندی ہیں۔

عباسی نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام حسینؑ کے ساتھیوں نے

marfat.com

پہلے یزید کے لشکر پر حملہ کیا تھا۔ اور پھر انہوں نے مدافعت کے طور پر قتل کر دیا۔ اور سالارِ لشکر عمرو بن سعد کا اس میں کچھ قصور نہیں۔ بلکہ وہ بھی یزید ہی کی طرح بڑا صالح پرہیزگار اور متقی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صحابی تھا۔ اور آپ کے وصال کے وقت اس کی عمر سن تمیز کی تھی جبکہ امام حسین علیہ السلام کی عمر اس وقت تین یا چار سال کی تھی۔ اور آپ کا سن ہرگز سن تمیز نہ تھا۔

نیز یہ کہ کربلا میں جو کچھ بھی ظہور میں آیا اس کی تمام تر ذمہ داری امام حسینؑ کے ساتھیوں اور پسرانِ عقیل پر ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ درست ہے کہ امام حسین کے ساتھیوں نے جنگ کی ابتدا کی تو پھر انہیں ابن تیمیہ مظلوم شہید کا خطاب کس طرح دے رہا ہے اور ان کے قاتلوں کو مستحق عقاب و عذاب کیوں قرار دیتا ہے۔

تم کہتے ہو عمرو بن سعد بے قصور ہے۔ اس نے مجبوراً یہ اقدام کیا وہ صحابی بھی تھا وغیرہ وغیرہ مگر تمہارے باوا جان ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ قتل حسین کا ذمہ دار یزید نہیں بلکہ عمرو ابن سعد ہے۔ اور تم ابن سعد کو صحابی اور صحابی زادہ ثابت کر کے ان تمام لوگوں کو شیعہ قرار دیتے ہو جو عمرو بن سعد کی داستان ظلم و ستم بیان کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ نے یزید کی برأت کرتے ہوئے لکھا ہے "کہ لوگوں میں یہ بات متفقہ علیہ ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رعایت کرنے اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے کی وصیت کی تھی۔ اور کربلا میں امام حسینؑ کو شہید کرنے والے لشکر کا سردار عمرو بن سعد تھا۔

و فقد اتفق الناس على معاوية رضي الله عنه وصى يزيد برعاية حق الحسين وتعظيم قدره و عمر بن سعد كان هو امير السرية التى قتلت الحسين۔

منہاج السنۃ جلد دوم ص ۲۲۶

marfat.com

عمرو ابن سعد کی صحابیت کے بارے میں تو ہم آئندہ اوراق میں وضاحت کریں گے مگر یہاں امام حسین علیہ السلام کی صحابیت اور سن تمیز کے بارے میں ابن تیمیہ ہی کا بیان مزید نقل کریں گے تاکہ عباسی وغیرہ کو اپنے امام کی بات مان لینے میں زیادہ تامل نہ ہو۔ ملاحظہ ہو!

(۱) حافظ عبدالغنی مقدسی نے کہا ہے کہ امام حسن (علیہ السلام) ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو متولد ہوئے اور صحیح قول یہی ہے اور امام حسین (علیہ السلام) ہجرت کے چوتھے سال پیدا ہوئے۔

(۲) اور حسن حسین (علیہما السلام) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت چھوٹے تھے مگر ان کا سن تمیز تھا اور ان سے قلیل روایات مروی ہیں۔ عربی متن یہ ہے۔

(۱) قال الحافظ عبدالغنی المقدسی ولد الحسن سنة ثلاث من الهجرة فی نصف من شهر رمضان هذا اصح ما قیل فیه و ولد الحسین لخمس خلون من شعبان سنة اربع من الهجرة (منهاج السنة جلد دوم ص۲۵۱)

(۲) واما الحسن والحسین فمات النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وهما صغیران فی سن التمییز فروایتهما عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قلیلا۔

منهاج السنة جلد اول ص۱۳۰

ان تمام تر شواہد کی موجودگی میں یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ موجودہ دور کے نام نہاد محققین نے اگر کسی شخص کو حق کو تسلیم کیا بھی ہے تو صرف اس حد تک کہ اسے کہاں اور کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ورنہ سوائے چند سرپھروں کے تمام دنیا یا تو رافضی اور غالی شیعہ ہے اور یا رافضیوں سے متاثر ہے۔ لے دے کے ایک ابن تیمیہ تھا۔ حالانکہ اُس نے ان کی مطلب براری کے لئے اکاذیب واباطیل کے انبار لگا رکھے ہیں لیکن وہ بھی پورے کا پورا ان کے نزدیک ثقہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اُس پر بھی خود کو فوقیت دینے کے جنون میں ایسی ایسی

marfat.com

من گھڑت اور واہیات تاویلیں پیش کرتے ہیں جو آج تک سوائے شدید خوارج اور انتہائی متعصب ناصبیوں کے کسی نے پیش نہیں کیں۔

بلکہ عباسی نے تو کچھ ایسے ہولناک اضافے اپنی طرف سے بھی کئے ہیں جن کی مثال قطعی طور پر ناپید ہے۔ اگر اسی کا نام تحقیق ہے تو "کار طفلاں تمام خواہد شد"

بہر حال ہم یزید کی مزعومہ خلافتِ راشدہ اور امام حسین علیہ السلام کے (معاذ اللہ) غیر شرعی خروج کے بارے میں دیگر مباحث سے پہلے ابن تیمیہ ہی کی ایک فیصلہ کن عبارت پیش کرتے ہیں تاکہ اس کی روحانی اولاد کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے اور رزدتِ تحقیق کی تکمیل کے لئے اُسے کسی اور موضوع سے رجوع کرنا پڑے۔

چنانچہ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ :۔

فیصلہ کن عبارت

ناصبیوں کا یہ زعم غلو پر مبنی ہے کہ حسین کا قتل جائز تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی کو امیر و حاکم تسلیم کر لو تو جو کوئی تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے تو اس کا سر قلم کر دو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔

اور اہلسنت والجماعت اس کو غلو اور زیادتی پر محمول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام حسین (علیہ السلام) کا قتل شہادت اور مظلومیت ہے اور آپ کو قتل کرنے والے ظالم ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیث جن میں ہے کہ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے کو قتل کر دو۔ حسین (علیہ السلام) پر چسپاں نہیں کی جا سکتیں۔ کیونکہ آپ نے ہرگز جماعت میں تفرقہ نہیں ڈالا۔ متن ملاحظہ ہو :۔

لغلو الناصبۃ الذین یزعمون ان الحسین کان خارجیا وانہ کان یجوز قتلہ لقولہ صلی اللہ علیہ من اتاکم و امرکم علی رجل واحد

marfat.com

یریدان یفرق جماعتکم فاضربوا عنقہ بالسیف کائنا من کان

رواہ مسلم

واھل السنۃ والجماعۃ یرؤون غلوّ ھولاء ویقولون ان الحسین قتل مظلوما شھیدا والذین قتلوہ کان ظالمین معتدین واحادیث النبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم التی یامر فیھا بقتل المفارق للجماعۃ لم تتناولہ فانہ رضی اللہ عنھم لم یفارق الجماعۃ۔

منھاج السنۃ جلد دوم ص۵۷۶

شاہ ولی اللہ سے زیادتی

ابن تیمیہ کی ان واضح تصریحات کے بعد اب ہم عباسی کے دوسرے معتمد اور بزرگ شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی چند عبارات پیش خدمت کرتے ہیں کیونکہ عباسی نے اپنی کتاب کو ان کی کتاب ازالۃ الخفاء کی عبارتوں سے بھی مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ کتر و بیونت کرنے اور بد دیانتی کا رویہ یہاں بھی تبدیل نہیں کر سکا۔ بہر حال شاہ صاحب بھی اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ خلافت راشدہ کا پورے طور پر متمکن رہنا اصحاب ثلاثہ کے زمانہ تک ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں خلیفہ راشد کے تمام اوصاف موجود تھے لیکن آپ سے جنگ کرنے والوں نے پوری دنیائے اسلام میں خلافت کو متمکن نہ ہونے دیا۔ اس کے برعکس امیر معاویہ میں خلافت خاصہ کے لوازمات موجود نہیں تھے اور نہ ہی وہ سوابق اسلامیہ رکھتے تھے۔ مگر اُن کے زمانہ میں مسلمان ایک جگہ جمع ہو گئے اور خلافت خاصہ راشدہ جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ختم ہو کر رہ گئی۔

چوں معاویہ بن ابو سفیان متمکن واتفاق ناس بروئے حصول پیوست وفرقت جماعۃ مسلمین از میان برخاست وے سوابق اسلامیہ نداشت ولوازم خلافت خاصہ در وے متحقق نبود بعد از ان بادشاہان دیگر دور تر افتادند کما لا یخفی پس خبر آنحضرت صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم بانقطاع خلافت خاصہ منتظمہ نافذہ ازیں جہت متحقق گشت ۔

(ازالۃ الخفاء جلد اوّل صفحہ ۴۸۰)

ترجمہ :- جب معاویہ بن ابوسفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اس کو حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے نا اتفاقی اٹھ گئی مگر وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافت خاصہ کے لوازم اس میں نہ پائے جاتے تھے اور اس کے بعد تو دیگر بادشاہ مرکزِ حق سے بہت دور رہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت خاصہ کے ختم ہونے کی جو خبر تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی ۔

فتنوں کا آغاز

مندرجہ بالا عبارت سے قطعی طور پر واضح ہے کہ امیر معاویہ کی حکومت ، ملوکیت تھی خلافت راشدہ نہیں تھی چہ جائیکہ یزید پلید کو خلیفۂ راشد اور واجب الاتباع امام ثابت کیا جائے ۔ بلکہ شاہ ولی اللہ یزید پلید کے دورِ حکومت کو ان فتنوں کا دور قرار دیتے ہیں جن کی خبر امام الانبیاء مخبرِ صادق صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئیوں کی صورت میں دی تھی ۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ کے بعد ان فتنوں کا آغاز ہو گیا ۔

قال البغوی المراد بالفتنۃ اولی مقتل عثمان و بالثانیۃ الحرۃ بغوی نے ان فتنوں کی شرح میں کہا کہ پہلا فتنہ قتلِ عثمان ہے اور دوسرا فتنہ واقعہ حرہ اور مزید لکھا ہے کہ پہلا فتنہ قتل عثمان اور دوسرا فتنہ معاویہ کی موت کے بعد شروع ہوا جو عبدالملک کی حکومت کے قائم ہونے تک رہا ۔

کس کی اطاعت کی جائے

شاہ ولی اللہ کی مندرجہ بالا عبارت سے قطعی طور پر واضح ہے کہ آپ امیر معاویہ کو بھی خلیفۂ راشد تسلیم نہیں کرتے اور یزید کے دور کو تو قطعی طور پر فتنوں کا دور کہتے ہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سب سے بڑا اور دوسرا فتنہ یزید کے دور میں وقوع پذیر

marfat.com

ہونے والے واقعہ حرہ کو قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ نے اطاعت امیر کرنے اور امیر کیخلاف خروج نہ کرنے کی تمام تر روایات کو خلافت راشدہ کے حق میں بیان کیا ہے چہ جائیکہ انہیں یزید پلید کی امارت کے لیے استعمال کیا جائے۔ بلکہ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ جب غیر مستحق شخص مسلط ہوجائے تو اس کی اطاعت احکام شریعت میں واجب ہے نہ کہ خلاف شرع امور میں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

غیر مستحق خلافت چوں مسلط شود واجب است اطاعت او فیما وافق الشرع لا فیما خالفہ۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۵۳۱

یہی نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ تو اس ضمن میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پاک سے استنباط کرتے ہیں جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا حاکم وقت کا حکم سننا اور اطاعت کرنا ہر فرد پر واجب ہے چاہے وہ اُسے پسند کرے یا ناپسند۔ تاوقتیکہ اس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے۔ اور جب خدا کی نافرمانی کا حکم کیا جائے تو اسوقت نہ اس کا حکم سننا واجب ہے اور نہ اس کی اطاعت واجب ہے ملاحظہ ہو حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحوالہ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ دہلوی۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یومر بمعصیۃ اذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ ومن حدیث حدیث علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا طاعۃ فی المعصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف۔

(ازالۃ الخفاء جلد اول ص۵۳۲)

شاہ صاحب کی مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی اطاعت واجب ہے اور اُن کے ہر حکم کو سننا ضروری ہے اور حاکم کی کس بات کو ماننا ضروری ہے اور کس سے انکار لازم ہے اور انہوں نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ یزید کا

marfat.com

دورِ حکومت رشد و ہدایت کا دور نہیں بلکہ فتنوں اور ظلم و ستم کا دور ہے - اور یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ عباسی وغیرہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی عبارتوں کو بھی قطع برید کرنے میں پیچھے نہیں رہے اور ان کے ساتھ بھی زیادتیاں کرنے میں مہارت تامہ کا ثبوت دیا ہے

غلط حاکم سے کیا سلوک ؟

بلکہ اسی ضمن میں شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم فرماتے ہیں، تمہارے حاکم ہوں گے جن کے بعض امور تمھیں پسند ہونگے اور بعض ناپسند- تو جس نے اُن کاموں کو برا کہہ دیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے دل سے بُرا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں سے راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا - لوگوں نے عرض کی کہ ایسی صورت میں ایسے سرداروں کو قتل کردیں تو آپ نے فرمایا جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں قتل نہ کیا جائے - متن یہ ہے :-

من حدیث ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون علیکم امراء تعرفون و تنکرون فمن انکر فقد برئ ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی وتابع قالوا افنقاتلھم قال لا ما صلوا

ازالۃ الخفاء جلد اوّل ص ۵۳۳

اور پھر یہ فیصلہ کن حدیث بھی بیان کردی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا پھر وہ مر گیا تو وہ جاہلیت جیسی موت مرا- اور جو شخص میری امت پر تلوار لیکر اچھے اور بروں سب کو قتل کرنے لگا اور وہ نہ کسی مسلمان کے قتل سے پرہیز کرتا ہے اور نہ ذی عقل کے قتل سے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ۔

ومن حدیث ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

يقول من فارق الجماعة وخرج من الجماعة فمات فميتة جاهلية ومن خرج على امتي بسيفه يضرب برها وفاجرها لا يحاشي مومنا لا يمانه ولا يفي لذي عهد بعهده فليس من امتي۔ (ازالة الخلفاء ص ۵۳۵)

شاہ ولی اللہ اس کے بعد کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا شرعی دلیل تھا مگر فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی اور پھر یہ حدیث بیان کی کہ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو دوسروں کو کہتے تھے وہ کرتے نہ تھے۔ اور ایسے کام کرتے تھے جن سے انہیں شریعت نے منع کر رکھا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور پھر اس کے بعد کا درجہ اُن لوگوں کا ہے جن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے۔

امضائے قول خلیفہ در زمان سابق حجتے بود و در ایام فتنہ ایں معنی منقطع شد

ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يومرون فمن جاهدهم بيده فهو مومن ومن جهد بلسانه فهو مومن وجاهدهم بقلبه فهو مومن وليس وراء ذالك من الايمان حبة خردل (رواه مسلم) (ازالة الخفاء جلد اول صفحه ۵۴۳)

اور پھر آگے چل کر شاہ ولی اللہ صاحب حضرت جریر صحابی کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ جب مشاورت کے بجائے تلوار سے حکومت حاصل ہونے لگے تو پھر خیر نہیں رہے گی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

امام احمد نے حضرت جریر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے اس قصہ میں جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا پھر میں ذوعمرو سے ملا تو انہوں نے کہا اے جریر تم لوگ ہمیشہ خیر و فلاح کے ساتھ رہو گے۔ مگر اس وقت تک جب تم ایک سردار کے فوت ہونے پر دوسرے کو مشورہ اور انتخاب سے سردار

marfat.com

بناتے رہے اور رعب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگی یعنی مشورہ اور انتخاب نہ رہے تو تمہارا غصہ اور خوشی بادشاہوں کے غصے اور خوشی کے مثل ہوگا یعنی پھر خیر نہیں رہے گی۔

اخرج احمد عن جریر فی قصۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ الی الیمن حتی قال ثم لقیت ذا عمرو فقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا ھلک امیر تامرتم فی آخر و اذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوک و رضیتم رضی الملوک (ازالۃ الخفاء جلد اوّل ص۵۵۱)

ان تمام تر روایتوں کا ماحاصل سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن لوگوں کے خلاف آواز اٹھانے اور مقابلہ میں آنے سے روکا ہے یزید پلید ان کے زمرہ میں نہیں آتا۔

کیونکہ احادیث مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد نصوص سے یہ امر واضح ہے کہ جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے اور یہ بھی ہے کہ بُرے حکام کے متعلق ہاتھ کی طاقت استعمال کرو۔ اگر یہ قوت نہیں تو اُس کے خلاف زبان کی قوت استعمال کرو اور اگر یہ بھی نہیں تو اُس کو دل سے بُرا جانو اور اگر تم تیسرا درجہ کے لوگوں میں بھی شامل نہیں تو پھر سمجھ لو کہ تمہارے دل میں رائی برابر بھی ایمان نہیں۔

سیّدنا حسینؓ امام بھی ہیں اور شہید بھی

قارئین کرام یہ تمام روایات ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں اور اس کیلئے ہم نے براہ راست اسی کتاب کا انتخاب کیا ہے جس کے حوالہ سے عباسی وغیرہ نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ یہ تمام تر روایات کتب احادیث میں بھی موجود ہیں۔ اور شاہ صاحب نے بھی انہیں حدیث کی معتبر کتابوں سے ہی نقل کیا ہے اور اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۵۹۶ پر لکھتے ہیں کہ :۔

marfat.com

دوسرا فتنہ چند حوادث پر مشتمل ہے جن میں ایک حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہے اور پھر آپ نے وہ حدیث نقل فرمائی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام عالیمقام کی شہادت کی پیشگوئی فرما رکھی ہے۔ اور اس کے بعد واقعہ حرہ کے متعلق حضور سرورِ دوعالم کی پیشگوئیاں نقل کی گئی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب حسین علیہ السلام کو امام بھی تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی شہادت کے بھی قائل ہیں۔

بہرحال ان روایات کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر پیش کی جائیگی فی الحال ہم عباسی وغیرہ کی چالاکیوں کا پردہ فاش کرنے کے لئے شاہ ولی اللہ صاحب ہی کی اُن عبارات کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے یزید پلید کے متعلق قطعی فیصلہ کر رکھا ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کی حکومت کیسی تھی۔ چونکہ عباسی وغیرہ نے شاہ ولی اللہ صاحب کی بیشمار عبارتوں کو قطع برید کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یزید خلیفہ برحق اور بڑا صالح شخص تھا اور امام حسین کا اس کے خلاف خروج غیر شرعی تھا اور بغاوت کے حکم میں داخل ہے۔

بہرحال شاہ صاحب یزید کے متعلق اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فتنوں کے باب میں لکھتے ہیں۔

اصلی خلافت

میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے نبوت کا اختتام ہو گیا، اور وہ خلافت جس میں باہم مسلمانوں پر تلوار نہ چلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ختم ہوئی اور اصلی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی معزولی سے ختم ہو گئی اور ملک عضوض یعنی گزند کا وہ زمانہ ہے جس میں بنی امیہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی لڑائیاں رہیں اور بنی امیہ سختیاں کرتے رہے حتیٰ کہ امیر معاویہ کی حکومت قائم ہو گئی۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص۲۱۱)

marfat.com

گمراہ کرنے والا

اور پھر دوسری حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں :۔

میں کہتا ہوں وہ زمانہ جس میں نجات تلوار سے ہوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت تھا جس میں اہل عرب مرتد ہو گئے تھے اور ناخوشی کی حکومت وہ باہمی نزاع تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آئے اور مکر و فساد کی وہ صلح تھی جو حضرت معاویہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی اور گمراہی کی طرف بلانا۔ ان میں سے ملک شام میں یزید تھا اور عراق میں مختار وغیرہ ذالک

حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲

مصطفائی مہر

اور یہ شرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی ہے جو آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوالات کے جوابات میں فرمایا۔ حدیث یہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ جیسے اسلام سے پہلے تاریکی پھیل گئی تھی کیا بعد میں بھی ہو جائیگی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اس سے نجات بھی ہوگی ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تلوار سے۔ عرض کیا کہ کچھ تاریکی باقی رہے گی ؟ فرمایا ہاں۔ ناخوشی اور ناگواری سے حکومت قائم ہوگی اور مکر و فساد سے صلح ہوگی۔ میں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا ؟ فرمایا۔ لوگ گمراہی کی طرف بلائیں گے۔

حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۲

آگے چل کر شاہ ولی اللہ صاحب ایک اور حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اور آپ کا یہ فرمانا کہ اگر سب ہلاک ہو جائیں ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر دشواریاں اور دقتیں پیش آئیں گی کہ دیکھنے والے کو شک ہوگا کہ مبادا تمام امت تباہ ہو جائے اور ان کے تمام امور نابود ہو جائیں ۔ اور ستر برس ابتدائے بعثت سے

marfat.com

حضرت معاویہ کے انتقال کا زمانہ مراد ہے اس کے بعد فتنہ دعاۃ الضلال کا قائم ہو گیا

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۲)

منافق و فاسق

شاہ صاحب نے مزید لکھا ہے کہ :- اور یہ بھی ممکن نہیں کہ عمدہ اور بزرگ زمانے کے ہر شخص کو دوسرے مفضول زمانے پر فوقیت اور فضیلت ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے جو قرون بالاتفاق عمدہ اور بزرگ تھے۔ اُن میں بعض لوگ فاسق اور منافق بھی تھے انہی زمانوں میں حجاج۔ یزید اور مختار ہیں اور قریش کے نوجوان جو لوگوں کو ہلاک کرنے والے تھے اور اُن کے علاوہ جن کی بداعمالیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اس میں شک نہیں کہ قرون اوّل کے جمہور لوگ قرون دوم کے جمہور لوگوں سے افضل تھے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۶)

اگرچہ یزید پلید کے متعلق شاہ ولی اللہ صاحب کی مزید بھی متعدد عبارتیں اُن کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔ تاہم ہمارے خیال میں جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے وہ یزیدیوں کے منہ بند کر دینے کے لئے بہرحال کافی ہے۔

یزید جیسا منافق اور فاسق جو لوگوں کو گمراہی اور ضلالت کی طرف بلاتا ہو ہرگز ہرگز ان حکام میں شامل نہیں جن کے خلاف اٹھنے والا جاہلیت کی موت مرے۔ یزید کو خلیفہ راشد کہنا حماقت محض ہے بلکہ وہ بقول شاہ ولی اللہ خود بھی گمراہ تھا اور گمراہی کی طرف لوگوں کو بلاتا تھا۔ اور امت محمدیہ کو ہلاک کرنے والوں میں سے تھا۔ شاہ صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یزید کا خیر القرون میں پیدا ہونا اور حکومت کرنا اسکی فضیلت کا سبب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فضیلت و فوقیت کا دارومدار کردار پر ہے اور یزید بدکردار بھی تھا اور منافق بھی۔ فاسق و فاجر بھی تھا اور گمراہ کنندہ بھی۔ اس کے خلاف ہاتھ اور زبان کی طاقت استعمال کرنا لازمی تھا اور ایمان بچانے کے لئے کم از کم یہ ضروری تھا کہ دل سے ہی اس کے ساتھ اظہار تنفر کیا جائے۔

marfat.com

بہر حال شاہ ولی اللہ صاحب کو عقیدہ خارجیت کی تقویت کے لئے استعمال کرنا محض زیادتی اور بعید از حقیقت ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب یزید کو وہی سمجھتے ہیں جو وہ تھا۔

خلافت اور خروج

جہاں تک عباسی وغیرہ کے گھر کی شہادتوں کا تعلق ہے وہ تو نہایت شرح و بسط کے ساتھ دی جا چکی ہیں اور قارئین پر واضح کیا جا چکا ہے کہ حمایت یزید میں خارجیوں نے جو مواد بھی پیش کیا ہے وہ تمام کا تمام گوز شتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

اگرچہ ابن تیمیہ وغیرہ کے علاوہ ان لوگوں نے امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے بھی یزید کو زاہد و عابد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر وائے ناکامی کہ یہ فراڈ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور ان کے مکر و فریب کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا۔

ان خوارج کے پاس اور کوئی بھی ایسی دلیل موجود نہ تھی جس کے سہارے چاروں آئمہ مذاہب سے یزید کے حق میں گواہی دلوائی جاتی۔ چنانچہ ان کے نام استعمال کرنیکا یہ طریقہ نکالا گیا کہ یہ سب کے سب امام۔ حاکم اور امیر کیخلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے اور انکے نزدیک خروج کرنے والا شخص سخت گناہ گار بلکہ واجب القتل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ صرف یہ بات ثابت کرنے کے لئے نہ تو آئمہ مذاہب کے فیصلے کی ضرورت تھی اور نہ ہی ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کے ریمارکس پیش کرنے کی حاجت تھی کیونکہ یہ چیز تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع اور صحیح احادیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال موقوف کی صورت میں روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

marfat.com

کیا دوسرے معتقد حضرات کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو تقویت دینے کا باعث ہو سکتا ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو ان کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ یہ حدیثِ مصطفےٰ کتبِ معتبرہ میں موجود ہے۔ ہاں البتہ ان معتقد آئمہ کرام نے اگر ایسا کوئی فتویٰ صادر کیا ہوتا جس میں یزید کی حکومت کو خلافت راشدہ اور یزید کو خلیفہ راشد کا نام دیا ہوتا اور امام حسین علیہ السلام کو اس کے خلاف خروج کرنے کے سلسلہ میں اُس سزا کا مستحق قرار دیا ہوتا جو ان روایات میں حکومت کے باغیوں اور فتنہ گروں کے لیے مقرر ہے تو پھر کوئی بات بھی تھی۔

مگر موجودہ حالات میں تو صرف عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی سعیٔ لاحاصل کی گئی ہے جو قطعی بے سُود اور لایعنی حرکت کے سوا کچھ بھی نہیں

یزید کی حکومت کیسے قائم ہوئی

جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں یہ چاروں حضرات یزید کو مجرم اور خاطی سمجھتے ہیں اور اس کے برعکس سیدنا امام حسین علیہ السلام کو عنداللہ اور عندالرسول حق پر سمجھتے ہیں اگر ان چاروں میں سے اس بارہ میں کسی ایک کا مذہب بھی ان خوارج و نواصب کو قبول ہو تو بات یہیں پر ختم کی جا سکتی ہے مگر ہمیں معلوم ہے کہ ان لوگوں کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ بحث کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ ہم آئندہ اوراق میں حسبِ وعدہ ان آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں واضح ترین مؤقف پیش کریں گے اس سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ یزید کی حکومت کے بارہ میں وضاحت کر دی جائے کہ کیا اس امارت میں وہ شرائط پائی جاتی ہیں جن کے متعلق حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے۔

چنانچہ اس ضمن میں آنے والی تمام تر روایات میں جو ایک بات مشترک طور پر

marfat.com

پائی جاتی ہے یہ ہے کہ وہ حاکم یا امیر جس کی حکومت یا امارت پر تم سب لوگ جمع ہو جاؤ اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت قبول کر لو اور یا تم پر (شوریٰ) کے ذریعہ کسی کو حاکم بنا دیا جائے اور جب اس کی حکومت قائم ہو جائے تو پھر اگر کوئی شخص خواہ وہ کوئی بھی ہو خروج کرے تو اس دوسرے شخص سے قتال کرنا ضروری ہے اور اس کی گردن اڑا دو۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یزید کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ کیا اُسے تمام مسلمانوں کی مرضی سے قیام میں لایا گیا تھا۔ کیا اس کی حکومت پر مسلمانوں نے باہم اتفاق کر لیا تھا۔ کیا اُسے مسلمانوں کے اتفاقِ رائے سے اور اُن کی رضا حاصل کر کے قائم کیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یزید کے میر منشی اس کا جواب اثبات میں دیں اور دلیل پیش کریں کہ اُس کے لئے امیر معاویہ نے کئی سال پہلے بیعت لے رکھی تھی۔ مگر یہ جواب قطعی طور پر فضول اور بے بنیاد ہے۔

اس لئے کہ امیر معاویہ کے وقت بھی اسلام کی برگزیدہ اور سربرآوردہ شخصیتوں نے شدید اختلاف کیا تھا بلکہ دوسرے لوگوں کی اکثریت کو یہ دھوکا دے کر رضامند کیا تھا کہ اُن برگزیدہ شخصیتوں نے بیعتِ یزید تسلیم کر لی ہے۔

تشنہ رہیں گے یہ سوال

ہم اس کے متعلق نہایت وضاحت سے بیعتِ یزید کے تمام واقعات شرح و بسط کے ساتھ پیش کریں گے مگر اس سے پہلے الزامی طور پر ایک سوال کریں گے کہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کی بیعت ہو چکی تھی کہ نہیں؟ اور امیر معاویہ سے افضل لوگوں نے آپ کی بیعت کو صدقِ دل سے تسلیم کر لیا تھا یا نہیں۔

یقیناً آپ کی بیعت کرنے والے لوگوں میں سے ابتداءً اُن لوگوں نے کی تھی۔

marfat.com

جن کے مشورہ سے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت ظہور میں آئی تھی اور دیگر بیعت کرنے والے تمام صحابہ کرامؓ بھی امیر معاویہ سے افضل و اعلیٰ تھے حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت بحکم خلیفۂ دومؓ صرف چھ آدمیوں کے مشورہ سے قائم ہو گئی تھی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت کرنیوالے سینکڑوں مقتدر صحابہ کرام تھے پھر آپ کی بیعت کو امیر معاویہ نے کیوں قبول نہ کیا اور آپ کے خلاف کیوں خروج کیا۔

اس سے پہلے مدینہ منورہ میں خلافت کا قائم ہو جانا تمام عالم اسلام کیلئے کافی سمجھا جاتا تھا تو آپ کے عہدِ خلافت میں اس سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر عمل کرنے سے کونسا امر مانع تھا۔

یہ چند سوالات کرنے کے بعد ہم بھی خوانانِ بنی امیہ سے پوچھتے ہیں کہ امیر معاویہ کا حضرت علی کے خلاف خروج اگر محض خطائے اجتہادی تھا تو اُن روایات کا کیا بنے گا جن میں ہے کہ جس شخص کی امارت و خلافت پر لوگ متفق ہو جائیں اور پھر دوسرا اُس کے خلاف خروج کرے تو اُس دوسرے کی گردن اڑا دو اور دوسری روائت کے مطابق وہ اس غلطی کی پاداش میں جہنم کا بھی سزاوار ہے۔

قارئین غور فرمائیں کہ خلافت کا انعقاد ہمیشہ مدینہ منورہ میں ہوتا رہا اور مدینہ منورہ کا انتخاب تمام عالم اسلام کے لئے قابل قبول رہا اس لئے کہ انتخاب کرنے والے لوگ متفقہ علیہ دوسرے لوگوں سے افضل تھے حضرت علی کا انتخاب بھی مدینہ منورہ ہی عمل میں لایا گیا۔ مگر وہ ناقابلِ قبول قرار دیا گیا اور یزید پلید کی بیعت کا انکار بھی مدینہ منورہ والوں نے ہی کیا مگر اس کی حکومت کو خلافت راشدہ کے طریقہ سے قائم شدہ ثابت کیا جاتا ہے۔

مزید دھوکا دینے کے لئے حواریان یزید یہ بھی کہہ دیتے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلاف امیر معاویہ کا خروج خطائے اجتہادی تھی اور یزید کے خلاف امام حسینؑ

marfat.com

کا خروج بھی خطائے اجتہادی تھا۔

اب اس خطائے اجتہادی سے امام حسینؑ صرف اس وقت بچ سکتے جب انہوں نے یزید سے بیعت کر لینے کا اقرار کر لیا ورنہ اُن پر وہ تمام روایات صادق آتیں جو خلیفۂ وقت کے خلاف خروج و بغاوت کرنے والوں کے حق میں آئی ہیں۔

مگر امیر معاویہ اپنی خطائے اجتہادی پر بھی ثواب کے حقدار ہیں۔ حالانکہ انہوں نے آخر تک بھی حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کا اقرار نہیں کیا۔

بہر حال! بتانا یہ ہے کہ امیر اور حاکم کے خلاف خروج کرنے والوں کی جو سزا مقرر ہے اگر اس کی زد میں جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین معاذ اللہ آ سکتے ہیں۔ تو کوئی ایسی وجہ نہیں جو حضرت امیر معاویہ کو اس سزا سے بچا سکے۔

لہٰذا اس قسم کا بودا استدلال پیش کرنے والوں کو شرم آنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ جس مقتدر ہستی کیلئے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کے جوانوں کا سردار ہونے کی بشارت دے رکھی ہے اس کے لئے معاذ اللہ جہنمی وغیرہ کی مثالیں اسلام سے بغاوت کی شرمناک جسارت نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم یزید کی بیعت کا تمام شاخسانہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں ملاحظہ ہو!

بیعت یزید کی ابتدا۔

یزید پلید کی تحریک بیعت کا بندائیہ متعدد کتب تاریخ و سیر کی روشنی میں جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے۔

مغیرہ بن شعبہ جو بجانب امیر معاویہ کوفہ کے گورنر تھے جب ان کو امیر معاویہ نے معزول کر دینے کا فرمان بھیجا تو انہوں نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ تھوڑے دنوں بعد

marfat.com

خود امیر معاویہ کے پاس آئے اور حاضری میں دیر ہونے کا سبب یہ بیان کیا کہ میں ایک عظیم الشان کام کی تکمیل میں معروف تھا۔

امیر معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا کام تھا؟ مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ آپ کے بعد یزید کی خلافت کے لئے لوگوں سے بیعت لے رہا تھا۔ امیر معاویہ نے پوچھا تو یہ کام پورا کر لیا؟ جواب دیا ہاں تکمیل ہو چکی ہے۔ یہ سُن کر امیر معاویہ نے کہا کہ واپس جاؤ اور حسبِ سابق تفویض شدہ فرائض انجام دو۔ مغیرہ بن شعبہ جب امیر معاویہ کو مل کر واپس آئے تو لوگوں نے پوچھ کہ کیسے رہی؟ مغیرہ نے جواب دیا معاویہ کا پاؤں ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک اس سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔

بعض کتب میں یہ زائد ہے کہ امیر معاویہ نے مغیرہ کا پروگرام سُن کر کہا کہ یہ بڑا مشکل کام ہے اور لوگ آسانی سے بیعت یزید پر رضامند نہیں ہوں گے تو مغیرہ بن شعبہ نے سمجھایا کہ کوشش سے ہر مشکل کو آسان بنایا جا سکتا ہے یہ سُن کر امیر معاویہ نے اُن کا مشورہ قبول کر لیا۔

تاریخ الخلفاء صد ۲۳۶ خلافت بنو امیہ۔ تاریخ ابن اثیر، ماثبت بالسنۃ

اس ابتداء کے بعد

اس ابتدائیہ کے بعد جو ظہور میں آیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کے لئے بیعت کا آغاز کر دیا اور عجمی لوگوں نے اس مسئلہ کو اصل حجاز کی رائے پر چھوڑ دیا۔ زیاد جو ابن زیاد کا باپ اور امیر معاویہ کے باپ ابو سفیان کا بیٹا اور حاکم بصرہ تھا اس نے یزید کو نااہل قرار دیتے ہوئے اس بیعت کی

marfat.com

بھرپور مخالفت کی۔ بہرحال جو لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے وہ بھی اور جو لوگ سرکاری درباری تھے قلیل تعداد میں داخل بیعت بھی ہو گئے مگر اکثریت نے اس کا فیصلہ اہل حجاز پر چھوڑ دیا۔ جس کے لئے امیر معاویہ نے مدینہ والوں سے بیعت لینے کے لئے مروان کو منتخب کیا مگر اُسے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔

اس کے بعد حج کے موقع پر امیر معاویہ پہلے مدینہ منورہ میں آئے اور پھر مکہ مکرمہ میں گئے۔ اگرچہ ہم اس واقعہ کو متعدد تواریخ کی روشنی میں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت مختلف کتبِ معتبرہ کے حوالے بھی ہدیۂ ناظرین کریں گے۔

تاہم اب یہ واقعہ بالتفصیل عباسی کے انتہائی معتمد مؤرخ یا مصنّف ابوبکر ابن العربی کی تصنیف العواصم من القواصم سے پیش کریں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام واقعات بیان کرنے کے بعد تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور دلائل کا سہارا لیکر ابن العربی نے انہیں غلط ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

بہرحال یہ واقعات بلا شک و ریب درست ہیں اور ان کو جھٹلانے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ ناقابلِ فہم اور حقائق کے سراسر خلاف ہے۔ بہرحال پہلے آپ یزید کی خلافتِ راشدہ کے ظہور میں آنے کے حالات و واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

پہلی روایت

فإن قیل: فقد عهد الی یزید ولیس باهل. وجری بینه وبین عبدالله بن عمر وابن الزبیر والحسین ماقصه (المؤرخین) عن وهب ابن جریر بن حازم عن ابیه وعن غیره لما اجمع معاویة ان یبایع لابنه یزید حج، فقدم مکة فی نحو الف رجل. فلما دنا من المدینة خرج ابن عمر وابن الزبیر و عبد الرحمن بن ابی بکر. فلما قدم معاویة المدینة صعد المنبر فحمد الله واثنی علیه. ثم ذکر ابنه یزید فقال: من احق بهذا الامر منه. ثم ارتحل، فقدم مکة فقضی طوافه، ودخل منزله فبعث الی ابن عمر. فتشهد و قال: اما بعد یا ابن عمر، فقد کنت تحدثنی انک لاتحب، ان تبیت لیلة سوداء لیس علیک امیر وانی احذرک ان تشق عصا

پس اگر کہا جائے کہ (معاویہ) نے یزید کو ولی عہد کیوں بنایا جبکہ وہ نااہل تھا اور اس کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ابن زبیر اور امام حسین کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی جسے مورخین نے وہب ابن جریر بن حازم کے باپ سے اور دیگر راویوں سے روایت بیان کی ہے کہ جب امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت کا ارادہ کیا تو ایک ہزار آدمی کو ساتھ لے کر حج کے لئے مکہ معظمہ میں آئے پھر جب مدینہ منورہ کے قریب گئے تو وہاں حضرت عبداللہ ابن عمر ابن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر باہر نکلے پھر امیر معاویہ مدینہ منورہ میں آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے بیٹے یزید کا ذکر کیا اور کہا کہ اس امر میں اس سے زیادہ کون مستحق ہے پھر مکہ معظمہ میں واپس آ کر طواف کیا اور پھر اپنے مکان میں داخل ہوئے بعد ازاں حضرت عبداللہ بن عمر کو بلا کر کلمہ پڑھا اور کہا اے ابن عمر کہ تم مجھ سے کہتے تھے کہ میں بغیر امیر کے ایک رات گزارنا بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں تجھے سمجھاتا

marfat.com

المسلمين، وان تسعى في فساد ذات بينهم. فما سكت تكلم ابن عمر فحمد الله واثنى عليه ثم قال: اما بعد فانه قد كانت قبلك خلفاء لهم ابناء ليس ابنك بخير منهم. فلم يروا في ابنائهم ما رأيت في ابنك ولكنهم اختار وا للمسلمين حيث علموا الخيار وانك تحذرني ان اشق عصا المسلمين ولم اكن لافعل، وانما انا رجل من المسلمين. فاذا اجتمعوا على امر فانما انا واحد منهم، فخرج ابن عمر.

وارسل الى عبد الرحمن بن ابي بكر، فتشهد ثم اخذ في الكلام، فقطع عليه كلامه فقال: انك والله لوددت انا وكلناك في امر ابنك الى الله، وانا والله لا نفعل. والله لتردن هذا الامر شورى في المسلمين اولنعيدنها عليك جذعة. ثم وثب فقام. فقال معاوية: اللهم اكفنيه بما شئت، ثم قال: على رسلك

ہوں کہ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ نہ ڈالنا اور ان میں فساد برپا نہ کرنا۔ جب امیر معاویہ نے خاموشی اختیار کی تو عبداللہ بن عمر نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا سے آغاز کلام کیا اور کہا کہ تجھ سے پہلے بھی خلفا ہوتے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے۔ اُن (خلفاء) نے تو اپنے بیٹوں کے متعلق وہ نہیں سوچا جو تم اپنے بیٹے کے متعلق سوچتے ہو۔ بلکہ انہوں نے تو مسلمانوں کو اختیار دیا کہ وہ اپنی بہتری خود سوچیں۔ اور تمہارا مجھے یہ کہنا کہ میں مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالوں تو میں ایسا کام نہیں کرونگا اور میں بھی مسلمانوں ہی سے ایک شخص ہوں جب سب لوگ کسی بات پر اجماع کرلیں گے تو میں ان کے ساتھ ہوں۔ اور پھر ابن عمر واپس آگئے۔

پھر عبدالرحمن بن ابوبکر پہنچے (امیر معاویہ) نے تشہد پڑھ کر آغاز کلام کیا تو انہوں نے کلام کو قطع کرتے ہوئے فرمایا کہ واللہ تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہارے بیٹے کے معاملہ میں تمہیں اللہ کے سپرد کردیں۔ خدا کی قسم ایسا کام ہرگز نہیں کریں گے بخدا تم یہ فیصلہ مسلمانوں کے مشورہ پر چھوڑ دو ورنہ یہ فتنہ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے گا اور پھر آپ یکدم کھڑے ہو گئے۔ تو امیر معاویہ نے

marfat.com

ايها الرجل، لا تشرفن لاهل الشام فانى اخاف ان يسبقونى بنفسك حتى اخبر العشية انك قد بايعت ثم كن بعد ذالك على مابدالك من امرك ۔

ثم ارسل الى ابن الزبير فقال يا ابن الزبير انما انت ثعلب روّاغ كلما خرج من جحر دخل فى آخر وانك عمدت الى هذين الرجلين فنفخت فى مناخرهما، فقال ابن الزبير، ان كنت قد مللت الامارة فاعتزلها، وهلم ابنك فلنبايعه ارايت اذا بايعت ابنك معك لايكما نسمع لايكما نطيع؟ لا تجتمع البيعة لكما ابدا ۔ ثم قام

فخرج معاوية فصعد للمنبر فقال انا وجدنا احاديث الناس ذات عوار، زعموا ان ابن عمر وابن الزبير وابن ابى بكر لم يبايعوا ليزيد قد سمعوا واطاعوا وبايعوا له

فقال اهل الشام، لا والله، لا ترضى حتى يبايعوا على رؤس الاشهاد والا ضربنا اعناقهم

کہا تو جسے چاہے اس کی زبان بند کر دے ۔ پھر کہا ٹھہر جاؤ اگر تم اہل شام کے سامنے اسطرح جاؤ گے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے پہنچنے سے قبل تمھاری جان نہ لے لیں میں انکو بتا دوں گا کہ تم نے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو تمھارے جی میں آئے کرتے رہنا ۔

پھر امیر معاویہ نے ابن زبیر کو بلایا اور کہا اے ابن زبیر بیشک تو ایک مکار لومڑی ہے جو جو ایک سوراخ سے نکل کر دوسرے میں داخل ہو جاتی ہے اور ان دونوں آدمیوں کو تم نے ہی پھونک دی ہوئی ہے ۔

ابن زبیر نے کہا اگر تم امارت سے تنگ آ چکے ہو تو خود معزول ہو جاؤ اور اپنے بیٹے کو اپنی جگہ پر لے آؤ ہم اسکی بیعت کریں گے بتاؤ تو سہی کہ تمھاری بیعت کیساتھ تمھارے بیٹے کی بیعت بھی کر لی جائے تو کسکی بات سنی جائے اور کس کا کہا مانا جائے تم دونوں کی بیعت کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتی اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے

پھر امیر معاویہ نے باہر آ کر منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ کچھ لوگ الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں کہ ابن عمر ابن زبیر اور ابن ابو بکر نے یزید کی بیعت نہیں کی بیشک انہوں نے بات کو سنا ہے اور اطاعت و بیعت کر لی ہے (امیر معاویہ کا یہ اعلان سن کر) اہل شام نے کہا نہیں واللہ ایسے نہیں وہ لوگ ہمارے سامنے آ کر بیعت کریں ورنہ ہم انکی گردنیں اتار دیں گے ۔

marfat.com

فقال، مه سبحان الله ما اسرع الناس الی قریش بالشر لا اسمع هذه المقالة من احد بعد الیوم ثم نزل۔

امیر معاویہ نے کہا سبحان اللہ لوگ قریش کے ساتھ شر انگیزی کو کتنے تیز ہیں میں اس دن کے بعد کسی سے ایسی بات سننے کیلئے ہرگز تیار نہیں پھر منبر چھوڑ دیا

فقال الناس: بایعوا. ویقولون هم لم نبایع ویقول الناس قد بایعتم۔ العوام من القواصم ص۲۱۵

لوگ کہتے تھے کہ انہوں نے بیعت کر لی ہے مگر وہ خود کہتے تھے کہ ہم نے بیعت نہیں کی اور لوگ کہتے کہ نہیں تم نے بیعت کر لی ہے

دوسری روائت

وروی وهب من طریق آخر قال، خطب معاویة فذکر ابن عمر فقال: والله لیبایعن أو لاقتلنه فخرج عبدالله بن عمر الی ابیه وسار الی مکة ثلاثا و اخبره۔ فبکی ابن عمر فبلغ الخبر الی عبدالله بن صفوان۔

وہب ہی سے دوسری سند سے یہ روائت آئی ہے کہ امیر معاویہ نے اپنے خطبے میں عبداللہ ابن عمر کا ذکر کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم یا تو وہ بیعت کر لیگا یا میں اسے قتل کر دوں گا۔

عبداللہ ابن عمر کا بیٹا عبداللہ جب اپنے باپ عبداللہ ابن عمر کو ملنے کیلئے مکہ معظمہ آئے اور آکر امیر معاویہ کے اس اعلان کی اطلاع دی تو ابن عمر رونے لگے

فدخل علی ابن عمر فقال اخطب هذا بکذا؟ قال نعم۔ قال فما ترید۔ اترید قتاله؟ قال یا ابن صفوان الصبر خیر من ذلك۔ فقال ابن صفوان: والله لو اراد ذلك لاقاتلنه فقدم معاویة مکة فنزل ذا طوی وخرج الیه عبدالله بن صفوان فقال، انت تزعم انك

عبداللہ ابن صفوان کو پتہ چلا تو انہوں نے عبداللہ بن عمر سے ملاقات کر کے استفسار کیا کہ کیا معاویہ نے اس قسم کا خطبہ دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں عبداللہ ابن صفوان نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے کیا معاویہ سے قتال کرو گے تو عبداللہ ابن عمر نے فرمایا اے ابن صفوان اس سے صبر بہتر ہے۔ ابن صفوان نے کہا بخدا اگر اس نے یہ ارادہ کیا تو میں ضرور اس سے لڑائی کروں گا پھر معاویہ نے مکہ میں آکر ذی طوی

marfat.com

نقتل ابن عمر ان لم يبايع لابنك؟
قال: انا اقتل ابن عمر؟ انى والله
لا اقتله ۔ العواصم من القواصم ص ۲۱۹

میں ڈیرا لگایا تو عبداللہ بن صفوان نے ملاقات کر کے پوچھا
کہ تم نے یہ بات کی ہے کہ اگر ابن عمر نے بیعت نہ کی تو میں اسے
قتل کر دونگا ۔ امیر معاویہ نے کہا بھلا میں ابن عمر کو قتل
کرونگا ۔ واللہ میں ہرگز اسے قتل نہیں کرونگا۔

تیسری روایت

وروى وهب من طريق الثالث
قال: ان معاوية لما راح عن بطن
مرّ قاصداً الى مكة قال لصاحب
حرسه: لا تدع احد اليسير معى الا
من حملة ۔ فخرج يسير وحده حتى
اذا كان وسط الاراك لقيه الحسين
بن علي، فوقف وقال: مرحبا واهلا
يا ابن بنت رسول الله ﷺ سيد
شباب المسلمين ۔ دابة لابى عبدالله
يركبها ۔ فاتى ببرذون فتحول عليه
ثم طلع عبدالرحمن بن ابى بكر ۔
فقال مرحبا يا ابن شيخ قريش وسيدهم
وابن صديق هذه الامة دابة لابى
محمد يركبها فاتى ببرذون فركبه
ثم طلع ابن عمر فقال مرحبا واهلا
لصاحب رسول الله وابن الفاروق
وسيد المسلمين ودعا له بدابة
فركبها ۔ ثم طلع ابن الزبير فقال:

وہب ہی سے تیسری سند کیساتھ اسطرح مروی ہے
کہ جب امیر معاویہ نے وادی بطن مر سے مکہ معظمہ
جانے کا ارادہ کیا تو محافظ کو بلا کر کہا کہ حفاظتی دستہ
میں سوائے خاص آدمیوں کے کوئی دوسرا شخص
ساتھ نہ چلے ۔ پس اکیلے ہو کر چلنے لگے حتیٰ کہ جب
وادی اراک کے درمیان پہنچے تو حسین ابن علی سے
ملاقات ہوئی ۔ امیر معاویہ نے رک کر کہا اے
بنتِ رسولؐ کے بیٹے اور مسلمان نوجوانوں کے
سردار اہلاً وسہلاً مرحبا پھر ساتھیوں کو کہا انکے
لئے سواری لاؤ تو ایک ترکی گھوڑا لایا گیا جس
پر آپ سوار ہو گئے پھر عبدالرحمٰن بن ابو بکر
آئے تو امیر معاویہ نے کہا اے سردار قریش اور
بزرگ اور اس امت کے صدیق کے بیٹے خوش آمدید
اور کہا کہ ان کے لئے بھی سواری لاؤ تو انہیں بھی
ترکی گھوڑا پیش کیا گیا اور وہ بھی سوار ہو گئے
پھر عبداللہ بن عمر آئے تو انہیں بھی امیر معاویہ
نے خوش آمدید اور مرحبا کہا اور سواری پیش کی
پھر عبداللہ بن زبیر آئے تو امیر معاویہ نے کہا

marfat.com

مرحبا واهلا بابن حواری رسول
. الله وابن الصديق وابن عمة رسول
الله ﷺ ودعا له بدابة فركبها
ثم اقبل يسير بينهم لايسايره غيرهم
حتى دخل مكة - ثم كانوا اول
داخل و آخر خارج ليس فی الارض
صباح الاهم فيه حبا وكرامة
لايعرض لهم بذكر شی مما هو فيه
حتى قضى نسكه وترحلت اثقاله
وقرب مسيره الى الشام وانيخت
رواحله - فاقبل بعض القوم على بعض
فقالوا! ايها القوم لا تخدعوا انه
والله ما صنع هذا لحبكم ولا لكرامتكم
ولا صنعه الا لما يريد فاعدوا له
جوابا - واقبلوا على الحسين فقالوا
انت يا ابا عبد الله قال: فيكم شيخ
قريش وسيدها؟ هو احق بالكلام
فقالوا انت يا ابا محمد - لعبد الرحمن
بن ابی بكر فقال لست هناك
وفيكم صاحب رسول الله ﷺ
وابن سيد المسلمين يعني ابن عمر
فقالوا لابن عمر انت : فقال
لست بصاحبكم ولكن ادلوا الكلام

کہ اے ابن حواریٔ رسولؐ اور صدیق کے بیٹے
اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے پوتے
اہلاً وسہلاً پھر ایک سواری طلب کی گئی اور وہ بھی
سوار ہو گئے - پھر ان کے سوا کسی آدمی کو ساتھ
نہ ملایا اور سب چلتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے
یہ لوگ سب سے پہلے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے
اور سب سے آخر پر وہاں سے نکلے اس دوران
امیر معاویہ کیطرف سے انہیں تحائف وغیرہ بھی
پیش ہوتے رہے ۔

امیر معاویہ نے فراغت حج تک ان کے
سامنے اپنا ارادہ ظاہر نہیں کیا اور پھر جب
سامان سفر باندھ کر شام کی تیاری ہونے لگی
تو ان حضرات میں سے بعض نے بعض کو کہا
کہ اے قوم دھوکے میں نہ رہنا معاویہ نے
یہ سلوک تمہاری بزرگی یا محبّت کی وجہ سے
نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ مطلب براری کی ابتدا
ہے لہٰذا اس کا جواب ابھی سے سوچ لو چنانچہ
سب سے پہلے حسین ابن علی سے کہا گیا کہ اے
ابو عبد اللہ اس کا جواب آپ دیں گے
آپ نے فرمایا تم میں سرداران قریش اور بزرگ
موجود ہیں - اس کا انہیں زیادہ حق ہے تو
پھر انہوں نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر سے کہا
کیا آپ جواب دیں گے؟ تو انہوں نے جواب

marfat.com

ابن الذبیر یکفکم قالو: انت یا
ابن الذبیر. قال نعم ان اعطیتمونی
عهودکم ومواثیقکم ان لا
تخالفونی کفیتکم الرجل. فقالوا
فلک ذلک فخرج الاذن فاذن لهم
فدخلوا۔

فتکلم معاویة فحمد الله و
اثنی علیه ثم قال۔ لقد علمتم سیرتی
فیکم وصلتی لارحامکم وصفحی
عنکم وحملی لما یکون منکم
ویزید ابن امیر المومنین اخوکم و
ابن عمکم واحسن الناس فیکم
رایا وانما اردت ان تقدموه
باسم الخلافة وتکونوا انتم الذین
تنزعون وتومرون وتجبون و
تقسمون لا یدخل علیکم فی شئ
من ذلک۔

فسکت القوم۔ فقال: الا
تجیبونی؟ فسکت القوم۔ فقال
الا تجیبونی۔ فسکتوا۔ فاقبل علی
ابن الذبیر فقال هات یا ابن الذبیر
فانک لعمری صاحب خطبة القوم
فقال نعم یا امیر المومنین اخبرک

دیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
صحابی اور مسلمانوں کے سردار کے بیٹے ہیں ان سے
کہو پھر جب عبد اللہ بن عمر سے پوچھا گیا تو
انہوں نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ آپ
لوگ یہ کام عبد اللہ بن زبیر کے سپرد کریں وہ
اس کو بہتر طور پر سر انجام دے سکیں گے پھر ابن زبیر
سے کہا گیا تو انہوں نے کہا میں یہ کام مشروط طور
پر کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ وعدہ کریں کہ
میرے جواب کی مخالفت نہیں کی جائے گی تو
میں بات کر لوں گا چنانچہ سب نے بالاتفاق
وعدہ کر لیا کہ ہم تمہاری مخالفت نہیں کریں گے

ابھی یہ بات ختم ہی ہوئی تھی کہ امیر معاویہ
نے انہیں بلا بھیجا اور جب یہ لوگ اندر گئے
تو امیر معاویہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے آغاز
گفتگو کرتے ہوئے کہا تم جانتے ہو کہ میں نے تم
سے کسقدر اچھا سلوک کیا ہے؟ میں تم سے
ہمیشہ چشم پوشی کرتا رہا ہوں تم لوگوں نے
جو بھی بوجھ مجھ پر رکھا میں نے برداشت کیا
اور میرا بیٹا یزید تمہارا چچا زاد اور تمہارا بھائی
ہے اور تمہارے متعلق اس کے خیالات بڑے
نیک ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ تم اسے خلیفہ کا نام
دے دو اور باقی تمام معاملات تمہارے سپرد

marfat.com

بین ثلاث خصال ایها اخذت . فهی لک رغبة . قال : لله ابوک اعرضهن . قال ان شئت صنعت ما صنع رسول الله ﷺ وان شئت صنعت ما صنع ابوبکر فهو خیر هذه الامة بعد رسول الله ﷺ وان شئت صنعت ما صنع عمر فهو خیر هذه الامة بعد ابی بکر قال الله ابوک . ما صنعوا ؟ قال قبض رسول الله ﷺ فلم یستخلف احدا فارتضی المسلمون ابابکر، فان شئت ان تدع امر هذه الامة حتی یقضی الله فیه قضاءه فیختار المسلمون لانفسهم فقال : ایه لیس فیکم الیوم مثل ابی بکر وانی لا آمن علیکم الاختلاف قال : فاصنع کما صنع ابوبکر عهد الی رجل من قاصیة قریش لیس من بنی ابیه فاستخلفه قال : لله ابوک الثالثة ؛ قال : تصنع ما صنع عمر جعل الامر شوری فی ستة نفر من قریش لیس احد منهم من ولد ابیه قال :

رہیں گے جیسے چاہو رکھو جسے چاہو نکال دو جو چاہو حکم چلاؤ اور جیسے چاہو مال تقسیم کرو وہ تمہارے معاملات میں دخیل نہیں ہوگا۔ سب لوگ خاموشی سے یہ گفتگو سنتے رہے تو امیر معاویہ نے کہا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے ؟ لیکن پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا پھر پوچھا گیا جواب کیوں نہیں دیتے ؟ مگر ادھر خاموشی ہی رہی ۔ تو امیر معاویہ نے ابن زبیر کو متوجہ کر کے کہا اے ابن زبیر تم ہی بولو بخدا آپ تو خطیب قوم ہیں تو انہوں نے کہا ۔ ہاں اے امیر المومنین میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جو چاہو پسند کر لو تو امیر معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو تو انہوں نے کہا اس معاملہ میں اگر مناسب سمجھو تو وہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ، اگر چاہو تو وہ کرو جو ابوبکر نے کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے بہترین آدمی ہیں اگر چاہو تو وہ کرو جو عمر نے کیا وہ ابوبکر کے بعد اس امت میں بہترین آدمی ہیں ۔ تو امیر معاویہ نے کہا خدا تیرے باپ کو جنت عطا کرے انہوں نے کیا کیا ۔ ابن زبیر نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے کسی کو خلیفہ مقرر فرمایا ۔ اہل اسلام نے اپنی مرضی سے ابوبکر صدیق کو

marfat.com

عندك غير هذا؟ قال: لا قال: فانتم؟ قالوا ونحن ايضاً قال: امالا فاني احببت ان اتقدم عليكم، انه قد اعذر من انذر وان كان يقوم القائم منكم الي فيكذبني على رؤس الاشهاد فاحتمل له ذلك واني قائم بمقالة فان صدقت فلي صدقي وإن كذبت فعلي كذبي۔ واني اقسمكم بالله لكم لئن رد على انسان منكم لاترجع اليه كلمته حتي يسبق الى راسه ثم دعا بصاحب حرسه فقال: اقم على كل رجل من هولاء رجلين من حرسك فان ذهب رجل يرد على كلمة بصدق اوكذب فليضرباه بسيفيهما۔

ثم خرج وخرجوا معه حتي رقي المنبر فحمد الله واثني عليه ثم قال إن هولاء الرهط سادة المسلمين وخيارهم، لا نستبد بامر دونهم ولا نقضي امرا الا عن مشورتهم۔ وانهم ارتضوا وبايعوا ليزيد ابن امير المومنين من بعده

خلیفہ بنالیا۔ اگر چاہو تو یہ کام امت کی مرضی پر چھوڑ دو یہاں تک کہ مشئیت ایزدی پوری ہو جائے اور مسلمان اپنے خلیفہ کو منتخب کرلیں تو امیر معاویہ نے کہا کوئی اور بات کرو آج تم میں ابوبکر کی مثل کوئی شخص موجود نہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اختلاف نہ ہو جائے۔

پھر ابن زبیر نے کہا کہ ایسا کرو جو ابوبکر نے کیا تھا۔ کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کردیا جو قریشی تو تھا مگر ان کے خاندان سے نہیں تھا۔ تو امیر معاویہ نے کہا کہ تیسری بات بیان کرو۔ ابن زبیر نے کہا کہ تیسری بات یہ ہے کہ وہ کرو جو عمر نے کیا انھوں نے یہ معاملہ قریش کے چھ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ کے سپرد کردیا تھا اور اس شوریٰ میں ان کے گھر کا ایک آدمی بھی نہ تھا

(حضرت ابن زبیر کے اس جواب کے بعد) امیر معاویہ نے پوچھا کہ اسکے سوا کوئی اور صورت ہو سکتی ہے تو انہوں نے کہا نہیں امیر معاویہ نے پھر دوسرے لوگوں سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا ہمارا بھی یہی خیال ہے تو امیر معاویہ نے کہا کہ جو تمھاری مرضی ہے کرو اگر میری بات نہیں مانتے تو نہ سہی حالانکہ میں تمھیں ترقی دینا چاہتا ہوں اور میں نے تم کو انتباہ کر کے اتمام حجت کر دیا ہے۔ اگر تم میں سے کسی شخص نے بھی برسرِ عام میری بات کو جھٹلانے کی کوشش کی تو اسکا انتظام میں کرلوں گا۔ میں ایک بات کرنے والا ہوں اگر سچ بولوں گا تو اسکا اجر مجھے ملے گا اور اگر جھوٹ بولوں گا تو اس کا گناہ میری گردن پر ہوگا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم لوگوں میں

marfat.com

فبايعوا باسم الله . فضربوا على يده
ثم جلس على راحلته وانصرف .
فلقيهم الناس فقالوا: زعمتم . فلما
ارضيتم وحبيتم فعلتم . قالوا:
انا والله ما فعلنا قالوا: فما منعكم
أن تردوا على الرجل اذ كذب؟
ثم بايع اهل المدينة والناس : ثم
خرج الى الشام (العواصم من القواصم ص۲۲۲)

سے کسی ایک نے بھی میری بات کو جھٹلایا تو اس کے بات کرنے سے پہلے اسکا سر اسکی گود میں گرے گا۔ پھر اس نے اپنے محافظ کو بلا کر حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک آدمی کے سر پر اپنے دو دو آدمی مسلط کر دو اگر ان میں سے کسی شخص نے میری بات خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی قطع کرنیکی کوشش کی تو وہ دونوں اسکی گردن علیحدہ کر دیں پھر امیر معاویہ اور وہ سب لوگ باہر آئے۔ امیر معاویہ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردار ہیں اور بزرگ ہستیاں ہیں۔ ہم کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی کام ان کی مرضی کے بغیر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب لوگ خوش ہیں اور انہوں نے میرے بیٹے یزید کیلئے بیعت کر لی ہے۔ لہذا تم بھی خدا کا نام لیکر اسکی بیعت کرو چنانچہ لوگوں نے مسلسل بیعت شروع کر دی اور پھر امیر معاویہ کے لئے سواری لائی گئی۔ بعد ازاں عبداللہ بن زبیر وغیرہ کو لوگ ملے اور انہوں نے کہا پہلے تم ایسی ایسی باتیں کرتے تھے پھر جب امیر معاویہ نے تمہیں تحفے تحائف دیئے تو تم نے بیعت کر لی انہوں نے کہا واللہ ہم نے بیعت نہیں کی تو لوگوں نے کہا جب امیر معاویہ نے جھوٹ بولا تھا تم نے اس وقت اس کی مخالفت کیوں نہیں کی پھر مدینہ والوں اور دوسرے لوگوں نے بیعت کر لی اور امیر معاویہ کا سفر شام شروع ہو گیا۔

marfat.com

ابوبکر ابنِ عربی کی بوقلمونیاں

ابوبکر ابنِ عربی نے یزید ... تمام روایات بیان کرنے کے بعد اپنے فلسفیانہ انداز سے جو بوقلمونیاں دکھائی ہیں وہ اسی کا حصہ ہیں۔ قارئین علامہ ابنِ خلدون کے تعارف میں پڑھ آئے ہیں کہ ابوبکر ابنِ عربی کا موقف اسی معاملہ میں قطعی طور پر غلط ہے اور اس نے مسئلہ کو سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ بہرحال ابن عربی ان روایات کو درج کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ امیر معاویہ نے افضل امر کو چھوڑ دیا اسکو چاہیے تھا کہ خلافت کے معاملہ کو شوریٰ کے سپرد کر دیتا اور قریبیوں میں سے کسی کو مخصوص نہ کرنا۔ چہ جائیکہ اپنے بیٹے ہی کو چن لیتا اور اسے زیبا یہی تھا کہ ترک اور فعل میں عبداللہ بن زبیر کے مشوروں پر عمل کرتا۔ وہ اپنے بیٹے کی حکومت کی جانب مائل ہوا اور اس کے لئے بیعت کا ارادہ کیا۔ جس نے بیعت کرنا تھی کرلی اور جس نے نہ کرنا تھی نہیں کی بہرحال شرعاً بیعت ہو گئی کیونکہ بیعت ایک یا دو آدمیوں کے کر لینے سے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔ متن یہ ہے۔

الا انا نقول۔ ان معاویة ترك الافضل فی ان یجعلها شوریٰ والا یخص بها احدمن قرابته فکیف ولدا وان یقتدی بما اشار به عبد الله بن زبیر فی الترك أو الفعل، فعدل الی ولایة ابنة وعقدله البیعة وبایعه الناس وتخلف عنها من تخلف فانعقدت البیعة شرعا لانها تنعقد بواحد وقیل باثنین (العواصم من القواصم ص ۲۲۲)

دو گواہ لاؤ

پھر اس کے بعد یہ لکھتا ہے کہ اگر کہا جائے کہ یزید عادل نہیں تھا تو میں پوچھتا ہوں یہ کیسے معلوم ہوا۔ پھر لکھا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ یزید شرابی تھا تو میں کہوں گا دو گواہ پیش کرو۔

marfat.com

چونکہ ابوبکر ابن عربی کو قاضی بھی کہتے ہیں اس لیئے وہ گھر کی عدالت لگا کر بات بات پر گواہ طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک دو نہیں مدینہ منورہ کے ایک پورے گروہ نے اس کے شرابی ہونے کی گواہی دی تھی تو اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑی تھی۔ بہر حال یہ مسئلہ آئندہ اوراق میں بالوضاحت پیش کیا جائے گا اور قاضی صاحب کے حضور صرف دو ہی نہیں بلکہ کئی شہادتیں پیش کر دیں گے۔ یہاں تو یہ بتانا ہے کہ قاضی صاحب نے اُن تمام روایات کو باطل قرار دینے کے لیئے کیا طریقہ اختیار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں

روایات باطل ہوگئیں

امام بخاری نے ایک واضح باب لکھا ہے جو راہِ صواب پر ہے انہوں نے اپنی صحیح میں وہ روائتیں درج کی ہیں جو ان سب روائتوں کا ابطال کرتی ہیں۔ روائت ہے امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور ابن عمرؓ اس میں حاضر تھے جیسا کہ بخاری نے عکرمہ بن خالد کے واسطہ سے ابن عمر سے روائت بیان کی انہوں نے کہا میں ام المؤمنین جناب حفصہ کے پاس گیا۔ آپ غسل فرما کر آئی تھیں اور بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے میں نے اُن سے کہا کہ آپ دیکھ رہی ہیں اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے اور میرے لیئے تو اس میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تو انہوں نے فرمایا اُن کے پاس جاؤ۔ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر تم نہ گئے تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تفرقہ نہ پڑ جائے۔ پھر حضرت حفصہ نے انکو بھیج دیا۔ تو امیر معاویہ نے خطبہ دیا جو آدمی اس معاملہ میں گفتگو کرنا چاہے وہ سامنے آجائے ہم اس معاملہ میں اُس سے اور اُس کے باپ سے زیادہ مستحق ہیں۔ تو حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا پھر آپ نے اس کو جواب کیوں نہ دیا۔ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے اپنی چادر اتار کر ارادہ کیا کہ اس کو جواب دوں کہ اس چیز کا تم سے زیادہ حقدار وہ ہے جس نے اسلام کے لیئے تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگیں لڑیں۔ پھر مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ اس بات سے امت

میں تفرقہ پیدا ہوگا اور خون ریزی ہوگی۔ نیز میری بات کا غلط مطلب لیا جائے گا تو میں نے جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا، تو حبیب نے کہا کہ آپ بچ گئے متن ملاحظہ ہو۔

وقد حسم البخاری الباب، ونهج جادة الصواب فروى في صحيحه ما يبطل جميع هذا المتقدم. وهو أن معاوية خطب وابن عمر حاضر في خطبة. فيما روى البخاري۔ عن عكرمة بن خالد أن ابن عمر قال دخلت على حفصة ونوساتها تنطف۔ قلت كان من الامر ما ترين، فلم يجعل لي من الأمر شي. فقالت الحق فانهم ينتظر ونك العواصم من القواصم ص۲۲۳۔

واخشى ان يكون في احتباسك عنهم فرقة۔ فلم تدعه حتى ذهب فلما تفرق الناس خطب معاويه فقال من كان يريد ان يتكلم في هذا الأمر فليطلع لنا قرنه فلنحن أحقّ به منه ومن أبيه۔ قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته؟ قال عبدالله۔ فحللت حبوتي۔ هممت أن أقول۔ أحق بهذا الأمر منك من قاتلك وأباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك۔ فذكرت ما أعد الله في الجنان، فقال حبيب، حفظت وعصمت۔ العواصم من القواصم ص۲۲۴

اور بخاری نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ والوں نے یزید کی بیعت کو توڑا تو عبداللہ بن عمر نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا ہے کہ بروز حشر ہر غدار کے لیے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا۔ اور

marfat.com

میں نے اللہ و رسول کے لئے یزید کی بیعت کی تھی اور میں اس سے بڑی کوئی غداری نہیں سمجھتا کہ ہم اللہ اور رسول کے لئے ایک آدمی کی بیعت کریں اور پھر اس سے لڑنے لگیں اور جس شخص نے بیعت یزید کو توڑا ہے اس کا اور میرا فیصلہ ہوگا۔

وروی البخاری - ان اهل المدینة لما خلعوا یزید بن معاویة جمع ابن عمر حشمه وولده وقال - انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة وانا قد بایعنا هذا الرجل علی بیع اللہ ورسوله - وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان نبایع رجلا علی بیع اللہ ورسول ثم ننصب له القتال وانی لا اعلم احدا منکم خلعه ولا بایع فی هذا الامر الا کانت الفیصل بینی وبینه

(العواصم من القواصم ص ۲۲۴، ۲۲۵)

ہائے رے مجبوری یہ دونوں روایات بیان کرنے کے بعد ابن عربی بڑے کرب کے ساتھ لکھتا ہے۔

اے اہل اسلام بخاری کی یہ روائت بھی دیکھو اور پہلی روائتوں کو بھی دیکھو جن میں کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے بیعت نہیں کی تھی اور معاویہ نے ویسے ہی کہہ دیا تھا کہ عبداللہ ابن عمر نے بیعت کرلی ہے۔ پھر اپنے محافظ کو کہا کہ اگر یہ میری بات نہ ملنے تو اس کی گردن ماردینا اور بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اللہ و رسول کی بیعت پر بیعت یزید کی ہے۔ ان روایات کا آپس میں تضاد دیکھو اور سلامتی کے لئے راجح روائت کو قبول کرو اور صحابہ کرام اور تابعین کے معاملہ میں احتیاط کرو جب خدا نے تمھیں اس فتنہ سے بچا لیا اور تم نے اُسے دیکھا بھی نہیں تو تم اُن لوگوں سے کیوں ہوتے ہو جو اپنی زبانوں سے خونریزی میں شامل ہو گئے اور زمین سے ان کے گوشت کے ٹکڑے اٹھانے

کے بعد کتوں کی طرح اُن کا خون چاٹ رہے ہیں۔ اور اب کتوں کو خون چاٹنے کے سوا کیا

marfat.com

مل سکے گا۔ متن ملاحظہ فرمائیں:

فانظروا معشر المسلمین الی مارو ی البخاری فی الصحیح و إلی ماسبق ذکرنا له فی روایة لبعضھم أن عبداللہ بن عمر لم یبایع وأن معاویة کذب وقال قد بایع، وتقدم الی حرسه یامره یضرب عنقه ان کذّبه وھو قد قال فی روایة البخاری قد بایعنا علی بیع اللہ ورسوله وما بینھما من التعارض وخذوا لانفسکم بالارجح فی طلب الاسلامیة والخلاص بین الصحابة والتابعین فلا تکونوا ولم تشاھدوھم۔ و قد عصمکم اللہ من فتنتھم ممن دخل بلساته فی دمائھم۔ فیلغ فیھا ولوغ الکلب لبقیه الدم علی الارض لبعد رفع الفریسة بلحما۔ لم یلحق الکلب منھا إلا لبقیه دم سقط علی الارض۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہے امیر معاویہ کے قول کی تصدیق کر دی جائے کہ معاویہ نے منبر پر کہا تھا کہ ابن عمر نے میری بیعت کرلی ہے تو بخاری نے عبداللہ بن عمر کا اپنا اقرار نقل کر دیا کہ میں نے یزید کی بیعت کی ہے اور اس کی فرمانبرداری کا وعدہ کیا ہے اور وہ بھی اس وقت جب مدینے کے لوگ یزید کے خلاف ہو چکے تھے۔

فلسفے کی مہربانی

ایک فلسفی بزرگ کا گھوڑا چوری ہو گیا۔ جب انھیں معلوم ہوا تو بڑی مسرت سے کہنے لگے شکر ہے، میں اس گھوڑے پر سوار نہیں تھا ورنہ مجھے بھی چور لے جاتے۔

ایک اور فلسفی صاحب نظام کائنات کی کڑیاں ملانے میں معروف تھے۔ کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی اور وہ کھلے صحن میں دیوار سے ٹیک لگائے معروف فلسفہ تھے

marfat.com

اُن کی اہلیہ محترمہ نے چند بار انہیں اندر لے جانے کی کوشش کی مگر بے سود، نتیجۃً صبح آپ کی اکڑی ہوئی لاش وصول ہوئی ۔

ہم غیر ضروری باتوں میں الجھنا نہیں چاہتے ورنہ ان حضرات کے ایسے ایسے لطیفے پیش کرتے کہ آپ کو ملا دو پیازہ اور شیخ چلی کی کہانیں بھول جائیں ۔

معتزلہ کا مذہب بھی شدتِ فلسفہ کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کی نیت بری نہیں تھی۔ انہوں نے غیر مسلم فلاسفروں پر اسلام کی عظمت کا سکہ جمانے کے لیئے فلسفہ میں ارتقاء حاصل کیا اور جب اس فن میں کمال حاصل ہوگیا تو انہوں نے مسائل شرعیہ کو فلسفہ کے تابع کرکے سوچنا شروع کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سوادِ اعظم اہلسنت سے علیحدہ ہوگئے

یہی حال قاضی ابوبکر ابن العربی صاحب کا ہے ۔ ذہن میں ایک خیال پیدا ہوا ۔ اور پھر اُس کی کڑیاں ملانا شروع کردیں اور اپنی ذہنی اختراع کو حقیقت متصور کرلیا۔

اگر یہ بات صرف اُن کی سوچ تک رہتی تو نہایت اچھا تھا مگر بدقسمتی سے انہوں نے اپنی مزعومہ منطق کو نوٹ بھی کرنا شروع کردیا ۔ اور پھر فلسفیانہ اندازِ فکر کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا یعنی وہ باتیں جو پہلے بیان کی تھیں ذہن سے نکلتی گئیں اور ذہنی مفروضوں کو تحقیق سمجھ بیٹھے ۔

قارئین ان کی بیان کردہ دس صفحات پر پھیلی ہوئی وہ روایات پڑھ چکے ہیں جن میں بیعت یزید کے لئے امیر معاویہ کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑا اور یہ بھی ملاحظہ کرچکے ہیں کہ ان تمام روایات کے ابطال کے لیئے انہوں نے آخر پر بخاری شریف کی وہ حدیث بیان کردی ہے جس میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے یزید کی بیعت کرلی تھی ۔

یہ روایت بیان کرنے کے بعد قاضی صاحب نے جو نتیجہ پیش کیا ہے وہ انکے فلسفیانہ ذہن کی پوری طور پر غمازی کرتا ہے ۔

یعنی وہ تمام روایات جھوٹی اور غلط محض ہیں جن میں ہے کہ امیر معاویہ نے جناب

marfat.com

حسین ابن علی، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور عبداللہ بن عمر سے ملاقات کی تو انہوں نے انکار بیعت کیا۔ تفصیل آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔ اس لئے ہم دوبارہ یہ واقعات نہیں دہرائیں گے۔ تاہم چند ضروری نوٹ پیش خدمت ہیں

دعوے کی دلیل قاضی صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ روائتیں اسلئے غلط ہیں اور جھوٹی ہیں کہ ان میں حضرت عبداللہ ابن عمر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ جبکہ بخاری کی روائت میں ہے کہ انہوں نے یزید کی بیعت کر رکھی تھی۔

یہ دلیل بیکار ہے ہم کہتے ہیں کہ پہلی روائت میں صرف عبداللہ ابن عمر کی بیعت کا ہی تذکرہ نہیں بلکہ اُن کے ساتھ مزید بھی تین بزرگ ہیں اور [illegible] سے ایک وہ ہیں جو یزید کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی انتقال فرما گئے اور دو وہ ہیں جو آخری دم تک اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ اور انہوں نے بیعت یزید نہیں کی۔

چنانچہ ان چاروں میں سے ایک کا بیعت کر لینا ثابت کر کے اُن روایات کو جھٹلانے کا کوئی جواز نہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان تینوں روایات میں تمہاری اپنی تحریر کے مطابق بھی حضرت عبداللہ ابن عمر کا کوئی جملہ ایسا نہیں جس سے انہوں نے بیعت یزید سے کھلم کھلا انکار کیا ہو یا امیر معاویہ کے ساتھ اس معاملہ میں بحث کی ہو۔ بلکہ وہ گومگو کی حالت میں ہیں۔ البتہ دوسرے بزرگوں کا واضح انکار موجود ہے۔ ان حالات میں سوائے اسکے کیا سوچا جا سکتا ہے کہ تمہاری یادداشت انتہائی کمزور اور ناقص ہے اور استخراج دلائل کا طریقہ بھی انتہائی بودا ہے۔ لہذا تمہیں یاد دلانے کے لئے تمہاری بیان کردہ پہلی روائتوں میں سے وہ جملے لکھے جاتے ہیں جن میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا مؤقف بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ تمہارے مقلدین سے ہی کوئی اعتراف حقیقت کرلے۔

marfat.com

اپنے آئینے میں خود کو دیکھئے

پہلی روائت میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان

ولکنهم اختار والمسلمین حیث علموا الخیار وانك تجندنی ان اشق عصا المسلمین ولم اکن لأفعل وانما رجل من المسلمین فاذا اجتمعوا علی أمر فانما انا واحد منهم فخرج ابن عمر۔

العواصم من القواصم ص۲۱۶

حضرت عبداللہ ابن عمر نے اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا تم سے پہلے بھی خلفاء ہوئے ہیں اور اُن کے بیٹے بھی تھے۔ تمھارا بیٹا اُن سے اچھا نہیں۔ انہوں نے تو اپنے بیٹوں کے متعلق یہ نہیں سوچا جو تم اپنے بیٹے کے متعلق سوچ رہے ہو بلکہ انہوں نے اس کا اختیار مسلمانوں کو دیا ہے کہ اپنی بہتری سوچیں۔ باقی رہا مجھے نصیحت کرنا کہ میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہ کروں تو میں فی الواقع اختلاف نہیں ڈالوں گا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح جس بات پر وہ اتفاق کرلیں ان کا ساتھ دوں گا اور پھر باہر آ گئے۔

دوسری روائت میں حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان

خطب معاویه فذکر ابن عمر فقال واللہ لیبایعن اولأقتلنه الخ فبلغ الخبر الی عبد اللہ بن صفوان، فدخل علی ابن عمر۔ فقال:۔ اخطب هذا بکذا؟ قال نعم قال فما ترید، اترید قتاله؟ قال یا ابن صفوان واللہ لو اراد ذالك لأقاتلنه (العواصم من القواصم ص۲۱۸)

امیر معاویہ نے خطبہ میں کہا کہ اگر ابن عمر نے بیعت یزید قبول نہ کی تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔ یہ خبر عبداللہ بن صفوان کو ملی تو وہ حضرت عبداللہ ابن عمر کے پاس آئے اور

marfat.com

کہا کہ امیر معاویہ کی یہ بات آپ تک پہنچی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ۔ ابن صفوان نے کہا کہ کیا معاویہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو آپ نے کہا لڑائی سے صبر بہتر ہے

تیسری روایت میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا بیان ہے فقالوا لا بن عمر انت! فقال لست بصاحبکم ولکن اُولوا الکلام ابن الزبیر یکفکم

العواصم من القواصم ص۲۲۰

حضرت امیر معاویہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ تم کوئی بات کروگے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا یہ گفتگو عبداللہ بن زبیر کے سپرد کر دیں وہ اس معاملہ میں کافی ہیں۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ ان تینوں روایتوں میں کونسا جملہ ایسا ہے جس سے یہ ثابت کیا جا سکے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیعت یزید سے انکار کیا ہو۔ بلکہ بخاری کی روایت سے ان میں سے دوسری روایت کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب ابن عمر کے متعلق امیر معاویہ نے یہ کہا کہ اگر اس نے بیعت نہ کی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ تو آپ نے اپنی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں تمام حالات پیش فرمائے تو انہوں نے اس قتل وغارت گری سے بچانے کے لئے آپ کو مشورہ دیا کہ جا کر ابھی اعلان کر دو کہ مجھے یہ بیعت منظور ہے ۔ چنانچہ انہوں نے اس بیعت کو قبول کر لیا۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ انہوں نے بیعت یزید کی تھی اور اپنے عہد پر آخر تک قائم بھی رہے تھے تاہم بخاری کی اس روایت سے اتنا ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے پہلے ضرور کوئی ایسی بات ہوئی تھی جس سے پریشان ہو کر حضرت عبداللہ بن عمر ام المومنین سیدہ حفصہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے ان تینوں ساتھیوں حضرت امام حسین، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ تھے۔

marfat.com

اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیعت کر لی تھی اس لئے ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں جس میں امیر معاویہ نے ان سب کے بیعت کر لینے کا شوشہ چھوڑ کر دوسروں کو بیعت کر لینے پر رضامند کر لیا تھا محض فلسفیانہ قلابازیاں ہیں

یہ تو تصدیق ہے بخاری کی یہ روائت قطعی طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ امیر معاویہ نے ان لوگوں کو دھمکی وغیرہ دے کر لوگوں سے علیحدہ رکھا اور اپنا اعلان کر لینے کے بعد اسی حال میں سب کو چھوڑ کر واپس آ گئے البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کی مزید دھمکی سن کر بیعت کر لی۔

اور ان تینوں روایات کے درست ہونے میں بخاری کی روائت مانع نہیں بلکہ ان کی تصدیق و تائید کرتی ہے اور ان کے راوی جناب وہب بخاری کے معتبر راویوں سے ہیں۔ لہٰذا قاضی ابوبکر ابن العربی صاحب نے ان روائتوں کو باطل قرار دیتے وقت ہرگز یہ نہیں سوچا کہ ان میں کوئی ایسا جملہ نہیں جس سے بخاری کی روائت میں تعارض پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ خواہ مخواہ شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ اس بات کو مان جائیے جدھر بخاری ہے اور اس کا انکار کر دیجئے جس میں بخاری کے سوا کوئی دوسرا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ چلو ہم بخاری کی بات مان لیتے ہیں۔ بخاری ہی میں کوئی ایسی روائت دکھا دو جس میں ہو کہ حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ ابن زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے یزید کی بیعت کر لی تھی۔ جبکہ امیر معاویہ کی بات سے کھلم کھلا انکار ان لوگوں نے ہی کیا تھا اور حضرت عبداللہ ابن عمر تو پہلے ہی سب کچھ تسلیم کئے بیٹھے تھے۔

بہر حال عبداللہ بن عمر کے بیعت کر لینے سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پہلی روایات جھوٹی ہیں جن میں حضرت امیر معاویہ نے دوسرے حضرات سے بیعت لینے کی کوشش کی تو انہوں نے صاف صاف انکار کر دیا اور اس بیعت کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com

ا۔ سنت خلافت راشدہ کے خلاف قرار دیتے ہوئے دین میں ایک کھلی بدعت قرار دیا۔ اور اس بیعت کو ہرگز شرعی بیعت نہیں کہا جا سکتا جو حکومت اور تلوار کے زور پر لی گئی ہو۔

عبداللہ ابن عمر کا اجتہاد

قاضی ابوبکر ابن العربی کی تقلید میں عباسی وغیرہ اور اس کے پس خوردہ نے اس بات پر بڑا زور دے رکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی اور صحابی زادے نے بیعت یزید کو برضا و رغبت قبول کر لیا اور آخر تک اپنے عہد پر قائم رہے تو پھر یزید کی خلافت حقہ پر کیسے اعتراض کیا جا سکتا ہے؟

یہ البتہ ایک سوال ہے جسے ایک واضح دلیل کا نام دیا جا سکتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس دلیل کے بل بوتے پر یزید خلیفہ راشد اور اس کی کسرائی امامت کو خلافت راشدہ کا نام دیا جا سکے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیعت کر کے اس پر قائم رہنے سے یزید پلید فرشتہ ہرگز نہیں بن سکتا بلکہ وہ وہی یزید ہے جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک فاسق و فاجر اور ظالم بادشاہ تھا۔

اس لئے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ذاتی اجتہاد تھا۔ اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس ایک اجتہاد کے علاوہ آپ کے اور بھی متعدد اجتہادات ایسے ہیں جو حجت قرار نہیں پاتے۔

ابن العربی اور عباسی وغیرہ نے یہ روایت بھی بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے درج کر رکھی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس وقت جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بلوائیوں نے محاصرہ کر رکھا تھا اپنے آپ کو اس فتنہ سے بالکل بچائے رکھا اور اس واقعہ میں کسی قسم کا کوئی کردار ادا نہیں کیا۔

marfat.com

اور یہ روائت بھی بڑے زور و شور سے بیان کر رکھی ہے کہ جب جنگ صفین ہوئی تو باوجود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیعتِ خلافت کر لینے کے آپ نے جنگ میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں مسلمانوں پر تلوار اٹھانا نہیں چاہتا۔

( )

ہمیں ان روایات کو قبول کر لینے میں ہر گز تامل نہیں۔ مگر ہم بصد احترام ابن عربی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم نے حضرت عبداللہ ابن عمر کا موقف بھی پیش کیا ہے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی امیر کی بیعت سے علیحدہ نہیں رہنا چاہتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہونے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے اور یہ روائت بھی بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کی خلافت پر لوگوں کا اجماع ہو جائے تو اس پر خروج کرنے والے کو قتل کرنے کے لئے تم تلوار اٹھا لو اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت کر رکھی تھی اور حضرت علی کی بیعت قائم ہو چکی تھی کیونکہ ایک یا دو آدمیوں کے بیعت کر لینے سے بھی بیعت ہو جاتی ہے۔

اب جبکہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے حضرت عثمانؓ غنی سے بیعت کر رکھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اُن پر بلوہ کرنے والوں کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی۔

اور پھر جب آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیعت کر رکھی تھی تو آپ نے امیر معاویہ کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی اور جنگ صفین میں شرکت کرنے سے کیوں پہلو تہی کی۔

اگرچہ آپ کا اُن دونوں مقامات پر خاموشی سے ایک طرف ہو رہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے سراسر خلاف ہے جس میں تسلیم شدہ امیر کے مخالف کی گردن اڑا دینے کا حکم ہے۔

marfat.com

تاہم یہ آپ کا اجتہاد ہی کہلائے گا اور آپ نے اس روایت سے احتجاج کیا ہے۔ جس میں ہے کہ مسلمان بھائی کا خون نہ بہاؤ۔ مگر آپ کا یہ اجتہاد پوری امت کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ ورنہ جنگ صفین میں طرفین کے مؤقف کو باطل قرار دینا پڑے گا۔

کیسے کیسے اجتہاد

یہی نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے بیسیوں ایسے اجتہادات کتب احادیث میں موجود ہیں جو مسلمانوں کے لئے قطعی طور پر حجت نہیں مثلاً بخاری شریف ہی میں ایک یہ روایت موجود ہے کہ جب آپ سے جہاد ترک کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا اسلام کے یہ پانچ ہی ارکان ہیں۔ توحید و رسالت پر ایمان۔ پانچوں نمازیں، رمضان المبارک کے روزے، ادائے زکوٰۃ اور حج بیت اللہ شریف۔

عن نافع ان رجلا اتی ابن عمر فقال یا عبدالرحمٰن ما حملک علی ان تحج عاما و تعتمر عاما و تترک الجهاد فی سبیل اللہ۔ قد علمت مارغب اللہ فیه۔ قال یا ابن اخی بنی الاسلام علی خمس۔ ایمان باللہ و رسوله، والصلوٰۃ الخمس و صیام رمضان و اداء زکوٰۃ و حج البیت

(بخاری جلد دوم ص۶۴۹)

اسی طرح جب آپ سے کہا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ: جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں قتال کرنے لگیں تو ان میں صلح کرادو اور پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑائی کرو جو زیادتی کرتا ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے کی بات ہے اس وقت مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی اور یہ حدیث بھی بخاری شریف میں ہی موجود ہے بلکہ مندرجہ بالا روایت ہی کا ایک حصہ ہے۔ متن ملاحظہ ہو۔

marfat.com

قال یا ابا عبدالرحمن الا تسمع ما ذکر اللہ فی کتابہ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۔ الیٰ اِلٰی اَمْرِ اللّٰهِ ج وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ قال فعلنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان الاسلام قلیلا (بخاری ۶۴۸)

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمر کے ساٹھ سے بھی زیادہ اجتہاد ایسے ہیں جو جمہور اہل اسلام کے لئے ناقابلِ قبول ہیں۔ مثلاً آپ بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے پیشاب کرنا جائز قرار دیتے ہیں جبکہ کوئی آڑ موجود ہو۔

ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جائیں گے اور نہ ہی یہ ہمارا مقصد ہے کہ بات کو خواہ مخواہ طُول دے دیا جائے۔

چونکہ قارئین کی اس خلش کو دور کرنا ضروری امر تھا۔ اس لئے یہ چند باتیں بتا دی گئیں اجتہاد روایات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ کسی بھی صحابی کے پاس جو روائت موجود ہو اس کا اجتہاد اسی کے مطابق ہوگا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فرامین کا حصر آپ کا کوئی بھی صحابی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے یہ صُورت پیدا ہوئی اور ضروری نہیں کہ ہر اجتہاد دوسروں کے لئے بھی لائقِ عمل یا حجت ہو۔ کیونکہ اجتہاد میں غلطی کا امکان ہے چنانچہ انہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب کہا کہ اہل میت کی آہ و بکا سے میت پر عذاب ہوتا ہے تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔ نہیں خدا کی قسم نہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کفار کے لئے فرمائی ہے کہ انکے مردے پر عذاب ہو رہا ہوتا ہے اور یہ اس پر رو رہے ہوتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے جھوٹ نہیں بولا مگر اسکو یا تو سماع میں غلطی ہوئی ہے یا اس سے سہواً ہو گیا ہے۔

قال لما بلغ عائشۃ قول عمر وابن عمر قالت انکم لتحدثونی عن غیر ولا مکذبین ولکن السمع یخطئ۔ دوسری روائت میں ہے۔

فقالت عائشۃ یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی او اخطاء۔ (مسلم شریف جلد اول صـ ۳۰۳) اور فرمایا کہ یہ

عزیمت یا رخصت

بہر حال اس مسئلہ کو انہیں الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما طبعاً بجائے ہنگامہ خیز زندگی کے حجرہ نشینی کو زیادہ پسند فرماتے تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ نے بجائے تب وتاب جاودانہ اور مقامِ عزیمت کے مقامِ رخصت کو اپنا رکھا تھا۔ اور خواہ کتنا ہی اہم موقعہ کیوں نہ ہو جدال وقتال سے پرہیز کرتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اپنے آخری لمحات میں چھ افراد میں کسی ایک کو خلیفہ بنا لینے کی وصیت فرمائی تو ساتویں امیدوار کے طور پر آپ کی خدمت میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا نام بھی پیش کیا گیا۔ مگر آپ نے اس مشورہ کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو خلافت کی ذمہ داریوں کے اہل کس طرح سمجھ سکتا ہوں۔ جو اپنی بیوی کو ٹھیک طریقہ سے طلاق بھی نہ دے سکتا ہو۔

(الطبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۴۶)

بتلایا یہ جا رہا تھا کہ جناب عبداللہ بن عمر فطرتاً جدال وقتال سے پہلو تہی کرتے تھے اور مجتہد فی الدین تھے۔ ان کے سامنے اطاعت امیر کی ایسی ہی روایات تھیں جن کے پیش نظر انہوں نے بیعت یزید کر بھی لی اور پھر اُسے توڑنے سے انکار بھی کر دیا۔

مگر ان کا یہ اجتہاد عالم اسلام کے لئے قابلِ قبول نہیں تھا۔ خاص طور پر اہل مدینہ جن میں صحابی بھی تھے اور صحابہؓ زادے بھی اور اُن مقدس نفوس نے جب دمشق میں جا کر خود تصدیق کر لی۔ کہ یزید فسق وفجور میں پورے طور پر مبتلا ہے اور یہ خبر پُوری تصدیق کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچ گئی تو انہوں نے اس بیعت کے پرخچے اُڑا دیئے۔ اور اُسے بھی اجتہاد ہی کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ تمام اہل مدینہ کا یہ اجتہاد تھا کہ فاسق وفاجر اور تارکِ نماز آمر کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے اور عبداللہ ابن عمر

marfat.com

کا یہ اجتہاد تھا کہ جب ایک شخص کی بیعت کر لو تو جب تک وہ مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے نکل نہ جائے اس کی اطاعت کرو مگر اس بات پر آپ نے یہاں بھی عمل نہیں کیا کہ امیر کے خلاف جو شخص بھی خروج کرے اُس کی گردن اڑا دو اور نہ ہی آپ نے اُس پر اُس وقت عمل کیا جب امام حسینؑ علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے تھے۔ حالانکہ پوری حدیث پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ آپ یزید کی حمایت میں امام حسینؑ سے بھی لڑائی کرتے اور واقعہ حرّہ کے وقت اہل مدینہ پر بھی تلوار اٹھاتے[۱]۔

مگر آپ اپنی طبیعت کے موافق ہر مقام پر لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرتے رہے۔ اور خون ریزی سے بچتے رہے اور آخر میں اس احتیاط اور سلامت روی کے باوجود بھی حضرت عبداللہ بن زبیر کے دورِ خلافت میں حجاج بن یوسف کے ایک فوجی نے آپ کو زہر آلود نیزہ سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کیا یہ بیعتِ خلافت ہے

قارئین کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ امیر معاویہ نے یزید پلید کے لئے حجاز مقدس میں کون کون سے حربے استعمال کئے۔ کیا اس بیعت کو خلافت راشدہ کی بیعت کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی گفتگو سے امیر معاویہ کو لاجواب کر دیا تھا اور اُن پر ثابت کر دیا تھا کہ یہ بیعت اسلامی بیعت نہیں اور بالآخر امیر معاویہ نے اُن سے مایوس ہو کر لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ ان سب نے بیعت کر لی ہے لہذا تم بھی بیعت کر لو۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے بھی اس بیعت کو غلط قرار دیا تھا۔ لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لئے یہ اقرار کر لیا کہ اگر لوگوں نے تمہاری بات مان لی

[۱] حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ بیعتِ یزید توڑنے والے سے مقابلہ ہو گا۔

marfat.com

تو میں انکار نہیں کروں گا۔

اور ان روایات کے علاوہ شارحین بخاری نے یزید کی بیعت کو توڑنے کے قولِ ابن عمر کی تشریح میں جو لکھا ہے اس میں بیعت کرنے کا واقعہ اس طرح صحیح ہے کہ جب امیرِ معاویہ نے عبداللہ ابن عمر سے یزید کے لئے بیعت لینا چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں دو امیروں کی بیعت کس طرح کر سکتا ہوں تو امیر معاویہ نے انہیں ایک لاکھ درہم بھیج دیا اور آپ نے قبول کر لیا۔

اور پھر جب امیر معاویہ فوت ہوئے تو یزید کو آپ نے خط لکھ دیا کہ:۔
(مجھے تیری بیعت قبول ہے)

عن نافع ان معاویة اراد ابن عمر علی ان یبایع لیزید فابی وقال لا ابایع الامیرین، فارسل الیہ معاویة بمائة الف درھم فاخذھا فدس الیہ رجلا فقال لہ ما یمنعک ان تبایع ؟ فقال ذالک ذالک یعنی عطاء ذالک المال لاجل وقوع المبایعة۔ ان دینی عندی اذا لرخیص فلما مات معاویة کتب ابن عمر الی یزید۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد پنجم ص۱۲۶)

یہی نسخہ

یہ نسخہ جناب امیر معاویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کیلئے بھی استعمال کیا تھا مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور اس پیشکش کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں دنیا کے بدلے دین فروخت نہیں کروں گا۔ چنانچہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی الاصابہ میں اور علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب میں

marfat.com

اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

زبیر بن عبداللہ بن نافع سے روایت ہے کہ امیر معاویہ نے لوگوں کو بلا کر یزید کی بیعت کے لئے خطبہ دیا پھر حسین ابن علی۔ عبداللہ ابن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے کلام کیا تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے فرمایا کہ یہ ہرقلیہ طریقہ ہے کہ ایک قیصر کے مرنے پر دوسرا قیصر تخت نشین ہوتا رہتا ہے۔ خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ اور عبدالعزیز نے زہری کی سند سے بیان کیا کہ امیر معاویہ نے واپس آ کر ایک ہزار دینار عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے پاس بھیجا تو انہوں نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں دنیا کے بدلے دین فروخت نہیں کرتا۔ اور پھر مکہ معظمہ میں چلے گئے اور یزید کی بیعت مکمل ہونے سے پہلے انتقال فرما گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئیں اور ان کے مزار پر روتی رہیں۔ متن یہ ہے۔

واخرج الزبیر عن عبداللہ بن نافع قال خطب معاویۃ فدعا الناس الی بیعۃ یزید فکلمہ الحسین بن علی وابن الزبیر وعبدالرحمٰن بن ابی بکر فقال لہ عبدالرحمٰن اھرقلیۃ کلما مات قیصر کان قیصر مکانہ لانفعل واللہ ابدا ولبسندہ لہ عبدالعزیز الزھری قال لعث معاویۃ الی عبدالرحمٰن بن ابی بکر لعو ذالک الف دینا فردھا وقال لا ابیع دینی بدنیائی وخرج الی المکۃ فمات بھا قبل ان تتم بیعت الیزید ولما بلغ عائشۃ خبرہ خرجت حاجۃ فوقفت علی قبرہ فبکت۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ جلد دوم ص۴۰۲)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد دوم ص۳۹۳)

انہی کتابوں اور بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ امیر معاویہ نے حجاز مقدس میں

marfat.com

اپنی آمد سے پہلے مروان کو لکھا کہ لوگوں سے یزید کے لئے بیعت لو۔ اور مروان نے حکم حاکم پہنچانے کے لئے جب اہل مدینہ کو جمع کر کے خطبہ دیا تو حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر نے فرمایا تھا کہ "یہ سنت ہرقل ہے"۔ اور یہ سنتے ہی مروان نے آپ کو پکڑ لینا چاہا تو آپ اپنی ہمشیرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مروان بھی پیچھے تھا۔ اس نے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کو کہا کہ تمہارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (لوالدیہ اُف) یعنی تم اپنے والدین کے ساتھ زیادتی کرتے ہو۔ اس کی خرافات سُن کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے اس کا انکار فرمایا۔ اور فرمایا کہ:۔ کہ اگر تم چاہو تو اس کا نام بتادوں کہ یہ کس کیلئے نازل ہوئی ہے۔

"واخرج البخاری من طریق یوسف بن ماھک کان مروان علی الحجاز استعمله معاویة فخطب فذکر یزید بن معاویه لکی یبایع له بعد ابیه فقال له عبدالرحمٰن بن ابی بکر شیئاً۔ فقال خذوه، فدخل بیت عائشة فقال مروان ھذا الذی و انزل اللہ فیه (والذی قال لوالدیه اف لکما) فانکرت عائشة ذالک من وراء الحجاب"

واخرجه النسائی والاسماعیلی من وجه آخر مطولا فقال مروان سنة ابی بکر و عمر، فقال عبدالرحمٰن سنة ھرقل و قیصر وفیه فقالت عائشة واللہ ماھو به ولو شئت ان اسمیه لسمیته (الاصابه ج ۲ الاستیعاب ۳۹۳/۲)

> اللہ تعالےٰ نے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ صادق حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی قسم پوری فرمادی اور آپؓ یزید پلید کی بیعت مکمل ہونے سے پہلے ہی اپنے خالقِ حقیقی کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

marfat.com

عجیب دھوکا عباسی وغیرہ نے متعدد بار یہ دھوکا دینے کی بھی کوشش کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا وصال تو ۵۳ھ میں ہو گیا اور یزید کی تخت نشینی کا دور ۶۰ھ ہے۔ تو یہ دھوکا محض دھوکا ہے کیونکہ یزید کی ولیعہدی کا پروگرام ۵۰ھ سے بھی پہلے مرتب ہو چکا تھا کیونکہ اس فتنہ کا آغاز کرنے والے مغیرہ بن شعبہ ۵۰ھ میں انتقال کر گئے تھے اور یہ مسئلہ بہرحال اُن کی زندگی میں ہی اٹھا تھا کیونکہ بعد از انتقال تو انہوں نے یہ مشورہ امیر معاویہ کو نہیں دیا ہوگا۔

عباسی نے بخاری شریف کی وہ حدیث نقل کر کے جس میں عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے اس بیعت کو ہرقل کی سنّت قرار دیا تھا لکھا ہے کہ مروان کے کہنے پر سب لوگوں نے ہی بیعت یزید کو تسلیم کر لیا تھا اور صرف عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے ہی انکار کیا تھا۔ چہ خوب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مروان یہ کام مکمل کر چکا تھا تو امیر معاویہ کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں اس کے لئے کیوں اتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں ہوتے ہی نہیں۔ اور حقائق کو خواہ کتنا ہی مسخ کرنیکی کوشش کی جائے حقائق ہی رہتے ہیں۔

اور یہ قطعی بات ہے کہ یزید کی بیعت کا کوئی شرعی جواز موجود نہیں تھا۔ ورنہ لاکھ لاکھ درہم اور ہزار ہزار دینار سے رائے عامہ کو خریدنے کی کوشش نہ کی جاتی جو حکومت تلواروں اور دیناروں کے زور پر معرضِ وجود میں آئی ہو اسے خلافتِ حقہ اور خلافتِ راشدہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے اور پھر اس سنّتِ ہرقلیہ پر عمل کرنے سے جسطرح اسلامی اقدار پامال ہوئیں ان کو ہر انصاف پسند مسلمان ٹھیک طور پر جانتا ہے۔ ابوبکر ابن العربی نے اس امارت کو خلافت حقہ اور عباسی وغیرہ نے خلافتِ راشدہ ثابت کرنے کے لئے جو ایوانِ استدلال سجایا تھا وہ بفضلہٖ تعالےٰ

marfat.com

رہیں بوس ہو چکا ہے۔

اب یزید کا تعارف باقی ہے جسے صحابہ کا امام و امیر اور فرشتہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے۔

یزید لعین کا اصلی چہرہ

قارئین نے باب اول میں یزیدیت کے پرستاروں کے یزید پلید کی مدح و ستائش میں لکھے ہوئے متعدد قصائد ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ مگر لفظوں کے یہ خوبصورت غلاف یزید لعین کے بھیانک چہرے کو کیسے ڈھانپ سکتے ہیں ۔ جب کہ اس کی مکروہ تصویر قرطاسِ عالم پر کھینچی جا چکی ہے ۔

خارجیوں کی خلافتِ راشدہ کے معرض وجود میں آنے کا شاخسانہ قارئین بالوضاحت ملاحظہ فرما چکے ہیں اب ان کے خلیفۂ راشد ۔ پیدائشی جنتی اور معصوم فرشتہ کے کرتوت ملاحظہ فرمائیں ۔

سب سے پہلے ہم یزید نوازوں کی یزید نوازیوں کا جواب دیں گے اور پھر اس کے کارنامے پیش کریں گے ۔

ایک جھوٹ اور سہی

ہمارے قارئین یہ تو جان ہی چکے ہیں کہ یزید کے میر منشی یزید کو یگانۂ روزگار عابد و زاہد تابعی تسلیم کر کے اسے صحابہ کا امام اور امیر ثابت کرتے ہیں مگر ان کے امام دوم ابوبکر ابن العربی جن کا نام آپ گزشتہ صفحات میں کئی بار پڑھ چکے ہیں یزید کی امارت کو بزعم خویش ، خلافت حقہ تسلیم کرانے کے بعد اسے صحابی بھی تسلیم

marfat.com

بتانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے یزید کا تذکرہ صحابہ کرام میں کیا ہے اور اس کے بعد تابعین کا ذکر شروع کیا ہے۔ ملاحظہ ہو

وهذا احمد بن حنبل على تقشفه وعظيم منزلته فى الدين وورعه قد ادخلت يزيد بن معاوية فى كتاب الزهد انه كان يقول فى خطبة اذا مرض احدكم مرضاً فاشفى ثم تماثل فلينظر الى أفضل عمل عنده فليلزمه ولينظر الى أسوأ عمل عنده فليدعه وهذا يدل على عظيم منزلته عنده حتى يدخله فى جملة الزهاد من الصحابة والتابعين الذى يقتدى بقولهم ويرعوى من وعظهم. ونعم وما ادخله الا فى جملة الصحابة قبل ان يخرج الى ذكر التابعين۔ (العواصم من القواصم ص۲۳۳)

ترجمہ:۔ اور یہ احمد بن حنبل ہیں ان کا دین اور تقویٰ میں عظیم مقام ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے خطبہ میں کہا تھا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی بیمار ہو کر نزع کے عالم میں پہنچ کر پھر تندرست ہو جائے تو وہ غور کرے اور اس عمل کو لازم قرار دے لے جو افضل ترین ہو اور پھر اپنے کسی برے عمل کو دیکھے تو اسے ترک کر دے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یزید کا مقام امام احمد بن حنبل کے نزدیک بہت بلند تھا۔ حتی کہ امام احمد بن حنبل نے یزید کو ان زہاد صحابہ اور تابعین میں شمار کیا جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اور جن کے وعظ سے لوگ گناہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ملاحظہ امام احمد بن حنبل نے یزید کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور پھر اس کے بعد تابعین کا ذکر ہے

کیا یزید صحابی بن گیا

یہ ہے ترجمہ قاضی ابن عربی صاحب کی عبارت کا اب اس سے بڑھ [illegible] یب دہی کی واردات کیا ہو گی کہ فرضی عبارت بنا کر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب بھی کر دی جائے اور ان کی کتاب کا نام بھی لکھ دیا جائے۔

marfat.com

آپ اندازہ کریں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے کئی سال بعد پیدا ہونے والے ایک ظالم بادشاہ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ثابت کرنے کے لئے فرضی عبارتیں بنا سکتا ہے وہ حقیقت بیان کرنے میں کہاں تک مخلص ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ یزید کی خلافت کو اور بیعتِ خلافت کو اعتراضات سے بچانے کے لئے قاضی صاحب نے جو ہاتھ پاؤں مارے ہیں وہ سب ان کے فلسفیانہ ذہن کی پیداوار ہے ورنہ حقیقت کا تو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اب یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ امام احمد بن حنبل تو یزید کا تذکرہ صحابہ کرام میں کرتے ہیں۔

عباسی نے بھی اس روائت کو اپنی کتاب خلافت معاویہ ویزید کے صفحہ ۶۶ پر ابن عربی کے ہی حوالہ سے نقل کیا ہے اور حاشیہ میں لکھ دیا ہے کہ موجودہ کتاب الزہد میں یہ روائت موجود نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ آخر ان بے ایمانیوں اور بددیانتیوں کا حاصل کیا ہے۔ کیا یہ روائت کسی کتاب میں موجود بھی ہو تو یزید صحابی بن جائے گا۔

علاوہ ازیں تم نے بھی تو یزید پلید کی حضرت ابو درداء صحابی سے ان کے انتقال کے تیس سال بعد ملاقات ثابت کر ہی دی ہے۔ آخر یہ غیر حقیقی باتیں اور تاریخی فراڈ تمہارا کہاں تک ساتھ دیں گے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے واضح طور پر یزید پلید کو کافر کہا اور مستحقِ لعنت قرار دیا۔ اور تم انہی امام صاحب پر تہمت لگا رہے ہو کہ وہ اسی یزید لعین کو صحابہ کرام میں شمار کرتے ہیں۔ اور اس کی روائتیں بیان کرتے ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

marfat.com

ہمارا چیلنج

اس سے قبل کہ یزید پلید کی مکروہ ترین تصویر کا خاکہ قارئین کے سامنے لایا جائے اور اس کے مکروہ چہرے پر ڈالے ہوئے خارجیوں کی تغالط کے نقابوں کو نوچا جائے ہم دنیا بھر کے تمام یزید نوازوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر تم سب لوگ مل کر بھی جمہور اہلسنت کی کسی بھی معتبر کتاب سے یہ ثابت کر دو کہ چاروں فقہی ائمہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی یزید کو خلیفہ برحق ثابت کیا ہو اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو خروج عن الجماعت قرار دیتے ہوئے فتنہ خیزی اور شر انگیزی کا نام دیا ہو تو ہم تمہیں مبلغ ایک ہزار روپے نقد ادا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، ذرا سی بھی سچائی کی رمق باقی ہے تو یہ انعام حاصل کرنے کی ضرور کوشش کریں۔ عبارات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا تحقیق نہیں فراڈ ہے۔ بہر حال یہ چیلنج کر دینے کے بعد ہمیں قطعی طور پر یقین ہے کہ یہ انعام تم لوگ قیامت تک بھی حاصل نہیں کر سکو گے، کیونکہ ایسا ثبوت پیش کیا جانا محال ہی نہیں ناممکنات سے ہے۔

بہر صورت اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ثبوت پیش کرو

marfat.com

بصورت دیگر اب تک کہ گئی تمام خرافات کو نذرِ آتش کرتے ہوئے
از سرِ نو اسلام قبول کر کے خدا تعالیٰ سے سابقہ گناہوں کی معافی طلب
کرو اور توبہ تو وار ہتا ہے۔ ممکن ہے رحمتِ خداوندی تمہیں
اپنے دامن میں جگہ دیدے، ورنہ تم لعنتی کے گڑھوں میں
تو گر ہی چکے ہو، ہمارا دعویٰ ہے کہ جمہور اہلسنت میں سے کسی
ایک کا بھی کبھی یہ عقیدہ نہیں رہا کہ نعوذ باللہ من ذالک امام عالیمقام
امام حسین علیہ السلام حکومت کے باغی تھے اور یزید پلید
خلیفہ برحق ہونے کے ساتھ ساتھ متقی اور پرہیزگار بھی تھا۔
اور اُسکے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کا جواز موجود ہے۔

بہرحال:۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر علمائے اہلسنت سلف و خلف کی یزید کے بارے میں آراء ہم بالوضاحت آئندہ اوراق میں پیش کریں گے۔ یہاں یزیدیوں کے سب سے بڑے حربہ کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ اور وہ حربہ ہے "حدیث قسطنطنیہ" اسی روایت کی بنا پر ان لوگوں نے یزید کی شان بیان کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں اور اسی ہتھیار کے بل بوتے پر شانِ اہلِ بیت میں طعن و تشنیع کے تیر برسائے ہیں۔

بہرحال حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق پیشِ خدمت ہے۔

marfat.com

خارجیوں کا سب سے بڑا حربہ

حدیثِ قسطنطنیہ

حمایت یزید پلید میں خارجیوں کے اسلحہ خانہ میں جو سب سے بڑا حربہ ہے وہ بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں قیصر کے شہر یعنی قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والی فوج کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مغفور لہم" فرمایا۔

خلافت معاویہ و یزید اور رشید ابن رشید صرف دو کتابوں میں اس حربہ کو دو صد سے بھی زیادہ بار استعمال کرتے ہوئے عوام کو باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یزید اس فوج میں بحیثیت جرنیل شامل تھا اس لئے وہ "مغفور لہم" کی بشارت میں شامل ہے اور یہ کہ اسکی مغفرت یقینی ہے۔ بلکہ رشید ابن رشید کے بے وقوف اور حربہ ساز مصنف نے اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے یزید کو پیدائشی جنتی کے لقب سے بھی ملقب کر دیا ہے اور اس پیدائشی جنتی کے جملہ کو بھی اس نے بار بار دہرا کر عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے چونکہ اس احمق الناس نے کسی بھی کتاب کے ماخذ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور محض کتاب خلافت معاویہ و یزید کی تحریروں اور استدلال سے متاثر ہو کر ہی کتاب ترتیب دی ہے اس لئے وہ یقین و اعتماد سے اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ یزید پلید قطعی طور پر جنتی ہے اور بشارتِ مغفرت کا مصداق ہے۔ اس مجہول ترین انسان نما حیوان کو یہ تک بھی معلوم نہیں کہ عباسی نے یہ استدلال پیش کرتے وقت کونسا فراڈ کھیلا ہے اور وہ فریب دیتے وقت کسقدر مضطرب ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں عقل کا سرے سے ہی فقدان ہو وہاں سوائے جہالت کے اور کیا ہوگا۔

بہر حال ابو یزید جسے ابن یزید کہنا زیادہ مناسب ہے کا رنگ قطعی طور پر تقلیدی ہے مسمر وہ ان تمام تر روایات کے گرد و پیش سے قطعی طور پر نا آشنا اور نا شناسا ہے، وہ عباسی

marfat.com

کی پیش کردہ ہر روایت کو جوں کا توں قبول کرتے ہوئے آیاتِ قرآنی سمجھ لیتا ہے اور پھر انہیں قطع برید شدہ روایات کا سہارا لیکر اپنی ذہنی غلاظت کو غلیظ اور غیر مہذب تحریر کی صورت میں کاغذوں پر پھیلاتا چلا جاتا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ ابن یزید بٹ سے قطع نظر کرتے ہوئے عباسی کی ان تحریروں کو سامنے لایا جائے جن کے بل بوتے پر ابنِ یزید بٹ اور عباسی کے دیگر متبعین مسلسل ایمان سوز اور گمراہ کن پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

چنانچہ پہلے ہم عباسی کی متعدد صفحات پر پھیلی ہوئی حدیث قسطنطنیہ کی بحث من وعن پیش کرتے ہیں اور بعد میں اس پر شارحین حدیث کا تبصرہ پیش کرتے ہوئے عباسی کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کریں گے۔ ملاحظہ ہو!

خارجیوں کا استدلال

اس فوج کے امیر اور سپہ سالار امیر المومنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے یہی وہ پہلا اسلامی جیش تھا جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ اسی اسلامی فوج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارتِ مغفرت دی تھی۔ صحیح بخاری کی کتاب الجہاد کے باب "ماقیل فی قتال الروم" یعنی رومی عیسائیوں سے جہاد کے ذکر میں جو فرمایا گیا ہے" کی حدیث یہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کی پہلی فوج جو (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گی ان کے لئے مغفرت ہے۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۱۰

شارح صحیح بخاری علامہ قسطلانی نے مدینہ قیصر کی تشریح کی ہے اس سے مراد رومی نصرانیت کا صدر مقام قسطنطنیہ ہے۔ پھر اس حدیث کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

کان اول من غزا مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ ومعہ جماعۃ من سادات الصحابۃ کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہم

marfat.com

مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) پر سب سے اول جہاد یزید بن معاویہ نے کیا اور ان کے ساتھ سادات صحابہ مثل ابن عمرو ابن عباس و ابن زبیر اور ابوایوب انصاری کی ایک جماعت تھی۔

(حاشیہ ص۱۰۴ جلد ا صحیح بخاری مطبوعہ اصح المطابع دہلی ۱۳۵۷ھ ہجری)

علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت امیر معاویہ اور ان کے فرزند امیر یزید کی منقبت میں ہے۔ ساتھ ہی محدث المہلب کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال المهلب فی هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه اول غزا البحر ومنقبة مولده لانه اول غزا مدينة قيصر" حاشیہ بخاری جلد اوّل ص۴۱۰

ترجمہ:۔ اس حدیث کے بارے میں محدث المہلب نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث منقبت میں ہے حضرت معاویہ کے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے بحری جہاد کیا اور منقبت میں ہے ان کے فرزند (امیر یزید) کے کہ انہوں نے سب سے پہلے مدینۂ قیصر (قسطنطنیہ) پر جہاد کیا۔

حضرت اُم حرام زوجہ حضرت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے جن کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیلولہ فرمایا اور بحالتِ خواب حضرت معاویہ کے بحری جہاد اور جہادِ قُسطنطنیہ کی کیفیتوں کا انکشاف ہوا۔

اول جيش من امتى يغزون البحر قد اوجبوا (صحیح بخاری شریف جلد ا ص۴۱۰)

ترجمہ میری امت کی پہلی فوج جو بحری جہاد کرے گی اس پر جنت واجب ہوگی۔

علامہ ابن حجر قد اوجبوا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یعنی ان سب غازیوں کے لئے جنت واجب ہوگی۔ ابن تیمیہ نے صحیح بخاری کی حدیث جہاد کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے اور پہلی (اسلامی) فوج جس نے (قسطنطنیہ) پر جہاد کیا اس کے سردار امیر یزید تھے اور لفظ فوج ایک معین تعداد سے مطلق نہیں یعنی اس فوج کے ہر شخص کا مغفرت میں شامل ہونا قوی تر ہے۔ اسی حدیث (مغفرت) کی خاطر (امیر) یزید نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ (منہاج السنہ ص۲۵۲ جلد ۲)

اس حدیث میں جن دو اسلامی لشکروں کے لئے وجوب جنت اور مغفرت کی پیشگوئی لسان نبوی سے ہوئی کتاب الجہاد صحیح بخاری و کتاب الجہاد صحیح مسلم پہلا اسلامی جیش حضرت معاویہؓ کی قیادت میں تھا اور دوسرا اسلامی جیش امیر یزید کی سرکردگی میں تھا۔ امیر یزید کی اس فوج میں

marfat.com

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا بڑے بڑے صحابہ کرام یعنی حضرت ابو ایوب انصاری (میزبان رسول) نیز عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباسؓ کے علاوہ ابن زبیرؓ اور حسینؓ بن علیؓ شامل تھے علامہ ابن کثیر نے حضرت حسینؓ کی شرکت جہادِ قسطنطنیہ اور امیر یزید کے ساتھ اس فوج میں شامل ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

کان الحسین یغدا الی معاویة فی کل عام فیعطیه ویکرمه وکان فی الجیش الذین غزوا القسطنطنیة مع ابن معاویة یزید۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص۱۵۱)

ترجمہ حسینؓ ہر سال معاویہ کے پاس جایا کرتے تھے کہ وہ ان کو عطیہ دیتے اور ان کا اکرام کرتے وہ (حسینؓ) اس فوج میں شامل تھے جس نے امیر معاویہؓ کے فرزند (امیر) یزید کے ساتھ قسطنطنیہ پر جہاد کیا تھا۔ (خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۲۹ تا ۳۲)

ان دلائل کے بعد خارجی عباسی نے اِدھر اُدھر کی کئی تحریروں سے صرف یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قسطنطنیہ کے جہاد میں سیّدنا امام حسین علیہ السلام بھی شامل تھے اور یہ جنگ یزید پلید ہی کے زیر کمان لڑی گئی نیز یہ کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی یزید ہی نے پڑھایا تھا اور جنازہ کی نماز میں امام حسین علیہ السلام نے یزید کی اقتداء کی تھی۔

عباسی کی چالاکی

ان روایات کو بیان کرتے وقت خارجی مصنف نے ایک تو یہ ہوشیاری دکھائی ہے کہ شارحین حدیث کی عبارت کے محض اتنے ہی ٹکڑے نقل کئے ہیں جن سے اس کی مطلب براری ہو سکتی تھی اور دوسری چالاکی یہ کی ہے کہ حدیث میں بیان کئے گئے دو مختلف کی بشارتوں کو ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیا کہ اس حدیث میں جن دو اسلامی لشکروں کے لئے وجوب جنت اور مغفرت کی پیشگوئی لسان نبوی سے ہوئی۔ پہلا اسلامی جیش امیر معاویہ کی قیادت میں تھا اور دوسرا اسلامی جیش امیر یزید کی سرکردگی میں تھا:

اس خطرناک چالاکی کو بروئے کار لاتے ہوئے اس نے اور اس کے متبعین نے سینکڑوں بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ یزید پلید پر حدیث کی رُو سے جنت واجب ہو چکی ہے اور یہ کہ وہ قطعی جنتی اور پیدائشی ہے اس سے بڑھ کر ان کی فریب کاری کی مثال اور کیا پیش کی جا سکتی ہے کہ حضور سرورِ کونین

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو واضح طور پر فرمار کھا ہے کہ پہلے اسلامی جیش پر جنت واجب ہے اور دوسرے اسلامی جیش کیلئے وعدہ مغفرت ہے لیکن نام نہاد محققین نے انتہائی غیر محسوس طریقے سے دونوں لشکروں کی بشارت کو ایک جگہ جمع کر کے یہ باور کرادیا کہ ان دونوں کے لئے جنت واجب ہے اور وعدۂ مغفرت ہے جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں بھی یزید کی مدح سرائی کے ضمن میں انکی متعدد تحریریں ملاحظہ کرچکے ہیں حالانکہ جنت کے واجب ہونے اور اہل مغفرت ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جس کی وضاحت آگے آئے گی۔

خطرناک بے ایمانی

اب آپ ان لوگوں کی ان بے ایمانیوں اور دھوکا بازیوں کے دام تزویر کو دیکھیں جو انہوں نے شارحین حدیث کی عبارت نقل کرتے ہوئے پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

چونکہ عباسی نے اپنے استدلال میں بخاری شریف کا حاشیہ پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اس لئے سب سے پہلے آپ بخاری کی پوری حدیث اور بخاری کا وہ حاشیہ ہی پورے کا پورا ملاحظہ فرمائیں جس کا کچھ حصہ نقل کر کے بے ایمانی کے جوہر دکھلائے گئے ہیں۔

بہتر ہے کہ آپ خارجی کی پیش کی گئی عبارت ایک بار پھر پڑھ لیں اور بعد میں پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں

کٹی ہوئی عبارت

"علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث معاویہ اور ان کے فرزند امیر یزید کی منقبت میں ہے سانحہ ہی محدث المہلب کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال المهلب فی الحدیث منقبة لمعاویة لانه اول غزا البحر و منقبة لولده لانه اول غزا مدینة قیصر۔

حاشیہ بخاری ۱/۴۱۰ خلافت معاویہ ویزید صفحہ ۳۰

پوری عبارت

خارجی مصنف نے لوگوں پر رعب جمانے کے لئے حدیث نقل کرنے کے بعد یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ یہ بخاری شریف فلاں مطبع میں فلاں سن کی مطبوعہ ہے لیکن اس کی اصل عبارت ہضم کرتے ہوئے ڈکار تک نہیں لی ہے۔

ملاحظہ ہو۔ حدیث بخاری اور حاشیہ بخاری"

marfat.com

حدیث قسطنطنیہ
محدثین کی نظر میں

بخاری کی حدیث

حدثنا اسحٰق بن یزید الدمشقی حدثنا یحییٰ بن حمزہ حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان اَنَّ عمیر بن الاسود العنسی حدثہ انہ اتی عبادۃ بن الصامت وھو نازل فی ساحل حمص وھو فی بناءٍ لہ ومعہ اُمّ حرامٍ قال عمیر فحدثتنا اُمّ حرام انھا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیھم قال انت فیھم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم یا رسول اللہ قال لا۔ (بخاری ج۱ ص۴۱۰ مطبوعہ اصح المطابع دھلی)

ترجمہ حدیث

ترجمہ :۔ راوی اسحٰق بن یزید دمشقی، یحییٰ بن حمزہ، ثور بن یزید، خالد بن معدان، عمیر بن اسود عنسی سے روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت ساحل حمص پر اترے اور وہ ان کے خیمہ میں تھا اور ان کے ساتھ اُم حرام تھیں۔

حضرت عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لئے "جنت" واجب ہے۔ اُم حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اُنہی میں ہوں؟ آپ نے فرمایا تم اُن ہی میں ہو۔

ام حرام فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کریں گے ان کیلئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ان لوگوں میں میں ہوں، فرمایا نہیں۔

marfat.com

حاشیہ بخاری

حاشیہ بخاری لہ قولہ قد اوجبو فعلوا وجبت لھم بہ الجنۃ قولہ "مدینۃ قیصر" ای مملکۃ الروم قال قسطلانی کان اول من غزا مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ وجماعت من سادات الصحابہ کابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وابی ایوب الانصاری و توفی بہا ابو ایوب سنۃ خمسین من الھجرۃ انتھی کذا قالہ فی الخیر الباری وفی الفتح قال المہلب فی ھذا الحدیث منقبت لمعاویۃ لانہ اول من غزا البحر ومنقبۃ لولدہ لانہ اول من غزا مدینۃ قیصر وتعقبہ ابن التین و ابن المنیر بما حاصلہ انہ لا یلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اھل العلم ان قول صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکونوا من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد احد ممن غزاھا بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم۔ (انتھی بخاری صفحہ ۱/۴۱۰)

ترجمہ حاشیہ بخاری

قد اوجبوا یعنی ان کیلئے جنت واجب ہے "مدینۃ قیصر یعنی ملک روم، قسطلانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مدینۃ قیصر (قسطنطنیہ) پر یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اسکے ساتھ سردار صحابہ کی جماعت تھی جیسا کہ ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ ۵۲ھ ہجری میں وہیں پر انتقال فرما گئے۔

خیر الباری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا اس حدیث میں معاویہ کی منقبت ہے کہ اس نے پہلی بحری لڑائی کی اور اسکے بیٹے کی منقبت ہے کہ اس نے قسطنطنیہ میں جنگ کی اور تعاقب کیا ابن مہلب کا ابن تین اور ابن منیر نے کہ عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج ہی نہ ہو سکے کیونکہ اہل علم کا اس میں ہرگز اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مشروط ہے کہ وہ لشکر اہل مغفرت سے ہوگا حتی کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس (بشارت) کے عموم میں ہرگز داخل نہیں۔ پس یہ دلیل ہے اس بات پر کہ مغفور لھم کی بشارت انہیں کے لئے ہے جن میں شرط مغفرت پائی جائے۔

marfat.com

یہ فریب کاری

قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ خارجی عباسی نے کس طریقہ سے اپنی مطلب براری کے لئے مطلب کا ایک ٹکڑا نقل کر کے دوسروں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اور کس جرأت و دلیری سے چوری اور سینہ زوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب کا نام صفحہ اور طبع ہونے کے مقام تک کا نام لکھ دیا۔

یہ لوگ ایسی حرکات محض اس وجہ سے پورے دھڑلے سے کر گزرتے ہیں کہ جن لوگوں کو متاثر کرنے کیلئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے وہ اصل کتابیں دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے انہیں تو بس اردو نثر میں چٹ پٹی اور فصیح تحریر اور لچھے دار الفاظ کی ضرورت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ زلفِ محبوب کی طرح یہ پُر پیچ تحریریں ان کے ایمان و یقین کی راہوں میں بھی پیچ و خم پیدا کر دیں گی۔

شوخیٔ تحریر کے یہ پیچ و خم
ہیں بھیانک راستے منزل نہیں

اور انہیں یہ تک محسوس نہیں ہوتا کہ یہ حسین و دلکش انداز تحریر ان کے حُسن عقیدت و محبت کو قباحت و کراہت میں تبدیل کر کے رکھ دے گا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب اتنے بڑے محدثین و محققین نے ایسی راستہ کو پسند کیا تو ہم کیوں محروم رہیں انہیں کیا معلوم کہ محدثین و محققین کے نام پر ان کے ساتھ ایک ایسا فراڈ کیا جا رہا ہے جو انہیں دولت ایمان سے ہی محروم کر کے رکھ دے گا۔

کون جانے پردۂ تحقیق میں
ہو رہی تکذیب ہے اسلام کی

خارجی عباسی نے بخاری کے حاشیہ پر دیا گیا علامہ قسطلانی شارح بخاری کا ایک مختصر قول تو نقل کر دیا مگر یہ بتانا گوارا نہ کیا کہ امام قسطلانی نے اس حدیث کی پوری پوری شرح کس طرح بیان کی ہے۔ آپ نے اس حدیث کی طویل ترین شرح فرمانے کے بعد آخر پر لکھا ہے کہ ہم یزید کے متعلق ہرگز توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان پر شک کرتے ہیں۔

اس پر مع اس کے اعوان و انصار کے اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو۔

فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ وعلی اعوانہ۔

ارشاد الساری شرح بخاری ۸۵/۵ قسطلانی

علامہ قسطلانی کی پوری عبارت ہم آئندہ اوراق میں پیش کر رہے ہیں۔ بتانا صرف یہ تھا کہ ان دین کے ڈاکوؤں کے اپنے ایمان کا کیا حال ہے جو اپنے ساتھ دوسروں کے دین وایمان کا جنازہ نکال دینے کے درپے ہیں۔

عظیم ترین جہالت اور سب سے بڑی حماقت ان دریدہ دہنوں کی تحقیق وریسرچ اور تاریخ کے نام پر یہ ہے کہ ان کی نظر میں تمام مفسرین ومحدثین اور تمام مورخین ومحققین "رافضی اور غالی شیعہ ہیں" اور نہایت تحیر خیز ان کا یہ طریقہ واردات ہے کہ جب کسی عظیم المرتبت ہستی کی عبارت کو قطع برید کرکے کوئی ایک آدھ جملہ اُڑانا ہوتا ہے تو اسے محقق بھی مان لیتے ہیں اور محدث بھی، امام بھی کہہ لیتے ہیں اور علامہ بھی۔ مگر جب اس کی پوری عبارت سے واسطہ پڑتا ہے تو اسے اسی لمحہ غالی رافضی وغیرہ قرار دے دیتے ہیں۔ اور ایسی شرمناک وارداتیں انہوں نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ کی ہوئی ہیں۔ جن کی متعدد جھلکیاں ہم بھی کسی مقام پر پیش کریں گے۔

تراشے جا چکے فرضی فسانے
حقیقت اب تجلّی بار ہوگی

بہرحال ہم اب اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اور یزید لعین کے " مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ " کی بشارت میں شامل نہ ہوسکنے کے متعلق بخاری شریف کی اس حدیث کے بارے میں، بخاری شریف کی متعدد شروح کی عبارات پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے آپ عمدۃ القاری شرح بخاری المعروف عینی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

عمدۃ القاری شرح بخاری

امام بدر الدین عینی

قوله قد اوجبوا قال بعضهم اى وجبت لهم الجنة قلت هذا الكلام لا تقتضى
هذا المعنى وانما معناه اوجبوا استحقاق الجنة وقال الكرمانى قوله اوجبوا اى محبة لانفسهم
قوله اول جيش من امتى يغزون مدينة قيصر اراد بها القسطنطنية كما ذكرنا وذكر ان يزيد بن
معاوية غزا البلاد الروم حتى بلغ قسطنطنية ومعه جماعة من سادات الصحابة منهم
ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وابو ايوب الانصارى وكانت وفاة ابى ايوب الانصارى هناك
قريبا من سور القسطنطنية فى سنة اثنتين وخمسين وقال صاحب المرآة والاصح ان يزيد
ابن معاوية غزا القسطنطنية فى سنة اثنين وخمسين وقيل سير معاوية جيشا كثيفا مع
سفيان بن عوف الى القسطنطنية فاوغلوا فى بلاد الروم وكان فى ذالك الجيش ابن عباس
ابن عمر وابن الزبير ابو ايوب انصارى وتوفى ابو ايوب فى مدت الحصار قلت الاظهر ان هؤلاء السادات
من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد بن معاوية لانه لم يكن اهلا
ان يكون هولاء السادات فى خدمته وقال المهلب فى هذا الحديث منقبت لمعاوية كانوا
اول من غزا البحر ومنقبه لولده يزيد لانه اول من غزا مدينة قيصر انتهى قلت اى منقبة
كانت ليزيد وحاله مشهور (فان قلت) قال صلى الله عليه وسلم فى حق هذا الجيش مغفور لهم
قلت قيل لا يلزم من دخوله فى ذالك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل
العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد
واحد ممن غزاها بعد ذالك لم يدخل فى ذالك العموم فدل على ان المراد
مغفور لمن وجد شرط المغفرة فى منهم۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جز ۱۴ صفحہ ۱۹۱)

marfat.com

ترجمہ عمدۃ القاری شرح بخاری

قد اوجبوا کے قول پر بعض نے کہا ہے کہ ان کیلئے جنت واجب ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام ان معنوں کا مقتضی نہیں بلکہ اس کا معنیٰ استحقاق جنت کا وجوب ہے اور کرمانی نے فرمایا کہ انکی جانوں سے محبت واجب ہے، حدیث کا پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جہاد کرے۔ قسطنطنیہ جیسا کہ ذکر کیا اور یزید کا ذکر کہ وہ بلاد روم میں جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا اور اسکے ساتھ سادات صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی جن میں ابن عمرؓ، ابن عباس، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین تھے اور وہیں پر ۵۲ھ ہجری میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔

اور روایت ہے کہ معاویہ نے قسطنطنیہ میں سفیان ابن عوف کی معیت میں لشکر کو بھیجا تھا جو بلاد روم میں داخل ہوا اور اس جیش میں ہی ابن عباسؓ، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم تھے اور محاصرہ کے دوران ہی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور دیوار شہر کے قریب انکی قبر بنی اور انکے وسیلہ سے لوگ قحط کے وقت دعائیں مانگتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سادات صحابہ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کے زیر کمان تھے نہ کہ یزید بن معاویہ کی سرکردگی میں کیونکہ وہ ہرگز اس قابل نہیں تھا کہ یہ بزرگ صحابہؓ اس کے ماتحت ہوں۔

اور اس حدیث میں مہلب کا یہ قول کہ اس میں معاویہ کی منقبت ہے کہ اس نے پہلی بحری جنگ لڑی اور اس کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے مدینہ قیصر پر جہاد کیا۔

ہم کہتے ہیں کہ اس میں یزید کی کونسی منقبت ہے۔ جب کہ اس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جیش کیلئے "مغفور لھم" فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے بھی خارج نہ ہوسکے۔ کیونکہ اس میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ" مشروط ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو۔ حتیٰ کہ کوئی ان غازیوں میں سے اس کے بعد ارتداد کرے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں ان سے شرط مغفرت پائی جائے۔

marfat.com

فتح الباری شرح بخاری ابنِ حجر عسقلانی

(یغزون مدینة قیصر) یعنی القسطنطنیه، قال المهلب فی هذه الحدیث منقبة لمعاویه انه اوّل من غزا البحر و منقبة لولده یزید لانه اوّل من غزا المدینة قیصر و تعقبه ابن التین و ابن المنیر بما حاصله انه لا یلزم من دخوله ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلّی اللّٰه علیه و آله وسلّم مغفور لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه و منهم۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ششم صفحہ ١٠٢)

(مدینہ قیصر پر غزوہ) یعنی قسطنطنیہ پر چڑھائی۔ مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں معاویہ کی منقبت ہے کیونکہ اس نے پہلی بار بحری جنگ لڑی اور اس کے بیٹے کی منقبت ہے کہ اس نے پہلی بار قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ اور تعاقب کیا مہلب کا ابن تین اور ابن منیر نے کہ اس سے لازم نہیں آتا کہ کسی کو دلیلِ خاص سے بھی اس عموم سے خارج نہ کیا جا سکے جبکہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ مشروط ہے (اہلِ مغفرت سے) حتیٰ کہ اگر کوئی اس غزوہ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ متفق علیہ اس عموم سے خارج ہے۔ پس یہ دلیل ہے جس میں شرطِ مغفرت پائی جائے۔

یزید کے حدیث قسطنطنیہ کے اخراج کی روایت عباسی خارجی کے نزدیک بھی شیخ الاسلام کی کتاب فتح الباری شرح بخاری سے نقل کی گئی ہے۔ اب کوئی ان نواصب وخوارج سے پوچھے کہ تم محدثین کرام کو شیخ الاسلام بھی تسلیم کرتے ہو اور ان کی تحقیق کو بھی چیلنج کرتے ہو۔

marfat.com

تحقیق تو یہ ہے کہ انہوں نے اُس شخص کا قول بھی نقل کر دیا جس نے یزید کو اس حدیث کے مطابق مغفور کہا اور اُن محدثوں کا قول بھی نقل کر دیا جنہوں نے پہلے قول کی تردید کی تھی اور یہ تردید کرنے والے محدث ابن تین اور ابن منیر وہ لوگ ہیں جنہیں چوٹی کے ناقدینِ رجال میں شمار کیا جاتا ہے۔

کیا وہ خارجی جو یزید کو ہر قیمت پر فرشتہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں یہ بتا سکتے ہیں کہ احادیث رسولؐ کو تم زیادہ سمجھتے ہو یا وہ محدثین کرام بہتر سمجھتے تھے جنہوں نے ان احادیث کی شرحیں لکھیں ہیں۔ مگر تم کیا جواب دو گے۔ تمہارے پاس سوائے کذابیت کے اور رکھا ہی کیا ہے۔ بہرحال قارئین مزید حوالے دیکھیں۔

قسطلانی شرح بخاری

وکان اول من غزا الی مدینۃ قیصر یزید بن معاویۃ و معہ جماعۃ من سادات الصحابۃ کابن عمر وابن عباس و ابن الزبیر و ابی ایوب الانصاری وتوفی بھا سنۃ اثنین وخمسین من الھجرۃ - استدل بھا علی ثبوت خلافۃ یزید و انہ من اھل الجنۃ - لقولہ فی عموم قولہ (مغفور لھم) و اجیب بان ھذا جار علی طریق الحمیۃ لبنی امیۃ ولا یلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا خلاف ان قولہ علیہ السلام مغفور لھم مشروط بکونہ من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا۔

قسطلانی شرح بخاری جلد پنجم ص ۱۲۴ مطبوعہ مصر

اور جو شہر قیصر قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا گروہ تھا۔ مثل ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، ابوایوب انصاری

marfat.com

کے ~~ر موخر الذکر نے ۵۳ھ میں وہیں پر انتقال فرمایا۔ اس~~ سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اُس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مغفور لھم) کے ارشاد کے عموم میں داخل ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مہلب نے یہ بات بنو امیہ کی حمائت کی وجہ سے کی ہے۔ اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس سے خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس پر اتفاق کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان "مغفور لھم" مشروط ہے۔ اس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہو گئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے۔

مغفور یا مقہور

اس حدیث کے متعلق دیگر متعدد شارحین بخاری نے بھی یہی سب کچھ لکھا ہے جو ہم نقل کر چکے ہیں اس لئے باقی عبارات کو کسی دوسرے موقعہ کے لئے محفوظ رکھتے ہوئے ہم اخلافِ یزید پلید پر سوال کرتے ہیں کہ یزید مغفور تھا یا مقہور۔ مومن تھا یا مرتد، جنتی تھا یا جہنمی اور اس بات کا جواب تمہیں انہی عبارتوں سے پیش کرنا ہوگا۔ جن کا ایک حصہ کاٹ کر تم نقل کر دیتے ہو اور باقی پوری عبارت بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتے ہو۔ تم نے بخاری کی حدیث بھی نقل کر دی اور مہلب کا قول بھی انہی شارحین سے نقل کر دیا جنکی پوری عبارات ہم نقل کر چکے ہیں۔ مگر یہ نہ سوچا کہ اگر اس حدیث پر زور دیا گیا تو یزید پلید فاسق و فاجر سے بڑھ کر مرتد بھی ثابت ہو جائے گا۔

محدثین کرام کی اس عبارت میں پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ مہلب کا قول بنو امیہ کی ناجائز حمائت کا پیش خیمہ ہے اور یزید ہرگز اس عموم میں داخل نہیں بلکہ "مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ" کا قول قابلِ مغفرت ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ گویا یزید ہرگز قابلِ مغفرت نہیں اور وہ اس عموم سے خارج ہے۔

اور پھر دوسری بات جو محدثین کرام نے واضح کی ہے وہ یہ ہے کہ اس جنگ کے

marfat.com

بعد ارتداد نہ کرنے والا شخص ہی قابل مغفرت ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید کو محدثین کا اس عموم سے خارج کرنا اُس کے مُرتد ہونیکی دلیل ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مُسلمہ محدثین کرام تو یزید کو اِسی حدیث کی رُو سے مُرتد و مقہور ثابت کرتے ہیں۔ اور نام نہاد محققین اس کے مغفور اور پیدائشی جنتی ہونے پر استدلال قائم کر ہیں۔

جہادِ قسطنطنیہ مورّخین کی نظر میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کو یہ بھی بتا دیا جائے کہ یزید پلید کا اس جنگ میں جانا کس نوعیت کا حامل ہے۔ اس کے لئے ہمارے پاس متعدد کتب تواریخ کا ذخیرہ موجود ہے مگر ہم مضمون کی طوالت سے گریز کرتے ہوئے صرف دو حوالے نقل کرنے پر اتفاق کریں گے۔

چونکہ ہمیں معلوم ہے خارجی ٹولہ جناب محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ تو کیا انکے نام سے ہی الرجک ہے اس لئے ہم نے پہلے بھی کوشش کی ہے کہ تاریخ طبری سے استدلال نہ قائم کیا جائے اور آئندہ بھی انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ بغیر انتہائی ضرورت کے طبری کا حوالہ نہ دیا جائے۔ چنانچہ ہم تاریخ کی مسلمہ کتابیں۔ تاریخ کامل اور تاریخ ابن خلدونؒ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں جو انہوں نے یزید اور جہاد قسطنطنیہ کے متعلق بیان کی ہیں۔

تاریخ کامل ابن اثیر

وقیل سنۃ خمسین سیر معاویۃ جیشا کثیفا الی بلاد الروم للغزاۃ وجعل علیھم سفیان ابن عوف وامر ابنہ یزید بالغزاۃ معھم فتثاقل واعتقل فامسک عنہ ابوہ فاصاب الناس فی غزاتھم جوع ومرض شدید فانشاء یزید یقول۔

marfat.com

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم

بالفرقدونة من حمی ومن موم

اذا اتکات علی الانماط مرتفعا

بدیر مران عندی ام کلثوم

ام کلثوم امرأة وھی ابنة عبداللہ بن عامر فبلغ معاویة شعرہ

فاقسم علیہ لیلحقن بسفیان فی ارض الروم لیصیبہ ما اصاب الناس

تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷

اور ۵۰ھ میں معاویہ نے ایک لشکرِ جرار بلادِ روم کی طرف سفیان بن عوف کی قیادت میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا تو یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا۔ اس کے حیلوں بہانوں میں آکر امیر معاویہ نے اُسے چھٹی دے دی (خدا کی قدرت) کہ وہ لشکر ابتلاء کا شکار ہو گیا۔ اور اُسے بیماری اور قحط نے پیٹ میں لے لیا۔ یزید کو پتہ چلا تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔ مجھے ہرگز اس کی پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر مقامِ فرقدونہ پر بخار اور سختی کی بلائیں نازل ہوگئی ہیں۔ جب کہ میں دیر مرّان میں اونچے تخت پر تکیہ لگایا ہوا ہے اور اُمِ کلثوم میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ اُمِ کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی کا نام ہے۔ امیر معاویہ نے یہ شعر سُنے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا تاکہ اس کو بھی ان مصیبتوں کا حصہ ملے جو اس لشکر پر نازل ہوئی ہیں۔

یہ ہے جذبۂ جہاد

عنقریب ہم اس سے ملتی جلتی عبارت تاریخ ابنِ خلدون سے بھی پیش کریں گے۔

تاہم قارئین پر اس قدر تو واضح ہو ہی چکا ہے کہ یزید پلید میں کس قدر جذبہ جہاد تھا۔ اور

اور صحابہ کا یہ امام اور امیر کس قدر نشۂ جہاد میں سرشار تھا۔ حواریانِ یزید کو شرم آنا چاہیئے کہ وہ کس بدنصیب اور بدبخت کی وکالت کر کے اپنے ایمانوں کو برباد کر رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اکاذیب و اباطیل کے پلندے جمع کرنا اُن کے لئے جہنم کی آگ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

کیا مجاہدین اسلام کی صف میں ایسے لوگوں کو شمار کیا جا سکتا ہے جو جہاد کا نام سُن کر بہانے تراشنے شروع کر دیں۔ کیا یہ غازیانِ اسلام کی شان ہے کہ اسلامی جیوش آزمائش و ابتلاء کے دَور سے گزر رہے ہوں اور اُن کا یوں تمسخر اڑایا جائے کہ مجھے ان کی مصیبتوں کی کچھ پرواہ نہیں۔ میں نے اونچے مقام پر مسند لگا رکھی ہے اور میری بیوی میری گود میں ہے۔

بے وقوفو مجاہد تو وہ تھا جس کے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے یزید نے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی۔

جذبۂ جہاد تو اس کا نام ہے کہ صدائے جہاد سنتے ہی تمام خواہشات کو ترک کر کے میدانِ جہاد میں آجائے اور پھر اُسے غسل دینے کے ملائکہ کی صف آجائے، اور پھر وہ الملائکہ کے نام سے مشہور ہو۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تم ایسے بدبخت کو مجاہد اعظم اور صحابہ کرام کا سپہ سالار ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو جو مجاہدین پر آنے والی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے، جو اس جہاد میں نہ شامل ہونے پر فخر کرتا ہے۔ جس کے لئے "مغفور لھم" کا قول ثابت کیا جاتا ہے اور پھر اُس کا باپ محض اس کا تفاخر توڑنے کے لئے زبردستی اُسے اُس فوج میں شامل ہونے کیلئے دھکیل کر بھیجتا ہے۔ جو جہاد پر روانہ ہو چکی تھی اور مصیبتیں جھیل چکی تھی۔

تعجب ہے کہ تم اُسے اُس لشکر کا سپہ سالار بھی ثابت کر رہے ہو جو سفیان بن عوف کی زیر کمان پہلے ہی جا چکا تھا۔ اور اس کی تصدیق سے شارح بخاری

marfat.com

علامہ عینی کی عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلی بار جہاد کرنے والے لشکر کے سپہ سالار سفیان بن عوف ہی تھے ۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ جلیل القدر صحابہؓ کا امیر یزید جیسے کھلنڈرے کو بنایا جاتا ۔

جہاد قسطنطنیہ

اب آپ پہلے تاریخ سے بھی اس واقعہ کی حقیقت ملاحظہ فرمالیں پھر باقی بحث پیش کی جائیگی ۔

امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر سفیان بن عوف کی قیادت میں بلادِ روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو اُن کے ہمراہ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا اور معذرت کر لی ۔اس پر امیر معاویہ نے اُس کی روانگی ملتوی کر دی ۔ اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا ۔غلہ کی کمی مرض کی زیادتی سے بہت سے لوگ تلف ہو گئے ۔یزید کو اطلاع ہوئی تو وہ بے ساختہ اشعار ذیل پڑھنے لگا ۔

ما ان ابالی بما لاقت ما جموعھم ، بالفرقدونة من حمی ومن موم

اذا اتکات علی الانماط مرتفعاً ، بدیر مران عندی ام کلثوم[1]

یعنی مجھ کو اس کی پرواہ نہیں کہ لشکر اسلام کو فرقدونہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا کرنا پڑا ۔جب کہ میں نے بلند ہو کر (دیر مران میں) رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا اور اُمِ کلثوم میرے پاس ہے ۔

امیر معاویہ کے کانوں میں ان اشعار کی آواز پہنچی تو یزید کو جہاد پر بھیجنے کی قسم کھائی چنانچہ یزید کو ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباس ۔ ابنِ عمر ۔ ابن زبیر

[1] اِم کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی کا نام ہے ۔

marfat.com

ابوایوب انصاری بھی تھے روانہ کیا۔ مجاہدین نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہائت تیزی اور سختی سے جنگ شروع کی اور لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی۔ اِن ہی معرکوں میں ابوایوب انصاری شہید ہوگئے۔ اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے

تاریخ ابن خلدون کا عربی متن ملاحظہ کریں۔

بعث معاویة سنة خمیس جیشا کثیفا الی بلاد الروم مع سفیان بن عوف وندب یزید ابنه معهم فتثاقل فترکه ثم بلغ الناس ان الغزاة اصابهم جوع و مرض و بلغ معاویه ان یزید انشد فی ذالك۔

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالفرقدونة من حمی و من حوم
اذا اتکات علی الانماء مرتفعاً
بدیر مران عندی ام کلثوم

فحلف لیلحقن بهم فسار فی جمع کثیر جمعهم الیه معاویة فیهم ابن عباس و ابن عامر و ابن الزبیر و ابوایوب الانصاری ودفن قریبا من سودها ورجع یزید والعساکر الی الشام۔

(تاریخ ابن خلدون عربی جلد سوم صفحہ ۱۰)

تاریخ ابن خلدون کا واضح ترین بیان پیش کر دینے کے بعد اب ہم خارجیوں کے استدلال کو باطل قرار دینے کے لئے چند اصولی باتیں قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

marfat.com

چھٹے (۶)

اصولی باتیں

اوّل:- پہلی بات تو یہ ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ والی روایت راویوں کے اعتبار سے محلِ نظر ہے۔ اور اگر یہ روایت بجائے بخاری کے حدیث کی کسی اور کتاب میں ہوتی تو اس پر جرح کے انبار لگ گئے ہوتے۔

دوم:- بنا بر صدقِ روایت:۔ اگر یزید پلید اس جنگ میں برضا و رغبت بھی حصہ لیتا اور اس لشکر کا سپہ سالار بھی ہوتا تو جب بھی اس روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے وہ پیدائشی جنتی ثابت کیا جا سکے۔ اور "مغفور لھم" کا جملہ کسی شخص کے لئے بھی قطعی جنتی ہونے کا سرٹیفیکیٹ نہیں۔ جیسا کہ اصحاب عشرہ مبشرہ کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے رکھی ہے۔

اور نہ ہی "مغفور لھم" کا جملہ اصحاب بدر کی طرح "جو چاہو کرو" کی ضمانت دے سکتا ہے کیونکہ اُن لوگوں کو خداوند کریم اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی پاکیزگی فطرت کے پیشِ نظر جو چاہو کرو کی اجازت دے رکھی تھی۔ بلکہ "مغفور لھم" کا فرمان تو "قد اوجبوا" کی بھی وسعت نہیں رکھتا اور اگر ہر دو لشکروں کا معاملہ ایک سا ہوتا تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز دونوں کو علیحدہ نہ کرتے بلکہ دونوں کے لئے ہی واجب ہونے کا ارشاد فرماتے

marfat.com

اگرچہ محدثین نے " قد اوجبوا " سے جنت کے علاوہ اور کچھ واجب ہونا بھی مراد لیا ہے۔

سوم اگر " مغفور لھم " کا مطلب پیدائشی جنتی ہے تو ہر حاجی کو پیدائشی جنتی قرار دینا ہوگا۔ چاہے وہ حج کرنے کے بعد کسی کو قتل کرتا پھرے اور خواہ اسلام سے نکل جائے، کیونکہ حجاج کے لئے اللہ تعالےٰ نے وعدہ مغفرت فرما رکھا ہے۔

چہارم اگر " مغفور لھم " سے پیدائشی جنتی مراد لیا جائے تو ہر اس شخص کو جو ماہِ رمضان المبارک میں معتکف ہوتا ہے پیدائشی جنتی کہنا ہوگا۔ خواہ وہ اعتکاف کے بعد ارتکاب کبائر کرتا پھرے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہر اعتکاف کرنے والے کے لئے بھی جملہ " مغفور لھم " اور اس کا واحد غفر لہٗ موجود ہے

پنجم یہ کہ جس انداز سے یزید کو دھکیل کر میدانِ جہاد میں بھیجا گیا ہے۔ اس سے ہرگز وہ " مغفور لھم " کا مصداق قرار نہیں پاتا۔ کیونکہ یہ یزید کا جہاد نہیں تھا بلکہ امیر معاویہ کی قسم پوری کی گئی تھی۔ اس لئے کہ جب تک کوئی شخص خود جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر میدانِ جنگ میں نہ جائے مجاہدین کی صف میں شمار نہیں ہو سکتا۔ ورنہ منافقینِ مدینہ بھی تلواریں اٹھا کر اسلامی لشکر کے دوش بدوش میدانِ کارزار میں پہنچ جاتے تھے۔ مگر اُن کی اسلام کی طرف سے لڑائی کو بھی جہاد فی سبیل اللہ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یزید نے اپنی مرضی سے نہیں بلکہ منافقوں کی طرح پنجابی محاورے کے مطابق

" بدھیاں لاہور دیکھیا اے "

لہ حوالہ آگے آئے گا۔

ششم یہ کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ یزید اس وقت نہائت دیندار، متقی اور پرہیزگار تھا اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا تھا اور وہ اس وقت جلیل القدر صحابہ کا سپہ سالار بھی تھا تو جب بھی اس کے بعد کے کرتوت اُسے داخلِ جہنم کرنے کے لئے کافی ہیں اور اس پر مورخین کا ہی نہیں محدثین کا بھی اجماع ہے۔ جس کے بے شمار ثبوت آئندہ اوراق میں بھی پیش ہوں گے۔

ان ضروری وضاحتوں کے بعد ہم نہائت اختصار کے ساتھ اس حدیث کے راویوں کا تعارف پیش کرتے ہیں اور چند ایک ضروری حوالہ جات نقل کرنے کے بعد اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

حدیث قسطنطنیہ کے راوی

حدثنا اسحٰق بن یزید الدمشقی حدثنا یحیٰی بن حمزة حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان ان عمیر بن الاسود العنسی

(بخاری $\frac{409}{1}$)

یعنی اسحٰق بن یزید دمشقی، یحیٰی بن حمزہ۔ ثور بن زید۔ خالد بن معدان، عمیر بن اسود عنسی۔ ان پانچوں بزرگوں کا تعارف بخاری ہی میں "اسماء الرجال" کے تحت اس طرح ہے۔

(۱) اسحٰق بن یزید بن ابراھیم یہ دمشقی ہیں جیسا کہ متن میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے۔

(۲) یحییٰ بن حمزہ بن واقد ابو عبد الرحمٰن الدمشقی یعنی یہ بزرگ بھی دمشق ہی کے رہنے والے ہیں۔

(۳) ثور بن زید الحمصی یہ بزرگ حمص کے رہنے والے ہیں۔

marfat.com

(۴) خالد ابن معدان الکلاعی۔

(۵) عمیر بن الاسود العنسی۔

پہلے دونوں بزرگ دمشق کے رہنے والے ہیں اور تیسرے بزرگ ساکن حمص ہیں۔ قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس طرح عراق میں روایات کا ایک کارخانہ تھا اسی طرح دمشق و حمص میں بھی ایسے ہی کارخانے معرضِ وجود میں آچکے تھے۔ چونکہ یہ مضمون ہمارا مضمون نہیں اس لئے ہم اسے چھیڑنا ہرگز پسند نہیں کرتے تاہم مندرجہ بالا بزرگوں کا تعارف تعدیل و جرح رجال کی کتب سے پیشِ خدمت ہے۔

پہلے بزرگ اسحٰق بن یزید دمشقی کے متعلق مشہور محدث ابن ابی حاتم کہتے ہیں۔ کہ اُن سے میرے باپ نے روائت لکھی اور میں نے ابُوزرعہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے اس کا زمانہ پایا مگر اُس سے روائت نہیں لکھی۔

قال ابن ابی حاتم کتب عنہ ابی و سمعت ابا زرعہ یقول ادرکناہ ولم نکتب عنہ (میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب)

دوسرے راوی جناب یحییٰ بن حمزہ کے متعلق محدثین لکھتے ہیں کہ اُن پر قدریہ فرقہ سے تعلق رکھنے کا الزام ہے اور ابن معین کہتے ہیں کہ وہ قدری تھے۔

کان یرمیٰ بالقدر داوی عن ابن معین انہ کان قدریا

(میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب)

تیسرے راوی ثور بن یزید حمصی کے متعلق مُحدثین لکھتے ہیں کہ یہ قدری مذہب رکھتا تھا۔ اس کا دادا جنگ صفین میں قتل ہوا اور وہ امیر معاویہ کے ساتھ تھا۔ چنانچہ ثور بن یزید حضرت علی کا ذکر کرتا تو کہتا کہ میں ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جس نے میرے دادا کو قتل کیا ہو اور اُس کو قدریہ مذہب رکھنے کی پاداش میں اہلِ حمص نے شہر سے نکال دیا تھا۔

یقال انہ قدریا و کان جدہ قتل یوم صفین مع معاویۃ و کان

marfat.com

ثور اً اذا ذکر علیاً قال لا احب رجلا قتل جدّی لقاہ اهل الحمص لکونه قدریا (تهذیب التهذیب جلد دوم ص۳۴، عسقلانی تقریب التهذیب جلد ا ص۲۴)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ "ثور" قدریہ عقائد رکھتا تھا اس لئے شہر بدر کیا گیا۔ اور اس کا گھر جلا دیا گیا اور اس کے قدری ہونے پر کلام کیا گیا۔

قال احمد بن حنبل کان ثور یری القدر وکان اهل الحمص نفوہ اخرجوہ واحرقوا دارہ (میزان الاعتدال ۳۸۴ - ذہبی (الکاشف مطبوعہ مصر ۱۴۵ ذہبی)

بغضِ علیؓ کا اقرار کرنے والا راوی

اگرچہ چوتھے راوی خالد بن معدان کے متعلق بھی محدثین کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے بلکہ لکھتے ہیں کہ وہ مُرسل روایات بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہم مضمون کو زیادہ پھیلاؤ سے بچانے کے لئے انہیں بھی قلم انداز کرتے ہیں اور پہلے دونوں شامی و دمشقی بزرگوں کو بھی باوجود قدری وغیرہ ہونے کے نظر انداز کر دیتے ہیں اور صرف تیسرے راوی جنابِ ثور کے متعلق یہ سوال ضرور کریں گے کہ کیا صرف اسی ایک راوی کی وجہ سے قصرِ روائت زمین بوس ہو سکتا ہے یا نہیں جبکہ وہ قدری ہونے کے ساتھ ساتھ دشمنِ علیؓ بھی ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ میں علی کو دوست نہیں رکھتا حالانکہ صحیح روائت کے مطابق علی کا دوست ہونا ہی مومن ہونے کی نشانی اور علی سے محبت نہ رکھنا ہی منافق ہونے کی دلیل ہے۔

خارجیوں کے مطابق تو یہ راوی یقیناً ثقہ ہو گا مگر اہلسنت کے مطابق دشمنِ علیؓ اور قدریہ مذہب کا پیروکس طرح قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے لیکر بنو امیہ کا نمکخوار بھی ہو۔

اگر یہ درست ہے کہ شیعانِ علی کی وہ روائت لائق اعتماد نہیں جو وہ اہلبیت کی

marfat.com

شان میں بیان کریں تو پھر شیعانِ بنو امیہ کی وہ روائت کس طرح قابل تسلیم ہوسکتی ہے، جس سے بنو اُمیہ کے کسی فرد کی شان کا کوئی پہلو نکلتا ہو، حدیث قسطنطنیہ کے متعلق اس وضاحتی نوٹ کے بعد ہم ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں لفظِ مغفور کا مفہوم بھی موجود ہے مگر قطعی جنتی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

غفر لہ کی بشارت

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یقم لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ روائت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جو کوئی ایمان کی حالت میں لیلۃ القدر میں جاگتا رہے تو اُس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس طرح بخاری شریف میں ہی رمضان المبارک میں عبادت کرنے والوں کے لئے وعدہ مغفرت ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا روائت میں یہ شرط موجود ہے کہ اس وقت سے پہلے کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور مغفور لھم میں ما تقدم من ذنبہ کی شرط موجود نہیں مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ محدثین نے اُسے بھی مشروط کر دیا ہے کہ بشرطیکہ وہ اہل مغفرت ہو۔

اب ان حالات میں اگر کسی مومن کے شب قدر میں جاگ لینے اور رمضان المبارک میں عبادت کر لینے پر بشارت مغفرت موجود ہے تو قسطنطنیہ میں دھکیل کر بھیجے گئے نام نہاد مجاہد کو کیوں سر پر اٹھایا جا رہا تھا جبکہ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے اس عموم سے

marfat.com

بطور خارج قرار دیا جا چکا ہے۔

علاوہ ازیں کتب احادیث میں یہی پورے کا پورا جملہ "مغفور لھم" اعتکاف کرنے والوں کے لئے بھی موجود ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص ایک بار اعتکاف کرلے اور پھر جس قسم کے بھی چاہے جرائم کرتا پھرے پیدائشی جنتی بن چکا ہے۔

بہر حال حدیث قسطنطنیہ سے یزید کو پیدائشی جنتی ثابت کرنے کا استدلال لغو اور واہیات ہے اور ایسی باتیں خلف و سلف سے سوائے موجودہ خارجیوں کے کسی نے نہیں کیں۔ مُہلب اور ابن تیمیہ و کلائے بنو امیہ نے اگرچہ اس سے یزید کے جنتی ہونے کی دلیل قائم کی ہے۔ مگر یہ پیدائشی جنتی کا شوشہ ابن یزید وغیرہ کا ہی چھوڑا ہوا ہے۔ اگرچہ انہی الفاظ پر حدیث قسطنطنیہ کی بحث کو ختم کیا جا رہا ہے مگر جو بیان اب ہم شروع کرنے والے ہیں۔ وہ بھی اسی سلسلہ کا ایک کڑی ہے جس سے قطعی طور پر واضح ہو جائے گا کہ یزید کو حدیث قسطنطنیہ کے مغفورین میں کسی بھی صورت شامل نہیں کیا جا سکتا حالانکہ وہ روایت بھی کئی طریقوں سے کمزور ثابت ہوتی ہے جس میں جہاد قسطنطنیہ کی فضیلت درج ہے۔

حرفِ آخر

درج ذیل عبارت محض ابن یزید کے لئے پیش کی جا رہی ہے کیونکہ یہ ناصبی ہونے کے ساتھ ساتھ اہلحدیث یعنی وہابی ہونے کا بھی دعویدار ہے اور یزید کو جنتی بنانے کے لئے وہابیوں کے پیچھے پیچھے بھی بھاگتا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے طائفہ سے کئی ایک فتوے بھی حاصل کر چکا ہے۔ عباسی کو یہاں اس لئے نہیں مخاطب کیا گیا کہ وہ سرے سے کسی بھی مسلک کا پیروکار نہیں اور اپنی ذات کو ہی امام الائمہ متصور کئے ہوئے ہے۔ بہر حال

marfat.com

آخر پر حدیث قسطنطنیہ کے بارے میں وہابیوں کے پیشوا علامہ وحید الزمان کا تبصرہ پیشِ خدمت ہے

تیسیر الباری شرح بخاری (وحید الزمان)

دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا۔ اس میں بہت سے صحابہ شریک تھے جیسے ابن عمرؓ ابن عباسؓ ابن زبیرؓ اور ابوایوب انصاری
اس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ بہشتی ہے۔

میں کہتا ہوں سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت تک معاویہ زندہ تھے انکی خلافت تھی اور انکی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس لئے کہ امام برحق جناب امام حسن علیہ السلام نے خلافت اُن کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اسکا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گُن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ "امام حسین کو قتل کرایا" اہلبیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے باندھے۔ مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جز ۱۱ صـ ۹۶ مولفہ وحید الزمان)

marfat.com

بخاری پر بخاری

میزید کے کاسہ لیسوں اور غاشیہ برداروں کو بخاری شریف میں وہ روائت تو نظر آگئی جس میں پکڑ دھکڑ کر یزید پلید کو ٹھونسا جارہا ہے مگر اس حدیث سے تعلقی طور پر آنکھیں بند ہو چکی ہیں جس میں واضح طور پر یزید کو دشمنِ اسلام اور ملحد قرار دیا گیا ہے۔

جس کے دَور کو فتنوں کا دور اور جس کی امارت کو بے وقوف چھوکروں کی امارت قرار دیا گیا ہے۔ وہ منحوس امارت جس کو مخبر صادق رسول برحق صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنوں کا دور قرار دیا ہے۔ اسلام سے بغاوت اور سرکشی کا دور کہا ہے۔ بدعات و الحاد کا دور کہا ہے۔

یہ روائت بھی ہم بخاری شریف سے ہی پیش کریں گے اور پھر شارحین حدیث کی عبارات کی روشنی میں واضح کریں گے کہ یزید پلید فاسق و فاجر اور ملعون ہے۔ اور اس کا دورِ امارت اسلام کا روشن دور نہیں بلکہ اسلام کی صورت مسخ کر دینے والا منحوس ترا ور تاریک ترین دَور ہے۔ اور اس حدیث کی موجودگی میں یزید پلید ہرگز ہرگز مغفورین قسطنطنیہ میں شمار نہیں ہو سکتا اور نہ اُسے پیدائشی جنتی قرار دینا محض خوارج و نواصب کی ذہنی اختراع ہے۔

باتیں یا بات یہی نہیں بلکہ ان لوگوں کی دریدہ دہنی کا عالم یہ ہے کہ یہ مروان جیسے گستاخ اہلبیت رض اور دشمنِ صحابہ کرام رض کو بھی امیر المومنین، امیر مروان کے القابات دیتے ہیں اور اس کے نام کے ساتھ فخریہ طور پر رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکھتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مروان کو اہلبیت رسول سے بے پناہ محبت تھی۔ حالانکہ اسلام میں تمام فسادات کی جڑ مروان ہے۔ چنانچہ اکثر محدثین نے اس پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے۔ ہم نے مروان کے

marfat.com

وہ تمام تر کرتوت اپنی کتاب "مشکلکشا" میں شرح و بسط کے ساتھ نقل کئے ہیں جو اس سے سازشوں اور فتنوں کی صورت سے سرزد ہوئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اُسے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شان میں گستاخی کرنے کے جواب میں فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ پر اُس وقت لعنت کی تھی جب تو اُس کی پشت میں تھا اور فرمایا تھا کہ جو اس کی پشت میں ہے ۔ ہماری امت کے لئے خرابی ہے ۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے یہ روائت اس طرح بیان کی ہے ۔

اُمّت کے لئے خرابی

نافع بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روائت بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حکم بن ابو العاص (مروان کا باپ) گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ جو کچھ اس کی پشت میں ہے ہماری امت کے لئے خرابی ہے ۔

اور ابن خیثمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے بیعتِ یزید کے انکار کرنے کے معاملہ میں مروان کو فرمایا ۔ مگر تو اے مروان گواہ ہو جا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ پر اس وقت لعنت کی جب تو اس کی پشت میں تھا ۔ متن یہ ہے ۔

حدثنی نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم فمر الحکم بن ابی العاص فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "ویل لامتی مما فی صلب ھذا" و روی ابن ابی خیثمہ من حدیث عائشۃ انھا قالت لمروان فی قصۃ اخیھا عبدالرحمٰن امتنع من البیعۃ لیزید بن معاویہ اما انت یا مروان فاشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اباک و انت فی صلبہ ۔ (الاصابہ جلد اول صفحہ ۳۴۴)

marfat.com

الاستیعاب میں یہ روایت اسطرح ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے مروان کو فرمایا کہ بیشک تیرا باپ لعنتی ہے اور ابن خیثمہ کے طریق سے ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر کے معاملہ میں فرمایا کہ اے مروان تو نام ہوجا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ کو اسوقت لعنتی کہا جب تو اسکی پشت میں تھا۔ متن ملاحظہ ہو۔

فاما قول عبدالرحمن ان اللعین ابوک فروی عن عائشۃ من طرق ذکرھا ابن ابی خیثمۃ وغیرہ انھا قالت لمروان اذ قال فی اخیھا عبدالرحمن ماقال اما انت یامروان فاشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اباک وانت فی صلبہ (الاستیعاب ۲۴۷)

مروان بُرا کہو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاوی میں اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔ کہ:-

اہلبیت سے محبت فرائض ایمانی سے ہے نہ کہ لوازم سنت اور محبت اہلبیت کا تقاضا ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیئے اور اس سے دل بیزار رکھنا چاہیئے۔ علی الخصوص اس نے نہائت بدسلوکی کی حضرت امام حسینؓ اور اہلبیت کے ساتھ اور کمال عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا۔ اس خیال سے اس شیطان سے نہائت ہی بیزار رہنا چاہیئے (فتاوی عزیزیہ مترجم صفحہ ۳۸۰)

الغرض محققین محدثین کے نزدیک مروان کا دشمن اہلبیت ہونا قطعی طور پر مسلم ہے جبکہ اسکے برعکس عباسی وغیرہ نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ مروان بڑا محب اہلبیت تھا اور خانوادہ رسول کا نہائت احترام کرتا تھا۔

مروان کا ذکر اس مقام پر عجیب سا ضرور معلوم ہوتا ہوگا مگر جو ہم یزید کے متعلق بخاری کی روائت پیش کرنے والے ہیں اسکے ساتھ مروان اور اولاد مروان کا نہائت گہرا تعلق ہے اسکے لئے ضروری تھا کہ یہ چند باتیں قارئین کے علم میں لاکر وہ روائت بیان کی جاتی تاکہ حقیقت سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے آسانی پیدا ہوجاتی۔ بہرحال اب آپ بخاری شریف کی وہ روائت ملاحظہ کریں جس میں یزید پلید کے دور حکومت کو امت کی ہلاکت کا دور کہا گیا ہے۔

marfat.com

امّت کی ہلاکت کا سبب

بے وقوف اور ملعون یزید

بخاری شریف

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلاک امتی علی یدی اغیلمۃ السفھا حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا عمرو بن یحییٰ بن سعید ابن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت جالساً مع ابی ھریرۃ فی المسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ ومعنا مروان قال ابو ھریرۃ سمعت الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھلکۃ امتی علی ایدی غلمۃ من قریش فقال مروان لعنۃ اللہ علیھم غلمۃ فقال ابو ھریرۃ لو شئت ان اقول بنی فلان وبنی فلان

(بخاری شریف ۱۰۴۶/۲)

ترجمہ:- باب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ میری امت کی ہلاکت بے وقوف لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی

موسیٰ بن اسمٰعیل روایت فرماتے ہیں کہ روایت بیان کی عمر بن یحییٰ بن سعید بن عمر بن سعید نے کہ خبر دی مجھ کو میرے دادا نے کہ میں حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت چند قریشی لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو مروان نے کہا اُن لڑکوں پر لعنت ہو (یہ سُن کر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ لڑکے فلاں ابن فلاں ہیں۔

marfat.com

حاشیہ بخاری

یہ قول ہے کہ بے وقوف لڑکے "جو گناہوں پر مضبوطی سے قائم ہونگے اور ابن اثیر کہتے ہیں کہ ان سے مراد بنوامیہ کے لڑکے ہیں اور انکی بلوغت انکے خلاف نہیں" امت کا ہلاک ہونا" اس سے مراد اس زمانہ کے لوگوں کی ہلاکت ہے۔ اور یہ قیامت تک کے لئے تمام امت کے لئے نہیں" لڑکوں کے ہاتھوں سے" جیسا کہ یہ روائت اکثر نے بیان کی اور روائت کیا سرخسیؒ اور کشمہنی نے اور پر ہاتھوں کے ساتھ جمع کیلئے اور یہ قول کہ لعنت ہو اُن پر اختصاص کیساتھ ہے اور عبدالصمد کی روائت میں ہے کہ لعنت ہو ان لڑکوں پر اور یہ عجیب ہے کہ مروان نے اُن مذکورہ لڑکوں پر لعنت کی ساتھ اس کے کہ یہ ظاہر ہے کہ اسی کی اولاد ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسکی زبان سے ہی اسکو یہ بدلہ دیا۔ اور یہ اس پر شدید حجت ہے جیسا کہ احادیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور جو اُس نے پیدا کیا۔ (اور پھر اس کے آگے خاص طور پر شام کے بادشاہوں کا ذکر ہے) اور لکھا ہے کہ ان قریشی لونڈوں سے پہلا یزید ہے اس کے ساتھ وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور غالب امر یہ ہے کہ وہ بزرگوں کو حکومت کے عہدوں سے معزول کرتا تھا اور اپنے قریبیوں میں سے نوعمر چھوکروں کو شہروں کی امارت کے عہدے دیتا تھا۔ متن ملاحظہ ہو۔

له قوله: اغیلمة سفهاء قد یطلق الغلام علی الرجل المستحکم القوة غلام تشبیها له بالغلام فی قوة و
قال ابن الاثیر المراد بالاغیلمة ههنا الصبیان بنی امیة لم یکن فیهم من استخلف وهو دون البلوغ
قوله هلکة امتی والمراد بالامة هنا اهل ذلك العصر ومن قاربهم لا جمیع الامة الی یوم القیامة
قوله علی یدی غلمة کذا فی روایة الاکثرین بالمثنیة وفی روایة السرخسی والکشمهنی علی
ایدی بالجمع۔ قوله لعنة الله علیهم غلمة۔ ینصب غلمة علی الاختصاص وفی روایة عبدالصمد
لعنة الله علیهم من اغیلمة والعجب من لعن مروان الغلمة المذکورین مع ان الظاهر انهم من
ولده فکان الله تعالی اجری ذلك علی لسانه لیکون اشد علیهم فی الحجة لعلهم یتعظون وقد وردت
احادیث فی لعن الحکم والد مروان وما ولد اخرجها الطبرانی وغیره قوله حین ملکوا الشام: انما خص
الشام: انما خص الشام مع انهم ملکوا الخلافة جملکوا الشام وغیره ایضا لانها کانت مساکنهم
من عهد معاویة — قوله: حدثا جمع حدث ای متیانا واولهم یزید علیه ما یستحق وکان غالبا
ینزع الشیوخ من امارة البلدان الکبار ویولیها الاصاغر من اقاربه۔ (بخاری شریف ۱۰۴۶/۲)

marfat.com

عمدۃ القاری شرح بخاری

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عبدالصمد کی روایت میں ان چھوکروں پر لعنت کے متعلق ہے کہ یہ عجیب ہے کہ اُن پر مروان نے لعنت کی جبکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اُس کے بیٹے ہیں پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُس کی زبان سے یہ کہلا دینا اُن کے (ملعون) ہونے پر شدید حجت ہے اور بے شک طبرانی وغیرہ کی حدیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور اُس پر جو اُس نے پیدا کیا۔

اور یہ قول کہ احداثا جمع حدیث یعنی نوجوانوں اور ان کا پہلا یزید ہے۔ اُس کو وہی ملے جس کا وہ مستحق ہے۔ وہ کبار بزرگان کو شہروں کی امارت سے معزول کر کے اپنے قریبیوں میں سے اصاغر کو حاکم بناتا تھا۔ متن یہ ہے:۔

وفی روایۃ عبدالصمد لعنۃ اللہ علیہم من اغلیمۃ والعجب من لعن المروان الغلمۃ المذکورین مع ان ظاہر انہم من ولدہ فکان اللہ تعالیٰ اجری ذالک لسانہ لیکون اشد فی الحجۃ علیہم لعلہم یتعظون وقد واردت احادیث فی لعن الحکم والا مروان وما ولد اخرجھا طبرانی وغیرہ الخ

قولا احداثا جمع حدث ای شبانا و اولھم یزید علیہ ما یستحق وکان غالبا ینزع الشیوخ من امارۃ البلدان الکبار ویولیھا الاصاغر من اقاربہ

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۴ صفحہ ۱۸۰)

فتح الباری شرحِ بخاری

عباسی اور اُس کے کاسہ لیسوں ابنِ یزید بٹ وغیرہ کے معتمد امام جنہیں یہ لوگ شیخ الاسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں لیعنی علامہ ابنِ حجر عسقلانی ۔ وہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے واضح طور پر بتلاتے ہیں کہ امتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہلاکت اور تباہی کا سبب بننے والوں میں پہلا نام یزید بن معاویہ کا ہے اور یہ بات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ثابت کی ہے ۔ انہوں نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب فتح الباری شرح بخاری میں زیر بحث حدیث مبارکہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ :۔

میں کہتا ہوں کہ صبی اور غلیم تصغیر کے ساتھ ضعیف العقل وتدبیر اور ضعیف الدین کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔ اگرچہ وہ جوان ہو لعد یہاں یہی مراد ہے ۔ ابنِ بطال کہتے ہیں کہ ہلاکتِ امت کی مراد حضرت ابوہریرہ کی ہی دوسری حدیث سے ظاہر ہو جاتی ہے جس کو دوسری سند سے علی بن معبد اور ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں امارت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ۔ اور امارتِ ۔ لیعنی لڑکوں کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے ۔ لیعنی دین کے بارے میں اُن کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے اور اگر تم اُن کی اطاعت نہیں کرو گے تو وہ تمھیں ہلاک کر ڈالیں گے ۔ لیعنی دنیا کے بارہ میں تمھاری جان لیکر ۔ یا تمھارا مال غصب کر کے یا جان بھی لے لیں گے اور مال بھی چھین لیں گے ۔

اور ابن ابی شیبہ کی روائت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بازاروں میں چلتے پھرتے فرماتے تھے ۔ یا اللہ میں ۶۰ھ کا زمانہ نہ دیکھوں اور مجھے لڑکوں کی حکومت دیکھنی نصیب نہ ہو ۔

اور اس میں اشارہ ہے کہ ان (ہلاک کرنے والوں میں) پہلا نمبر یزید کا ہے کیونکہ

marfat.com

سنہ ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تھا کیونکہ یزید بن معاویہ کو سنہ ۶۰ھ میں حکومت ملی اور وہ سنہ ۶۴ھ تک زندہ رہا اور پھر مرگیا۔

اور اس بیان سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جن قریشی لڑکوں کا ذکر ہوا اُن میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ نے سنہ ۶۰ ہجری اور امارت صبیان کے متعلق بیان کیا ہے۔ کیونکہ یزید بزرگوں کو سلطنت کے عہدوں سے معزول کرکے اُن کی جگہ اپنے رشتہ دار چھوکروں کو عہدے دیتا تھا۔ متن ملاحظہ ہو:۔

قلت وقد یطلق الصبی والغلیم بالتصغیر علی الضعیف العقل والتدبیر والدین ولو کان محتلما وھو المراد ھذا قال ابن بطال جاء المراد بالھلاک مبینا فی حدیث آخر لابی ھریرۃ اخرجہ علی بن معبد وابن شیبۃ من وجہ آخر من ابی ھریرۃ رفعہ اعوذ باللہ من امارۃ الصبیان قالوا وما امارۃ الصبیان قال ان اطعتموھم ھلکتم ای فی دینکم وان عصیتموھم اھلکوکم ای فی دنیاکم بازھاق النفس اوبا ذھاب المال اوبھما' وفی روایۃ ابن شیبۃ ان ابی ھریرۃ کان یمشی فی الاسواق ویقول اللھم لاتدرکنی سنۃ ستین ولا امارۃ الصبیان۔ وفی ھذا اشارۃ الی ان اول الاغیلمۃ کان فی سنین یزید وھو کذالک فان یزید بن معاویۃ استخلف فیھا وبقی الی سنۃ اربع وستین۔

والذی یظھر ان المذکورین من جملتھم وان اولھم یزید کما دل علیہ قول ابوھریرۃ راس ستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من امارۃ البلدان ویولیھا الاصاغر من اقاربہ

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صہ ۸ مطبوعہ مصر مولفہ ابن حجر عسقلانی)

علامہ ابن حجر عسقلانی کی یہ واضح تشریح عبارت حق قبول کر لینے والوں کیلئے بہرصورت کافی ہے

وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان کی کوئی کرن ابھی موجود ہے انہیں ایمان و دیانت سے فیصلہ کرنا چاہئے کہ حق کس طرف ہے۔ کیونکہ ایک طرف تاجدارِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ۶۰ھ ہجری میں بے وقوف اور امت کو ہلاک کرنے والے چھوکرے کی حکومت ہوگی جس کی دین میں اطاعت کروگے تو دین ہلاک ہو جائیگا اور اگر تم اس کا کہا نہ مانوگے تو وہ تمہاری جانوں کو ہلاک کر دے گا۔

اور دوسری طرف آن لوگوں کا بیان ہے جو حدیث قسطنطنیہ کی فرضی آڑ لیکر یزید پلید کو خلیفۂ راشد اور ریگانہ روزگار عابد و زاہد اور متقی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں بلکہ جھوٹی موٹی روائتیں بیان کر کے اسے اس کے سن پیدائش سے بھی پچیس سال پہلے پیدا کرنے کی کوشش میں معروف ہیں تاکہ وہ صحابی ثابت ہو جائے۔

اہلِ حق جانتے ہیں کہ حق یقیناً اسی طرف ہے جسطرف تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ اس کے برعکس جو کچھ بھی بیان کیا جائیگا محض کذب و فریب اور باطل ہوگا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

سرتاج المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اس حدیث کے تحت اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ امت کی ہلاکت اور بربادی کا سبب یزید بن معاویہ، عبیداللہ بن زیاد اور مروان کے لڑکے تھے۔ اور ان لوگوں پر شہوات و ہیجان کا غلبہ تھا۔ اسی وجہ سے انہیں نو عمر چھوکرے کہا گیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"وعن ابی ھریرۃ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلکۃ امتی" ہلاک امتِ من، علی یدی غلمۃ من قریش۔ بر دو دست کودکان و جوانان نو سالان است از قریش۔ کذا فی القاموس و فی الصراح۔ غلام کودک اول غلمۃ و اغتلام غلبہ شہوت و ہیجان اومت۔

marfat.com

در حواشی نوشتہ اند کہ مراد بآں غلمہ کشتگان عثمان و علی و حسن و حسین اند رضی اللہ عنہم
و امثال ایشاں اند۔

اہل فتنہ و بغی فظلمہ و در مجمع البحار آوردہ کہ ابوہریرہ می شناخت ایشاں را باسماء و اشخاص
ایشاں و سکوت می کرد از تعین و نام بردن ایشاں از جہت ترس و مفسدہ و مراد یزید بن معاویہ
و عبید اللہ بن زیاد مانند ایشاں اند احداث و نوسالان بنی امیہ خذلہم اللہ و تحقیق صادر شد۔ از
ایشاں قتل اہلبیت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بند کردن ایشاں و کشتن خیار مہاجرین و انصار آنچہ
شد و صادر شد۔

از حجاج کہ امیر الامراء عبدالملک بن مروان بود و از سلیمان بن عبد الملک اولاد او از ریختن
خون ہا و تلف کردن مال ہا آنچہ پوشیدہ نیست بر ہیچ کس (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۳/۲۲۲)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت ہلاک ہوگی قریش کے
نوجوان لڑکوں کے دونوں ہاتھوں سے۔ جیسا کہ قاموس اور صراح میں ہے۔ کہ غلام لڑکے کو
کہتے ہیں اور اس کی اصل غلمت ہے اور اغتلام اس کی شہوت اور ہیجان کا غلبہ ہے۔

اور اس حدیث کے حواشی میں لکھا ہے کہ ان لڑکوں سے مراد قاتلان عثمان و علی اور
حسن و حسین ہیں رضی اللہ عنہم اور اس کی مثل اہل فتنہ اور ظلم و جور کرنے والے۔ اور
مجمع البحار میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو پہچانتے تھے اور انکے نام جانتے تھے
مگر ان کے ناموں کا تعین کرنے سے فساد وغیرہ کے ڈر سے خاموش تھے۔ اور ان سے مراد
یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور انکی مانند دیگر نوجوانان بنو امیہ ہیں۔ اللہ تعالے
نے ان کو ذلیل کیا اور تحقیق سے ثابت ہے کہ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت
اور بہترین مہاجرین و انصار کو شہید کیا اور یہ عبدالملک بن مروان اور امیر الامراء حجاج
بن یوسف اور اس کے لڑکے سلیمان وغیرہ نے بھی خون ریزی کی اور مالوں کو لوٹا اور یہ بات
کسی سے پوشیدہ نہیں۔

marfat.com

مشکوٰۃ شریف میں آنے والی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے جناب ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں :۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

وقال المظہر لعلہ اراد بھم الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید و عبد الملک بن مروان وغیرھما۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰)

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو دونوں ہاتھوں سے ہلاک کرنیوالے یزید پلید اور عبدالملک بن مروان وغیرہ ہیں۔

علاوہ ازیں اہل حدیث کے اکابرین اہلحدیث مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح طور پہ لکھتے ہیں کہ امت کی ہلاکت کا سبب یزید پلید ہی ہے اور اس نے سنت مصطفویہ کو تبدیل بھی کیا اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی بھی کی۔ اور یہ کہ یزید اور مروان کے لڑکے ہی اس حدیث کے مصداق ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

مفتاح البرکات ترجمہ مشکوٰۃ

اور یزید کے وقت کا قتال جس میں بے حرمتی مسجد نبوی کی، ازالہ بکارت ہزار ہا عورتوں کا لشکریوں کے ہاتھ سے وقوع میں آیا (اور اس کا اطلاق) کتنے ایک نوجوانوں کے حقے قریش میں سے ہے جیسے یزید اور مروان کی اکثر اولاد۔

{ مفتاح البرکات ترجمۃ المشکوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل جلد چہارم صفحہ ،، }

marfat.com

دیگر متعدد محدثین کرام نے بھی اس حدیث بخاری کے ضمن میں قطعی طور پر صراحت فرما رکھی ہے کہ اس کا مستحق یزید پلید ہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امت کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ اسی کا دورِ حکومت ہے ۔

اب جبکہ محدثین کرام نے یہ بھی وضاحت کر رکھی ہے کہ حدیث قسطنطنیہ کے مغفورین میں یزید کو شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ حدیث شرطِ مغفرت کے کیساتھ مشروط ہے ۔ اور یزید میں شرطِ مغفرت نہیں پائی جاتی اور یہ بھی بتا دیا کہ امارۃ صبیان کا شروع کنندہ یزید پلید ہی ہے تو پھر آج کل کے بزعم خویش اہلحدیث کو حدیثِ رسول کی پیروی کرتے ہوئے محدثین کرام کی تحقیق کو تسلیم کرنا چاہیئے یا فرضی قصے کہانیوں کو ریسرچ کا نام دیکر اپنی بات منوانے کا خبط پورا کرنا چاہیئے ۔

کیا یہ محدثین کرام معاذ اللہ شیعہ اور غالی رافضی بن جائیں گے جنہوں نے یزید پلید اور اس کے بعد دورِ بنوامیہ کو احادیثِ رسول کی روشنی میں امت کی ہلاکت اور تباہی کا دور ثابت کیا ہے ۔ اور مروان کو بھی اس میں شامل کرتے ہوئے غلمۃ کا ترجمہ ضعیف العقل اور ضعیف الدین بتایا ہے ۔

تاریخ کے نام پر تو یہ لوگ امام ابن جریر طبری پر شیعہ ہونے کا الزام لگائیں گے ۔ اور ان کی بیان کردہ روایات کو مسترد کر دیں گے ۔ مگر اب ان احادیث کے بارے میں کیا رویہ اختیار کریں گے جن کو سوادِ اعظم کے مسلمہ اور ثقہ محدثین نے اپنی کتابوں میں نہ صرف درج ہی کیا ہے بلکہ اپنی آراء کو بھی واضح طور پر ظاہر کر دیا ہے ۔

تاریخ اسلام کا روشن باب

قارئین کرام اندازہ فرمائیں کہ رسولِ برحق ۔ مخبر صادق ، تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی اور عصر یہ فرمانِ رسول حرف بحرف پورا ہو گیا ۔

marfat.com

یزید بن معاویہ اور اولاد مروان بن حکم نے اپنی سفاکیوں اور ہلاکت خیزیوں سے سرورِ انبیاء کے اس فرمانِ مقدس پر مہر ثبت کر دی، ثقہ مؤرخین نے ان کے حالات کو قلمبند کیا۔ محدثین کرام نے ان روایات کو معیارِ روائت پر جانچا اور اچھی طرح وزن کر لینے کے بعد بتایا کہ یہ قریشی لڑکے جن کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے وقوف اور امت کی ہلاکت کا سبب فرمایا تھا۔ وہ اولادِ مروان ہے اور ان سب کا امام اول یزید بن معاویہ ہے جس نے اس ہلاکت کی بنیاد رکھی۔

مگر آج کا نام نہاد محقق فرمانِ رسولؐ کے مقابلہ میں اپنی اختراع کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ یہ دور تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔

سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہونے کا بھی دعویٰ ہے مگر اُن سے مخالفت کا یہ عالم ہے کہ وہ جس دور کو ظلمت کا دور فرماتے ہیں یہ اُسے روشنی کا زمانہ کہتا ہے۔ وہ جس کو ہلاکت اور گمراہی کا دور فرماتے ہیں یہ اُسے رشد و ہدایت کا دور قرار دیتا ہے

بہر حال عباسی کا مزعومہ تاریخ کا روشن باب اہل اسلام کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔

مذکورہ بالا روایات کے علاوہ دیگر بھی متعدد ایسی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید کے پر فتن دور کی نشاندہی پہلے سے ہی کر رکھی ہے اور تاریخ اسلام کے اس سیاہ ترین باب کو اہل اسلام کے لئے وحشت ناک دور قرار دیا ہے، اور نشاندہی کر رکھی ہے کہ فلاں شخص ہماری سنتوں کو تبدیل کر کے بدعات و الحاد کا آغاز کرے گا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مزید چند روایات ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

دین میں رخنہ اندازی کرنے والا

ابن منیعؒ۔ ابو یعلیٰؒ بیہقیؒ اور ابو نعیم نے یہ روائت بیان کی ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امر (دین) اعتدال و انصاف پر قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا اور اس شخص کے لئے کہا گیا کہ وہ یزید ہے۔

اخرج ابن منیع والبو یعلی البیھقی والبو نعیم عن ابی عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایزال ھذا الامر معتدلا قائما بالقسط حتی یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۵۲۹)

صلوٰۃ کا تارک شہوات کا تابع

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ساٹھ ہجری کے بعد نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے۔

واخرج البیھقی عن ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یکون خلف بعد ستین سنۃ اضاعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشھوات۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۵۲۹)

خصائص کبریٰ میں ہے کہ تاجدار انبیاء نے فرمایا خلافت راشدہ کے بعد ملک عضوض ہوگا اور پھر جابر و مفسد حاکموں کا دور ہوگا جو شرمگاہوں اور شراب کو حلال کریں گے اور ریشمی لباس پہنیں گے۔

ثم کائن ملکا عضوضا۔ ثم کائن عتوا وجبریہ وفساد فی الامت یستحلون الفروج والخمور والحریر حضرت ابی درداء فرماتے ہیں لامدینۃ بعد عثمان ولارخاء بعد معاویۃ (خصائص کبریٰ ۲۱۷/۲)

اللہ کی پناہ مانگو

امام احمد بن حنبل اور جناب بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ مانگو

marfat.com

ساٹھ ہجری سے اور چھوکروں کی امارت سے اور فرمایا کہ نہیں جائیں گے وہ ساتھ دُنیا کے حتیٰ کہ تختِ امارت باپ سے بیٹے کی طرف منتقل کرتے رہیں گے۔

واخرج احمد والبزار بسند صحیح عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تعوذوا بالله من راس الستین ومن امارة الصبیان وقال لا تذهب بالدنیا حتی تصیر لکع بن لکع (حجته الله علی العالمین صفحہ ۵۲۹)

اور یہ روایت تو قارئین ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے پیشِ نظر مدینہ منورہ کے بازاروں میں چلتے پھرتے بھی یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی مجھے ۶۰ھ ہجری دیکھنا نصیب نہ ہو پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی دُعا قبول بھی فرمالی اور آپ ۵۹ھ ہجری میں انتقال فرما گئے۔ اب آپ ایک ایسی روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنت مصطفےٰ کو تبدیل کرنے والا بھی یزید ہی تھا۔

سنّتِ مصطفیٰ کو تبدیل کرنے والا

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے ہماری سنت کو تبدیل کرنے والا شخص بنو امیہ سے ہوگا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہمارا گمان ہے کہ ایسا کرنے والا یزید بن معاویہ ہے۔

واخرج بیهقی عن ابی هریرة رضی الله تعالےٰ عنه سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة

marfat.com

قال البیہقی یشبہ ان یکون ھو یزید بن معاویۃ (الحجۃ ص ۵۲۹)

محدثین کرام نے حضور کی پیشگوئی کے مطابق تو یزید کے نام کا تعین کیا ہے اس کا انکار کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ فرمان رسول کے مطابق حضرت ابوہریرہ کا سنہ ۶۰ ہجری سے پناہ مانگنا ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے جبکہ یہی سال یزید کی تخت نشینی کا ہے الاصابہ میں امام ابن حجر فرماتے ہیں وھذا الحدیث مرفوعا کان ابوھریرۃ تشبوء الصدفی معاویۃ لاتدرکنی سنۃ ستین

(الاصابہ ص ۲۰۲ ج ۴)

خدا یزید کو برکت نہ دے

حضرت ابونعیم حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکارِ دو عالم کی طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس میں فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافتِ راشدہ کے ختم ہو کر ملوکیت کے آنے کی خبر بھی دی ہے اور یزید کا نام لیکر پیشگوئی فرمائی ہے کہ اللہ یزید کو برکت نہ دے وہ میرے حسینؑ کو شہید کرائے گا اور پھر ولید بن عبدالملک کے متعلق فرمایا کہ وہ فرعون ہوگا اور شرائع اسلام کو مٹائے گا میرے اہلبیت کے ایک شخص کے خون سے رنگین کرے گا۔ اس مضمون کا واضح ترین عربی متن ملاحظہ فرمائیں

واخرج ابونعیم عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اتتکم الفتن کقطع اللیل المظلم کلما ذھب رسل اتی رسل تناسخت النبوۃ وصارت ملکا امسک یا معاذ واحص فلما بلغت خمسۃ قال یزید لا یبارک اللہ فی یزید ثم ذرفت عیناہ فقال نعی الی الحسین واتیت بتربتہ واخبرت بقاتلہ فلما بلغت عشرۃ قال الولید اسم فرعون ھادم شرائع الاسلام یبوء بدمہ رجل من اھلبیتہ

(الحجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۲۹)

marfat.com

علاوہ ازیں شیخ محقق

ام المومنین کی بات ہی مان لو

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روائت بھی نقل فرمائی ہے۔

عن عائشۃ یزید لا بارک اللہ فی یزید الطعان اللعان اما انہ نعی الی حبیبی و منجلی حسین اتیت بتربتہ و رأیت قاتلہ اما انہ یقتل بین ظہرانی قوم فلا ینصرونہ الا عمھم اللہ بعقاب رواہ ابن عساکر

(ما ثبت بالسنۃ ۲۲۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائت ہے کہ قاتل و ملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اُس نے میرے پیارے بیٹے حسین کے ساتھ بغاوت کی اور ان کو شہید کرایا۔ حسین کی تربت کی مٹی میرے پاس لائی گئی اور مجھے اُن کا قاتل بھی دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ جن کے سامنے حسینؓ شہید کئے جائیں گے وہ انکی مدد نہیں کریں گے۔ اور اسی سبب سے اُن پر عذاب مسلط کر دیا ہے۔

مندرجہ بالا روائت کو خوارج و نواصب نے اس لئے وضعی قرار دے رکھا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کا حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔ حالانکہ ام المومنین کی روائت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیشگوئیوں میں سے ایک ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہنّ کی متعدد پیشگوئیاں جو انہوں نے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن رکھی تھیں کتب احادیث میں موجود ہیں اور یہ روائت بھی ترتیبِ مضمون کے لحاظ سے قطعی طور پر پیشگوئی ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں جناب سیدہ عائشہ صدیقہ کا یزید کا نام لینا بھی مخبر صادق علیہ صلی اللہ

marfat.com

کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں آپ نے لا بارک اللّٰہ یزید فرمایا ہے اور پھر جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات طیبہ میں تو یزید کی بیعت کا مسئلہ زوروں پر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی آپ کے سامنے تھیں۔

پھر اس میں خلافِ واقع کونسا امر ہے جسے یہ یزیدی ماننے سے گریز کرتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا فتویٰ

یزید کے بارے میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ڈھکا چھپا نہیں۔ آپ کا یہ قول محدثین کے نقل در نقل کرنے سے تواتر کا درجہ حاصل کر چکا ہے کہ ہم یزید کے بارے میں سکوت کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز عنقریب ہم بھی یہ قول نقل کریں گے اور اس ضمن میں متعدد حوالہ جات بھی پیش کریں گے۔

شارحین کرام نے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس توقف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یزید کی مذمت نہ کرو بلکہ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے نزدیک یزید کا اسلام مشتبہ ہے۔ اگر یزید کے اسلام میں آپ کو اشتباہ نہ ہوتا تو اسے مسلمان کہنے میں ہرگز سکوت نہ کرتے۔ اس مسئلہ پر مزید گفتگو محدثین اور فقہائے کرام کی عبارات نقل کرنے کے بعد ہوگی۔ یہاں ہم عباسی کی اس چالاکی پر روشنی ڈالیں گے جو عباسی نے امام صاحب کا نام استعمال کرنے کے سلسلہ میں دکھائی ہے۔ قارئین گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ عباسی نے امام اعظم کے نام سے ایک روایت نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ امام حسینؓ کا خلیفۂ وقت کے خلاف خروج ناجائز تھا۔ حالانکہ نہ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں امام حسینؓ کا نام لیا ہے اور نہ یزید پلید کا نہ تو امام حسین علیہ السلام کے خروج کو ناجائز قرار دیا ہے اور نہ ہی یزید پلید کی امارت و حکومت کو درست تسلیم کیا ہے۔ بلکہ یہ وہی روایت ہے جو متعدد کتب احادیث میں حدیث مصطفےٰؐ کی صورت میں موجود ہے۔ اور اس ضمن میں یہ ایک ہی روایت نہیں متعدد اور

marfat.com

بھی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ جنہیں عباسی نے کبھی حدیث رسولؐ کے نام سے پیش کیا ہے اور کبھی اقوال صحابہ اور اقوال ائمہ کے نام سے بیان کیا ہے۔

حالانکہ ان روایات میں سے اکثر وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے اپنی بیعت لیتے ہوئے ارشاد فرمائیں۔ اور بعض وہ ہیں جنہیں محدثین نے جانشیانِ رسولؐ۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا حیدر کرار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافتوں میں رخنہ اندازی نہ کرنے کے سلسلہ میں بیان فرمائیں۔ اور ایک دو روایات ایسی بھی ہیں جن کا اطلاق ہر حاکم وقت پر ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ قطعی طور پر مشروط ہیں۔ اُن میں سے ایک روائت میں یہ شرط موجود ہے کہ جب تک کوئی حاکم ارتداد نہ کرے اس سے قتال نہ کرو۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب تک وہ نماز پڑھتا ہے اُس پر تلوار نہ اٹھاؤ۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ شرط بھی موجود ہے کہ جب تک وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلاتا رہے اس کی بات سنو اور جب تمہیں معصیت اور گناہ کی طرف بلائے اس کا انکار کر دو۔

اور اس کے ساتھ ساتھ یہ روایات بھی موجود ہیں کہ جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ جب کہ پہلی دونوں روایات میں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں میں ہے کہ ہر حال میں حاکم وقت کی اطاعت کرو۔ اور اس کے خلاف نہ تلوار استعمال کرو اور نہ زبان سے محاذ آرائی کرو۔

ان تمام تر روایات کو ایک مقام پر جمع کر کے جب بھی تطبیق دی جائے گی تو قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلے گا کہ حاکم وقت کی طرف سے جب تک تمہیں دنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ پورے ضبط و تحمل کے ساتھ ان دنیاوی مشکلات کا مقابلہ کرو اور صبر سے کام لو۔ اس کا حکم مانو اور ہرگز نظام سلطنت کو درہم برہم نہ کرو۔ اور اگر حاکم وقت اطاعتِ خدا اور رسول سے نکل گیا ہے اور تمہیں معصیت کی طرف راغب کرتا ہے تو تم بھی اس کی

marfat.com

اطاعت سے نکل جاؤ۔

اور قرآن کریم کی نص قطعی سے بھی یہی ثابت ہے کہ اطیعو اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولو الامر منکم۔ سب سے پہلے شرط ہی یہ ہے کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور پھر اس کی اطاعت جو تم میں سے "اولی الامر" یعنی حاکم ہے۔ اب اگر اس شخص کی اطاعت کی جائے جو خود ہی اللہ اور رسول کی اطاعت سے باہر آچکا ہے تو اللہ و رسول کی اطاعت کس طرح کی جائے گی۔ جبکہ ضروری یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور پھر حاکم وقت کی:۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان ہر دو روایات میں مشترک طور پر ایک فیصلہ کن بات جو پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جب تم کسی شخص کو اپنا حاکم اور امیر تسلیم کرلو تو پھر اسکے خلاف شورش بپا نہ کرو۔ اور یہ بات عباسی وغیرہ نے بھی بار بار تسلیم کی ہے کہ شہزادۂ گلگوں قبا سیدنا امام حسین علیہ السلام نے یزید پلید کو ایک لمحہ کے لئے بھی امیر اور حاکم تسلیم نہیں کیا اور پھر اس صورت میں اس کی اطاعت آپ پر کسطرح واجب تھی۔

زیدؓ بن زین العابدینؓ اور ابو حنیفہؒ

بات دور نکل گئی۔ بتانا یہ تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول سے جو درحقیقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ارشاد سے اخذ کیا گیا ہے ہرگز یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ امام حسین علیہ السلام کا یزید کے خلاف آواز اٹھانا خلاف شرع اور بغاوت تھا۔

بلکہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ "سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے یعنی زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما کا ایسے ہی حالات میں پورا پورا ساتھ دیتے ہیں جن حالات سے امام حسین علیہ السلام کو سابقہ پڑا تھا چنانچہ کتب معتبرہ میں یہ واقعہ شرح و بسط

marfat.com

کے ساتھ موجود ہے ۔

مشہور محقق مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں :۔

واقعہ یہ ہے کہ دشت کربلا کی مصیبت اور رأس کے بعد بنی امیہ کے فولادی پنجوں کی آہنی گرفتوں نے عام مسلمانوں پر اوس ڈال دی تھی ۔ باطل کے مقابلہ میں اٹھنے کی تاب مسلمانوں میں عموماً باقی نہ رہی تھی اور سب سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ دنیا میں پیسے گئے وہ فاطمہ اور علی کی اولاد تھی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہ) جب حال یہ ہو گیا ہو ۔ جیسا کہ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ بیمار ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ان کو قتل کرنے سے چھوڑ دیا

(امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی)

آگے چل کر لکھا ہے کہ اہلبیت کو اس قدر کچل دیا گیا تھا کہ مدینہ منورہ میں واقعہ حرّہ پیش آیا ۔ حالانکہ زیادہ تر اس واقعہ کے پیش آنے میں بڑا سبب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تھی ۔ لیکن طبقات میں لکھا ہے ۔ خود حضرت سیدنا زین العابدین کا بیان ہے کہ :۔

ما خرج فیما احد من آل ابی طالب ولا خرج من فیما من بنی عبد المطلب لزموا بیتہم (طبقات ابن سعد ۱۵۹/۵)

یعنی ابو طالب کے خاندان سے کوئی آدمی بھی اس ہنگامے میں شریک ہونے کیلئے نہ نکلا اور نہ عبد المطلب کے گھرانے والے نکلے سب کے سب اپنے گھروں میں پڑے رہے

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حادثہ کربلا کے بعد اہل بیت نبوت والوں نے سیاسی قضیوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا تھا ۔ خود امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور مجاہدے میں گزاری ۔ مدینہ منورہ کے پاس عقیق نامی ندی کے کنارے جو محلہ تھا وہیں آپ نے مکان بنوالیا اور اپنے بال بچوں اور خاندان والوں کیساتھ صبر و شکر کے ساتھ زندگی کے دن پورے کر رہے تھے ۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی

marfat.com

اولاد ذکور میں آپ تنہا باقی رہ گئے تھے۔ لیکن خدا نے آپ کی اولاد میں برکت دی۔

سب سے زیادہ شہرت امام محمد باقر بن محمد بن علی بن حسین نے حاصل کی چونکہ آپ کی والدہ امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اس لیے دونوں بھائیوں کی نمائندگی آپ کا وجود کرتا تھا۔

سیدنا زین العابدین علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے دوسری عورتوں سے تھے جن میں ایک زید بن علی (زین العابدین) الشہید رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت زید غیر معمولی طور پر حسین وجمیل تھے اور غیر معمولی طور پر ہی ذہین وفطین، علم دوست معارف پرور ہونے کے ساتھ بڑے بہادر اور نڈر تھے آپ کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

میں نے زید بن علی کو دیکھا تھا جیسے ان کے خاندان کے دوسرے حضرات کے مشاہدے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہہ آدمی کسی کو نہیں پایا۔ اور ان جیسا حاضر جواب واضح اور صاف گفتگو کرنے والا آدمی اس عہد میں مجھے کوئی نہیں ملا۔ در حقیقت ان کے جوڑ کا آدمی اس زمانہ میں نہ تھا۔

شاھدت زید بن علی کما شاھدت اھلہ فما رأیت فی زمانہ افقہ منہ ولا اعلم ولا اسرع جواباً ولا ابین قولا ۔ لقد کان منقطع القرین (رضی الکبیر منہ)

اور امام ہی کیا اس عہد کے فقہاء میں مشکل ہی سے کوئی آدمی نظر آتا ہے جس سے حضرت زید شہید کے متعلق اس قسم کے الفاظ منقول نہیں۔

شعبی سے روایت ہے کہ زید بن علی سے بہتر بچہ شاید کسی عورت نے پیدا کیا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علمی اور دینی فہم وفراست کے ساتھ حضرت زید شہید کی دنیاوی سوجھ بوجھ غیر معمولی تھی۔ (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی)

marfat.com

حضرت زیدؑ کوفہ میں

اس مختصر تعارف کے بعد قارئین کیلئے یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ کہ حضرت زید بن زین العابدینؑ نے بنوامیہ کے خلاف کیسے علمِ جہاد بلند کیا جب کہ خاندان اہل بیت ملکی سیاست سے کلی طور پر الگ تھلگ ہو کر محض عبادت الٰہی اور حصولِ علم میں مصروف و مشغول تھا۔

تو ہوا یہ کہ بنوامیہ کے سابق عامل خالد نامی جو کہ کوفہ میں تھا کو نئے عامل یوسف نے غبن وغیرہ کے کیس میں ملوث کرنے کیلئے کچھ شہادتیں جمع کر لیں اور کہا کہ یہ غبن شدہ روپیہ پیش کرو۔ خالد کو اور تو کچھ نہ سوجھی اس نے کہہ دیا کہ میں نے یہ رقم مدینہ میں حضرت زید بن زین العابدین کے پاس جمع کرائی ہے اور اُن کے ساتھ کئی اور لوگوں کے نام بھی بتا دیئے یوسف نے مروانی حاکم ہشام ابن عبدالملک کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی چنانچہ ہشام نے حضرت زید اور دوسرے لوگوں سے جن کا نام خالد نے لیا تھا۔ پوچھ گچھ کرنے کیلئے حاکم مدینہ کو لکھا۔ اس نے حضرت زید کے سامنے یہ واقعہ دہرایا تو آپ حیران رہ گئے۔ بالآخر اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے انہیں ھشام ابن عبدالملک کے پاس دمشق آنا پڑا۔ آپ نے صفائی پیش کی تو ہشام نے کہا آپ سچے ہیں اور خالد جھوٹا ہے۔ مگر آپ کو بجائے مدینہ واپس جانے کے کوفہ جانے کے لئے کہا تاکہ خالد کے سامنے بات ہو جائے۔ آپ کوفہ میں آئے تو خالد نے واضح طور پر اعلان کر دیا کہ میں نے آپ کے پاس کوئی امانت نہیں رکھی۔ حضرت زیدؑ نے پوچھا پھر تو نے ہمارا نام کیوں لیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے توقع تھی کہ آپ کے آنے پر نجات کی کوئی راہ نکل آئے گی۔ کوفہ کی حالت اس وقت یہ تھی کہ مساجد کے مینار گرا دیئے گئے تھے اور عیسائیوں کے لئے پرستش کو گرجا تعمیر کر دیا گیا تھا۔ ایمان والوں پر مشرکین کا تسلط صرف اس وجہ سے قائم رکھا گیا تھا کہ بادشاہ کی آمدنی میں کمی نہ آئے۔ بہرحال انتہائی ابتر حالات تھے اس وقت کوفہ میں ان حالات میں اگر زید خود آنا چاہتے تو بہر گز نہ آسکتے کیونکہ حکومت مروانیہ نے اہلبیت کی مکمل طور پر نگرانی کر رکھی تھی۔ حالانکہ اہلبیت رسولؐ کہیں جانا

marfat.com

پسند نہیں کرتے تھے۔ اب چونکہ حضرت زید کو خود حکومت ہی نے کوفہ بھیجا تھا اس لیے کوفہ میں آپ کی آمد انتہائی پر سکون ماحول میں ہوئی تھی مگر مصیبت یہ ہوئی کہ کوفیوں کے سینوں میں سوئے ہوئے جذباتِ بیعت کے جراثیم پھر جاگ پڑے۔

اہل کوفہ نے جناب زید شہید کی خدمت میں اسلامی اقدار کو بچانے کی استدعا کی بیت المال جو خالصتاً قومی سرمایہ ہے "کو عمّالِ حکومت کی شاہ خرچیوں سے محفوظ کرانے کی درخواست کی" اور التجاء کی کہ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے اعلانِ جہاد فرمائیں ہم لوگ آپ کے حکم پر جانیں قربان کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ جناب زید نے ان کے سامنے ان کی تاریخ دہرا کر فرمایا کہ میرے باپ داداؤں پر تمہارے پہلے ہی بڑے احسانات ہیں اب ان میں مزید اضافہ نہ کرو۔ مگر وہ لوگ اس دور کے جلیل القدر علماء و مشائخ کی قیادت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور بنوامیہ کے مظالم کی داستانوں کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کی بحالی کی درخواست کرتے رہے۔ اور یہ درخواست کرنے والے بکثرت سے مخلصین اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے والے تھے۔ آپ کو اسلام کے نام پر مجبور کیا گیا کہ وہ ان کا ساتھ دیں۔ بالآخر آپ نے ان کی بیعت لی اور سنتِ مصطفےٰ کے احیاء اور کتاب و سنت کے اجراء کے لئے اعلانِ جہاد کر دیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں بلاشبہ عمّالِ حکومت کی چیرہ دستیاں عروج پر تھیں اور بلا تشک و ریب منبر پر بیٹھ کر اہلبیتِ رسولؐ کو سب و شتم بھی کیا جاتا تھا اور یہ بھی درست ہے کہ بیت المال کو حکام نے ماں کا دودھ سمجھ رکھا تھا اور جس طرح چاہتے تھے۔ قومی سرمایہ کو ذاتی طور پر تصرف میں لا رہے تھے تاہم مورخین و محققین کا اتفاق ہے کہ یزید پلید [illegible]ہام بن عبد الملک سے بدرجہا بدتر تھا۔

فتویٰ یہ تھا

اور اس حقیقت سے کون ناآشنا ہے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے پو[illegible]اب زید رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے شان و عظمت میں بہر صورت اور بہر حال بدرجہا بہتر تھے۔ اب جبکہ یہ ثابت ہے کہ امام حسینؑ زیدؓ سے بہتر و برتر ہیں اور یزید پلید ہشام سے کمتر و بدتر ہے تو امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا زیدؓ کے جہاد کے بارے میں فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

خروجہ یضاھی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر۔

یعنی حضرت زید کا اس وقت اٹھ کھڑے ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدر میں تشریف لے جانے کے مشابہ ہے

(الروض النضیر ص ۲۶ بحوالہ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۳۸)

ایک روایت اور بھی ہے کہ اُن دنوں حج کا زمانہ تھا اور امام ابوحنیفہ نے فتویٰ صادر کیا کہ جناب زیدؓ کی قیادت میں جہاد کو جانا حج بیت اللہ سے افضل ہے۔

اسلام یا فرعونیت

ان روشن حقائق کی موجودگی میں عباسی وغیرہ کا مسلمانوں کو یہ دھوکا دینا کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے حاکم وقت کے خلاف خروج سے منع فرمایا ہے اور پھر ساتھ ہی امام صاحب کے تلامذہ امام محمد وغیرہ سے بھی ایسی ہی باتیں منسوب کی ہیں۔ جو سراسر جھوٹ بے بنیاد، کذب صراحی اور صریح دھوکا کے مترادف ہے۔ اس قسم کا تاثر دے کر یہ لوگ ہر حکومت کی چمچہ گیری کے فرائض انجام دے رہے ہیں کہ جب کوئی حاکم بن جائے تو اس کے جور و ستم سہتے رہو۔ اسلام کی پامالی اور بربادی کو دیکھتے رہو۔ مگر اس کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھاؤ۔ وہ جو کرتا ہے اُسے کرنے دو۔ ورنہ تم دین سے نکل جاؤ گے تمہاری موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا وغیرہ وغیرہ

ہم کہتے ہیں کہ ایک شخص بذریعہ الیکشن جمہوری طرز پر برسرِ اقتدار آجائے

marfat.com

تو پھر وہ متفقہ علیہ حاکم ہو گا یا نہیں ؟ اور جب وہ یقیناً متفقہ علیہ ہے تو پھر اس کے خلاف عوام کی نعرہ بازی کیوں ہوتی ہے ۔ اسے ذلیل و رسوا کر کے ایوانِ صدر سے کیوں نکالا جاتا ہے ۔ اس سے اسلامی دستور کیوں طلب کیا جاتا ہے ۔ اس کے اعمال و افعال پر کیوں نکتہ چینی کی جاتی ہے اور پھر حکومتوں کے تختے کیوں الٹے جاتے ہیں ۔ حالانکہ تمہارے فارمولے کے مطابق ایسا کرنے والے لوگ لائق گردن زدنی ، جہنمی اور جہالت کی موت مرنے والے ہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارا یہ فارمولا مسلمان حاکموں کو ہٹلر اور سٹالن بننے کی ترغیب دیتا ہے ۔ نمرود اور فرعون بننے پر راغب کرتا ہے ۔ حالانکہ اسلام نے مسلمانوں کو حکام کا محاسبہ کرنے کا پورا پورا حق دے رکھا ہے ۔ اسلام تو مظلوم کی حمایت کرتا ہے مگر تم کہتے ہو کہ ظلم سہتے رہو ۔ مگر ظالم کی شکایت بھی نہ کرو ۔ اسلام جابروں سے ٹکرانے کا حکم دیتا ہے مگر تم کہتے ہو کہ مجبور گھٹ گھٹ کر مر جائے مگر جابر حاکم کے خلاف آواز بلند نہ کرے ۔ اسلام کہتا ہے کہ جو حاکم نماز کا تارک ہو اس سے ٹکرا جاؤ ۔ تم کہتے ہو کہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والوں اور اسلامی اقدار کو پامال کرنے والے کو بھی خلیفہ راشد تسلیم کرو اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے کو باغی قرار دیتے ہو ۔

کیا یہ تاریخی ریسرچ ہے یا اسلام سے کھلم کھلا بغاوت اور سرکشی ؟ تم نواسۂ رسول کو باغی کہتے ہو حالانکہ تم خود باغی ہو ۔ خداوند قدوس کے باغی ، رسول کریم کے باغی اسلام اور قرآن کے باغی اور اس بغاوت کی سزا یقیناً یقیناً جہنم ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی پر تعصب کا بھوت سوار ہو تو وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے ۔ یہی حال موجودہ نواصب کا ہے ۔ تعصب کی آگ نے ان کے ذہنوں کو پراگندہ اور دماغوں کو مختل کر دیا ہے ۔ یہ اسلام کے نام پر اسلام کی روح یعنی حق گوئی و بیباکی کو کچل دینے کا پروگرام بنا رہے ہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہارے مفروضوں کے

marfat.com

مطابق یزید پلید کو خوبیوں کا مرقع اور یگانہ روزگار عابد و زاہد بھی مان لیا جائے تو پھر بھی اسکی امارت کو خلافتِ راشد کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کی امارت کو" سیاست، تلوار اور خزانے کے زور پر منوایا گیا ہے۔

ایک طرف تو تم کہتے ہو کہ یزید اپنے ننھیال میں گاؤں کے پرسکون ماحول میں تربیت حاصل کر رہا تھا اور ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اُس کے باپ کا انتقال ہو گیا اور اس پر خلافت کی ذمہ داریاں ڈال دی گئیں اور دوسری طرف تم یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ وہ بہت بڑا مجاہد تھا اور امیر معاویہ کے زمانہ میں اس نے بڑے بڑے معرکے سر کئے اور جرأت اور بہادری کے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ بڑے بڑے صحابہؓ اور جلیل القدر تابعین اس کی جرأت و جوانمردی کے قائل ہو گئے۔

حالانکہ یہ دونوں متضاد چیزیں باطل اور کذب محض ہے۔ اپنے ننھیال میں وہ ضرور رہتا تھا مگر وہاں کس چیز کی تربیت حاصل کرتا تھا۔ کیا وہاں وہ اصلاحِ نفس کے لئے چلہ کشی کرتا تھا یا خلافت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے سیاسیات کی ڈگری حاصل کر رہا تھا۔ ایسی کوئی بات بھی نہیں وہ ایک کھلنڈرا اور عیش پرست امیرزادہ تھا۔

بقول تمہارے بھی وہ اپنے استاد کی پگڑی اچھال دیا کرتا تھا۔ پھر اسکی اچھی تربیت کس نے کرنا تھی۔ وہ گاؤں میں محض اپنے ذوق کی تسکین کے لئے رہتا تھا۔ اور اس کا وہ ذ شکار گاہوں میں کتوں کی فوج لئے پھرنا۔ یہی اس کا عظیم مشغلہ تھا۔ اور یہیؔ جہاد تھا۔ اور اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ امیر معاویہ اس کی ان عادات اور درشتیٔ مزاج کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اُن کا بھی یہی خیال تھا کہ اُسے اس وقت تک لوگوں سے دُور رکھا جائے جب تک اُس کی حکومت کی تمام راہیں استوار نہ کر لی جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ متعدد لوگ اس کے کرتوتوں سے پورے طور پر واقف نہ تھے۔ اور جو لوگ اُسے قریب سے جانتے تھے انہوں نے

marfat.com

امیر معاویہ کو تلقین کی کہ پہلے اس کی اصلاح کر لیجئے اور پھر بیعت کا سلسلہ شروع کر لینا چنانچہ حاکم بصرہ و کوفہ زیاد جو ابن زیاد ملعون کا باپ۔ اور امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان[۱] کا بیٹا تھا نے واضح طور پر امیر معاویہ کو اس کام سے رُک جانے کا مشورہ دیا تھا۔

تاریخ کامل ابن اثیر اور دیگر کتب تواریخ میں اس امر کی پورے طور پر وضاحت موجود ہے ذیل میں ہم تاریخ ابن اثیر کے خلافت بنو اُمیہ پر مشتمل ترجمہ شدہ حصّہ کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ واقعات اچھی طرح نکھر کر قارئین کے سامنے آجائیں۔

بیعت یزید کے مُفصّل حالات

یزید سے اس کے باپ کے ولیعہد ہونے کی بیعت کی ابتدا اور تحریک مغیرہ بن شعبہ سے ہوئی۔ امیر معاویہ نے ارادہ کیا کہ اُن کو کوفے سے معزول کر کے اُن کی جگہ سعید ابن عاص کو مقرر کریں۔ مغیرہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں خود امیر معاویہ کے پاس جا کر استعفیٰ دے آؤں گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مجھے حکومت سے نفرت و کراہت ہے۔ (خلافت بنو امیہ ابن اثیر ۸۲/۱)

چنانچہ وہ اس خیال سے دمشق پہنچے اور پہلے یزید کے ذریعہ ہی سے یزید کی ولیعہدی کی بات امیر معاویہ تک پہنچائی۔ انہوں نے بلا کر پوچھا مگر اس میں میرا مددگار اور معاون کون ہوگا؟ مغیرہ نے کہا کہ اہل کوفہ کے لئے میں اور بصرہ کے لئے زیاد کافی ہے ان دونوں شہروں کے بعد کوئی شخص آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ امیر معاویہ نے

---

[۱] زیاد ایک لونڈی کا لڑکا تھا اس نے یہ ثابت کر کے کہ میں ابوسفیان کے نطفے سے پیدا ہوا ہوں امیر معاویہ کو اس کا قائل کر لیا۔ جسے تسلیم کرتے ہوئے امیر معاویہ نے اسکو اپنے نسب میں شامل کر لیا اور بصرے کا حاکم بنا دیا اور پھر مغیرہ بن شعبہ کے انتقال کے بعد کوفہ بھی اسکی تحویل میں دے دیا۔ چنانچہ وہ چھ ماہ بصرہ میں اور چھ ماہ کوفہ میں قیام کرتا۔ (مصنّف)

marfat.com

کہا کہ ٹھیک ہے تم واپس جاؤ اور ایسے لوگوں سے اس کے متعلق گفتگو کرو جن پر تمہیں اعتبار و وثوق ہو پھر ہم اور تم دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے "۔

امیر معاویہ سے رخصت ہو کر مغیرہ اپنے دوستوں میں آئے۔ انہوں نے پوچھا کہو کیا ہوا مغیرہ نے جواب دیا میں نے امیر معاویہ کے پاؤں امت محمدی کی لعید الخائت رکاب میں رکھ دیا ہے اور ان کے امور میں ایسا شگاف کیا ہے جو قیامت تک بند نہیں ہوگا اور پھر ایک شعر پڑھا جس کا یہ ترجمہ ہے۔

مجھ جیسا آدمی تو دشمن کے رازوں میں شریک ہوتا ہے اور مجھ جیسے آدمیوں کو بڑے بڑے غضبناک دشمن گرامی قدر سمجھتے ہیں۔

(الغرض اس کے بعد مغیرہ واپس آئے اور کوفہ میں ایسے لوگوں سے یزید کا ذکر کیا جن کو وہ جانتے تھے کہ یہ بنو امیہ کے طرفدار ہیں اور پھر اُن سے دس یا دس سے زائد اشخاص کا وفد تیار کیا اور اُن کو تیس ہزار درہم دیئے اور اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے حضرت امیر معاویہ کو مل کر بڑے زور شور سے بیعت یزید کے خیال سے کلی اتفاق کیا اور انعقاد بیعت کی درخواست پیش کی امیر معاویہ نے انہیں کہا کہ ابھی اپنی رائے کے اظہار میں عجلت نہ کرو۔ بلکہ اپنی رائے پر جمے رہو۔ پھر موسیٰ بن مغیرہ سے پوچھا تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین کو کتنے میں خریدا؟ موسیٰ بن مغیرہ نے کہا۔ تیس ہزار درہم میں۔ امیر معاویہ نے کہا ان لوگوں نے اپنے دین کو کیسا آسان سمجھ رکھا ہے۔

(خلافت بنو امیہ کامل ابن اثیر جلد اوّل صفحہ ۸۸)

اس کتاب میں دوسری روایت ہے کہ وہ وفد چالیس افراد پر مشتمل تھا اور جب موسیٰ بن مغیرہ سے امیر معاویہ نے پوچھا کہ تیرے باپ نے ان کے دین کو کتنے میں خریدا تو انہوں نے کہا چار سو دینار میں۔ امیر معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ مغیرہ نے ان کے دین کو بہت سستا پالیا ہے

marfat.com

پھر امیر معاویہ نے اس وفد کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ عجلت سے تاخیر اچھی ہے۔

وفد واپس چلا گیا اور امیر معاویہ کا یزید کی بیعت لینے کا ارادہ قوی ہو گیا اور پھر مشورہ کے لئے بصرہ کے گورنر زیاد کو خط لکھا۔ (۸۹/۲)

کردار یزید کی جھلکیاں

زیاد نے خط پڑھ کر عبید ابن کعب النمیری سے کہا کہ امیر معاویہ نے مجھے ایسا ایسا خط لکھا ہے۔ وہ لوگوں کی نفرت سے خائف بھی ہیں اور رعایا کی تابعداری کی امید بھی رکھتے ہیں۔ امر اسلام کا تعلق اور اس کی ضمانت بہت مشکل کام ہے۔ یزید کے مزاج میں نرمی اور سُستی ہے اور اس کے ساتھ ہی شکار کا از حد دلدادہ ہے اس لئے تم امیر معاویہ سے ملو یزید کے عادات و خصائل بیان کرو اور کہو کہ ابھی اس کام میں توقف کرو۔

عبید ابن کعب نے مشورہ دیا کہ اس سے یہ بہتر ہے کہ میں یزید سے مل کر بتاؤں کہ تمہارے والد نے زیاد سے تمہاری بیعت کے متعلق مشورہ طلب کیا ہے ان کو خوف ہے کہ لوگ تمہاری سبکیوں کی وجہ سے تم پر الزام نہ لگا دیں۔ ان کا خیال ہے کہ یزید ایسی باتوں کو ترک کر دے جن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف کینہ پیدا ہو گیا ہے۔ زیاد نے یہ مشورہ قبول کر لیا۔ پھر عبید یزید کو ملا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی بہت سی باتوں سے باز آگیا۔ یزید کو ملنے کے بعد امیر معاویہ کو زیاد کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ ابھی اس معاملے میں عجلت نہ کریں۔ (۸۹/۱)

انعقادِ بیعت

جب زیاد[1] کا انتقال ہو گیا تو امیر معاویہ نے یزید کی بیعت لینے کا عزم کر لیا چنانچہ عبداللہ ابن عمر کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے جو انہوں نے قبول کر لئے لیکن جب اُن کے سامنے بیعت یزید کا ذکر کیا تو فرمایا چہ خوب اس کا مطلب ہے میرا دین بہت سستا ہے۔

---

[1] زیاد کا انتقال ۵۳ھ میں ہوا اسی سن میں امیر معاویہ بیعت یزید کیلئے حجاز میں گئے اور اسی سن میں بیعت یزید سے واضح انکار کے بعد عبدالرحمٰن بن ابوبکر کا انتقال ہوا۔

marfat.com

اس کے بعد امیر معاویہ نے مروان کو لکھا کہ میری ہڈیاں کھوکھلی ہوگئی ہیں اور چاہتا ہوں کہ میری موجودگی میں خلافت کا فیصلہ ہو جائے تاکہ امت اختلاف و انتشار سے بچ جائے مروان نے اہل مدینہ کے سامنے تقریر میں یہ پیغام پہنچا دیا۔ جواب میں سب نے کہا کہ یہ بہت اچھی بات ہے مگر ہمیں بتا دیا جائے کہ کسے منتخب کیا جا رہا ہے تاکہ بعد میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے اور نہ ہی وہ انتخاب میں غلطی کریں۔ مروان نے امیر معاویہ کو یہ اطلاع دے دی۔ امیر معاویہ نے لکھا کہ یزید کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مروان نے پھر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا کہ امیر معاویہ نے تمہارے لئے ایک شخص کا انتخاب کر لیا ہے اور انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا ہے۔

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ تم بھی جھوٹے ہو اور معاویہ بھی جھوٹا ہے۔ امتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کسی کو انتخاب کرنے کا تمہارا ارادہ نہیں بلکہ تم لوگ اسے ہرقلیہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل مر گیا تو دوسرا ہرقل اس کی جگہ بادشاہ بن جائے۔ مروان نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے (والذی قال لوالدیہ اف لکما) والی آیت نازل کی ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ سُنا تو پردے کے پیچھے سے فرمایا۔ اے مروان اے مروان۔ یہ آواز سنی تو سب خاموش ہو گئے اور مروان نے بھی ادھر منہ کر لیا۔ تو آپؓ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو کہ یہ آیت عبدالرحمٰن کے حق میں نازل ہوئی ہے بلکہ یہ آیت فلاں فلاں کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کے ایک ٹکڑے ہو۔ پھر حضرت امام حسینؓ نے کھڑے ہو کر بیعت یزید کا انکار کیا اور ابن عمر اور ابن زبیر نے بھی ایسا ہی کیا۔ مروان نے ان تمام باتوں کی خبر معاویہ کو دیدی۔

(خلافت بنو امیہ ابن اثیر ۴۰)

وہ بات کرو جو ہم چاہتے ہیں

اسی اثناء میں امیر معاویہ نے اپنے عمال کو یزید کی تعریف و توصیف

marfat.com

کرنے اور مختلف شہروں سے ان کے پاس وفود بھیجنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ مدینہ منورہ سے محمد بن عمرو بن حزم اور بصرہ سے احنف بن قیس آئے اور امیر معاویہ سے ملاقات کی۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ ہر راعی سے اس کی رعیت کا سوال کیا جائیگا۔ اس لئے آپ خوب غور کر لیجئے کہ آپ امتِ محمدی پر کس کو والی بنا رہے ہیں۔ یہ سُن کر امیر معاویہ پر کچھ ایسی انگوں ساری (شرمندگی) طاری ہوئی کہ سردی کے موسم میں تنفّس شروع ہو گیا۔

پھر امیر معاویہ نے احنف بن قیس (بصرہ والے) کو یزید کے پاس جانے کا حکم دیا۔ جب وہ واپس آئے تو امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم نے یزید کو کیسا پایا۔ انہوں نے جواب دیا میں نے شباب، نشاط، درشتی اور مزاح دیکھا۔

اس کے بعد امیر معاویہ کے پاس وفود جمع ہو گئے۔ تو انہوں نے ضحاک ابن قیس فزاری کو کہا کہ پہلے میں کلام کروں گا اور جب میں چپ ہو جاؤں تو تم لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دو گے اور مجھے بیعت لینے کی ترغیب دینا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ پھر سعید بن اشدق نے بھی ایسی ہی تقریر کی۔ ان کے بعد یزید بن مقنع عذری نے اُٹھ کر کہا کہ امیر معاویہ کے بعد یزید خلیفہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے انکار کیا تو اس کا فیصلہ تلوار کرے گی۔ امیر معاویہ نے کہا آپ بیٹھ جائیے آپ سید الخطبا ہیں۔ اس کے بعد دیگر وفود نے بھی یزید کے حق میں تقریریں کیں۔ (خلافت بنو امیہ ابن اثیر ۹۱/۱)

اس کے بعد امیر معاویہ نے احنف بن قیس[1] سے کہا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اگر سچ کہتے ہیں تو آپ سے ڈر لگتا ہے اور اگر جھوٹ کہتے ہیں تو خدا تعالیٰ سے خوف آتا ہے۔ اے امیر المومنین۔ آپ یزید کے لیل و نہار، ظاہر و باطن اور دخل و خروج سے واقف ہیں۔ پس اگر آپ انکو اللہ تعالیٰ اور امت کے لئے پسندیدہ خیال کرتے ہیں تو مشاورت کی ضرورت نہیں۔ اور اگر آپ اس کے متعلق اس کے سوا کچھ اور رائے رکھتے ہیں تو اس معاملہ کو توشہ دنیا بنا کر چھوڑتے جائیے جبکہ آپ خود راہی آخرت ہونے والے ہیں۔

[1] فقال معاویۃ تکلم یا ابا بحرۃ فقال اخشی خوف القوم (ابن خلدون ۱/۴)

بعدازاں لوگ متفرق ہوگئے اور احنف کی تقریر کا تذکرہ کرنے لگے غرضیکہ امیر معاویہ دور ونزدیک کے آدمیوں کو انعام واکرام دیتے۔ ان کی خاطر و مدارات اور اُن پر لطف واحسان کرتے رہے تاآنکہ کثیر التعداد لوگ پختہ طور پر اُن کے ساتھ ہوگئے اور انہوں نے یزید سے بیعت کرلی۔ جب اہل عراق اور اہل شام بیعت کرچکے تو امیر معاویہ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ (خلافت بنوامیہ ابن اثیر ۹۱)

تاریخ ابن اثیر میں اس کے بعد وہ تمام روایات معمولی تغیر لفظی سے موجود ہیں جو آپ العواصم من القواصم سے بیعت یزید کے سلسلہ میں ملاحظہ فرماچکے ہیں۔ اور تمام تر روایات وواقعات دیگر ثقہ اور مسلمہ کتب تواریخ وسیر میں بھی موجود ہیں۔ علامہ ابن اثیر جزری سوادِ اعظم کے عظیم ترین مؤرخ محدث اور رجل جلیل ہیں۔ اس لئے آپکی کتاب سے ہی چند اقتباسات کا اختصار پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ان حالات میں یزید پلید کے لئے لی جانے والی بیعت میں شریعت مطہرہ کی کونسی شق موجود ہے۔

کیا یہ شرعی خلافت ہے کہ کسی شخص کو نامزد کرکے مسلمانوں سے اس کے متعلق رائے پوچھی جائے اور بصورت انکار یا تو اُن کو مسلمانوں کی امانت بیت المال سے بڑی بڑی رقوم عطا کرکے خرید لیا جائے اور یا بزور شمشیر ان کی صدائے احتجاج کی گردن کاٹ دی جائے قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ اگر یہ خلافتِ راشدہ ہے تو آمریت کس کا نام ہے

آخر پر عباسی کے نیم معتمد جناب ابن خلدون کی تاریخ سے اس واقعہ کا مختصر متن ملاحظہ فرمائیں

فرد معاویۃ المغیرۃ الی الکوفۃ وامرہ ان یعمل فی بیعۃ یزید۔ فقدم الکوفۃ وذاکر من یرجع الیہ من شیعۃ بنی امیۃ فاجابوا وفد منھم جماعۃ مع ابنہ موسیٰ فدعاہ الی عقد البیعۃ لیزید۔ (ابن خلدون جلد سوم ص۱۶)

marfat.com

وکلائے یزید کا اعتراف

ان روشن ترین حقائق کے باوصف وکلائے یزید نے خود بھی متعدد مقامات پر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بیعتِ یزید کے طریقہ کار کو جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف یہ کہ چیلنج ہی کیا تھا بلکہ کتاب و سنت کے خلاف ہرقلانہ نظام قرار دیا تھا اور ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی تھی کہ اسلام میں اس بدعت ضالہ کا اجراء نہ ہو۔

یزید کے کاسہ لیس اس حقیقت کا اس وقت اعتراف کرتے ہیں جب انہیں یزید پلید کو فرشتہ سیرت ثابت کرنا ہوتا ہے۔

چنانچہ ان لوگوں کی رسوائے زمانہ کتابوں میں متعدد مقامات پر لکھا ہوا ہے کہ صحابہ کرام نے یزید کی بیعت خلافت کے طریق انعقاد کی مخالفت کی تھی اس کے کردار پر نکتہ چینی نہیں کی تھی۔ اگر یزید کا کردار اچھا نہ ہوتا تو صحابہ کرام اس بات کا بھی برملا اعلان و اظہار کر دیتے۔

جہاں تک یزید کے کردار پر نکتہ چینی کا سوال ہے اس کی وضاحت بھی ہم چند سطور کے بعد کرنے ہی والے ہیں دیکھنا تو یہ ہے کہ جب بقول تمہارے بھی یہ بیعت اسلامی طریقہ پر منعقد نہیں ہوئی تو پھر یزید کی حکومت کو خلافت راشدہ اور یزید پلید کو خلیفہ راشد کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

جبکہ یہ بیعت بنیادی طور پر ہی خلفائے راشدین کی سنت کے خلاف اور دین قیم میں ایک مکروہ ترین امر اور بدعتِ ضالہ کی حیثیت رکھتی ہے تو پھر اس کے عواقب و نتائج کو درست تسلیم کروانے کے لئے ہاتھ پاؤں کیوں مارے جاتے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ صحابہ کرام نے یزید کے کردار و افعال پر نکتہ چینی کیوں نہ کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ نے اس کے کردار پر نکتہ چینی کی ہے۔

جو لوگ اسی وقت یزید کی بدکرداریوں سے آگاہ تھے انہوں نے برملا اس کا بھی اظہار کر دیا تھا جنہیں بعد میں معلوم ہوا تو انہوں نے نہایت نفرت و حقارت سے اس کی بیعت کو توڑ ڈالا حتی کہ یزید کے چچا اور ابن زیاد کے باپ زیاد بن ابوسفیان نے یزید کو بلا کر انتباہ کیا کہ وہ ان بد اعمالیوں کو چھوڑ دے جو اس کی بیعت کے انعقاد میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ یزید کو اس کے گھر

marfat.com

گھر والوں سے زیادہ کون جان سکتا تھا۔ زیاد اس کے گھر کا فرد تھا وہ جانتا تھا کہ اگر لوگوں پر یزید کی پوشیدہ کارگزاریاں ظاہر ہو گئیں تو لوگ اس سے متنفر ہو جائیں گے۔

بہر حال اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یزید قبل از بیعت نہایت ہی فرشتہ سیرت تھا تو پھر بھی اسکی بیعت غیر شرعی اور سنتِ خلفائے راشدین کے خلاف تھی اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس کے دورِ حکومت میں کیا ہوا! اگر کوئی فرشتہ سیرت حکومت ملنے کے بعد شیطان کا روپ دھار لے تو کیا اس کی ملکوتی صفات کا جنازہ نکل جائیگا یا نہیں۔ یزید اگر نیک سیرت بھی ہوتا تو بھی اس کی حکومت کو خلافت حقہ نہیں کہا جا سکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی دور میں بھی اچھی سیرت کا مالک نہیں تھا۔ اس کے بچپن، لڑکپن اور شباب کا ہر دور لہو و لعب اور بدافعالیوں کا دور تھا۔ حکومت ملنے سے قبل بھی اس میں مطلق العنانی، کھلنڈرا پن اور عیاشی و فحاشی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور حکومت ملنے کے بعد تو وہ مکمل طور پر کھل کھیلا اور جی بھر کر بیت المال کی رقوم سے اپنی تسکین کا سامان فراہم کرتا رہا۔ بہر حال وہ اول و آخر فطرتاً ایک عیاش شخص تھا اور ساتھ ہی ساتھ ظالم و مبغوض اور انتہائی متشدد بھی تھا۔ ان غلیظ اوصاف کا شخص امیرالمومنین اور خلیفۃ المسلمین تو کیا اسے انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں چہ جائیکہ اسے صحابہ کا امام اور امیر ثابت کیا جائے۔ ایسا ثابت کرنا سوائے ایک فراڈ کے اور کچھ بھی نہیں۔

کیا یزید محدث تھا

یزید نوازوں نے تاریخ کے سینہ پر جراحت کرتے ہوئے ایک شوشہ یہ بھی چھوڑا ہے کہ یزید بہت بڑا فقیہہ اور محدث بھی تھا اس نے متعدد صحابہ سے سماع حدیث کیا اور اس سے متعدد روایات مروی ہیں حالانکہ یہ بات محض مفروضہ ہے۔

عباسی وغیرہ نے ابوبکر ابن عربی کے حوالہ سے یہ تاثر بھی قائم کیا ہے کہ بخاری شریف کی اس روایت کے مقابلہ میں جس میں حضرت عبداللہ ابن عمر نے یزید کی بیعت نہ توڑنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ ان تمام روایات کو غلط قرار دیا جائے جن میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے والے چار افراد سے ایک ہیں (یہ بحث گزشتہ اوراق میں ہو چکی ہے۔ اسلئے یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ اگر تم بخاری شریف کو فیصلہ کن طور پر ایک معیار قرار دیتے ہو تو پوری بخاری شریف

marfat.com

۹ مجھے صرف ایک روائت ایسی دکھا دو جو یزید سے مروی ہو۔ لیکن ایسا تم کبھی نہیں کر سکو گے۔ اس لئے کہ امام بخاری نے یزید پلید سے کوئی ایک روائت بھی بیان نہیں کی جبکہ بخاری شریف میں مروان بن الحکم جیسے متنازع اور مجروح شخص سے روایات لی گئی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بخاری شریف میں ابو مخنف کی بیان کردہ روایات بھی موجود ہیں جسے تم غالی شیعہ قرار دیتے ہو اور اسکی ہر روائت کو بغیر کسی معیار پر جانچے یوں مسترد کر دیتے ہو جیسے تم ہی سب سے بڑے محدث اور علامہ ہو۔

اب جبکہ امام بخاری ابو مخنف شیعہ کی روائت کو قبول کر لیتے ہیں اور یزید پلید سے کوئی روائت لینا پسند نہیں کرتے۔ تو پھر تم ادھر کیوں نہیں ہو جاتے جدھر امام بخاری ہیں۔ بخاری کا یہ معیار کیوں تمھاری تکلیف کا باعث ہے اور اسے قبول کرنے سے کونسی چیز مانع ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمھارا اپنا ایک معیار ہے اور تمھارے معیار پر اسلاف میں سے کوئی شخص بھی پورا نہیں اتر سکتا خواہ وہ کتنا ہی صاحب علم اور ذی حیثیت ہو تم نے جن لوگوں کی جلالت علمی کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے بارے میں بھی مخلص نہیں ہو۔ بلکہ ان کی کتابوں سے بھی وہی عبارتیں نقل کی ہیں جو تمھارے ذاتی معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ورنہ تم اپنے آپ ہی سب کچھ ہو اور خود ہی تحقیق کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہو اور تمھاری یہ تحقیقِ بے لگام تمھارا بیڑہ غرق کر کے ہی دم لیگی۔ یزید کو فقیہہ اعظم اور محدث کے نام سے پیش کرنیوالو آؤ ہم تمھیں بتائیں کہ محدثین کرام کی نظر میں یزید کا کیا مقام ہے اور یہ وہ محدثین کرام ہیں جنھیں تم نے بھی بڑے بڑے خطابات سے یاد کیا ہے اور انکی کتابیں بھی وہ ہیں جو بذات خود اس ضمن میں ایک عظیم معیار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ ۶۳ھ ہجری میں اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو حکم دیا کہ تمھارے لئے مدینہ منورہ کو تین یوم کے لئے مباح کیا جاتا ہے۔ اہل مدینہ سے میرے لئے غلامی کی بیعت لینا وہاں سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ چلے جانا اور ابن زبیر سے قتال کرنا۔ چنانچہ مسلم نے یزید کے حکم سے مدینہ منورہ میں افعال قبیحہ کئے

marfat.com

صحابہ کرام اور انکے بیٹوں اور خیار تابعین کو شہید کیا اور فواحش کا ارتکاب کیا۔

یزید ۲۳ ستمبر ۶۶ھ ۱۵ ربیع الاول کو ہلاک ہوا اور اسکی روایت ہرگز قابل اعتماد نہیں اور فرمایا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ یہ بات امیر المومنین یزید بن معاویہ نے کی ہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے اور حکم دیا کہ اسکو بیس درے لگائے جائیں۔

تہذیب التہذیب عسقلانی

ثم خرج اهل المدينة على يزيد خلعوه فى سنة ثلاث وستين فارسل اليهم مسلم بن عقبه المرى وامره ان يستبيح المدينة ثلاثة ايام وان يبايعهم على انهم خول وعبيد ليزيد فاذا فرغ منها نهض الى مكة لحرب ابن الزبير ففعل بها مسلم الافاعيل قبيحة وقتل بها خلقا من الصحابة وابنائهم وخيار التابعين وافحش القضية الى الغاية -

وكان هلاكه فى نصف ربيع الاول سنة اربع وستين وليست له رواية تعتمد وقال كنت عند عمر بن عبد العزيز فذكر رجل يزيد بن معاوية فقال قال امير المومنين يزيد فقال عمر تقول امير المومنين يزيد وامر به فضرب عشرين سوطا -

(تہذیب التہذیب مطبوعہ مصر جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱ عسقلانی)

marfat.com

میزان الاعتدال ذہبی

میزان میں ہے کہ یزید بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس سے اس کے بیٹے خالد اور مروان کے بیٹے عبدالملک نے روایت کی ہے اس کی عدالت مقدوح ہے اور وہ روایت کرنے کے اہل نہیں اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ اس سے کوئی روایت پہنچی ہی نہیں متن ملاحظہ ہو!

یزید بن معاویۃ روی عن ابیہ وعنہ ابنہ خالد وعبدالملک بن مروان مقدوح فی عدالتہ لیس باھل ان یروی عنہ وقال احمد بن حنبل لا ینبغی ان یروی عنہ۔ (میزان الاعتدال جلد چہارم صفحہ ۴۴۰)

قارئین کو یاد ہوگا کہ ابوبکر ابن عربی اور عباسی نے امام احمد بن حنبل کی کتاب الزہد کے حوالہ سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یزید سے امام احمد بن حنبل نے روایت بھی بیان کی ہے اور اس کے خطبہ کی تعریف بھی کی ہے اور اس کا ذکر بھی صحابہ کرام میں کیا ہے مگر علامہ ذہبی جیسے جلیل القدر ناقد رجال فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یزید پلید سے کوئی روایت ہمیں پہنچی ہی نہیں اور ذہبی کا اپنا قول یہ ہے کہ یزید روایت بیان کرنے کے اہل ہی نہیں اور مقدوح فی العدالت ہے

خلاصۃ التہذیب الکمال

رجال کی مشہور کتاب تہذیب الکمال میں ہے کہ یزید نے تین دن مدینہ کو مباح کیا پس وہ روایت بیان کرنے کے اہل نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے چونسٹھ ہجری میں ہلاک کیا متن یہ ہے۔

یزید بن معاویۃ بن ابو سفیان ولی العہد من ابیہ واستباح المدینۃ فلم یمھلہ اللہ تعالیٰ ھلک سنۃ اربع وستین۔

(خلاصۃ التھذیب الکمال جلد سوم صفحہ ۱۷۷ صفی الدین احمد بن عبداللہ

اہلبیتِ رسول سے یزید کی گستاخیاں

یزید کے حواریوں کی ایک اور چالاکی

یزید کے متعلق یزید کی روحانی اولاد یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف ہے کہ اس ملعون نے اہلبیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیشہ نیک سلوک کیا اور جب خاندان رسول کی لٹی پٹی شہزادیاں امام زین العابدین کے ہمراہ اس کے دربار میں پیش کی گئیں تو وہ ان سے نہائت احترام کے ساتھ پیش آیا اور امام عالی مقام کے سر اقدس کو دیکھ کر نہائت غمزدہ ہو گیا۔ اور رونے لگا۔

لہٰذا یہ کہ اہانتِ اہلبیت کے تمام واقعات یزید کے ساتھ شیعوں نے منسوب کر رکھے ہیں اس مفروضہ کو ثابت کرنے کے لئے وہ البدایہ والنہایہ ابن کثیر کی کٹی پھٹی عبادات کے ٹکڑے پیش کر کے نہائت طمطراق سے اپنے مکروہ ترین فریضہ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اس کی تفصیل تو ہم واقعۂ کربلا کے تاریخی شواہد پیش کرنے کے بعد بیان کریں گے فی الحال آپ البدایہ والنہایہ کی ہی وہ پوری پوری عبارتیں ملاحظہ کریں جن سے واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یزید پلید نے اہانت اہلبیت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی تھی۔ اس نے جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی شان اقدس میں بھی گستاخیاں کیں اور امام عالی مقام کے کٹے ہوئے سر اقدس کو سامنے رکھ کر نفرت وحقارت کے ساتھ چہرۂ انور پر چھڑی ماری اور بڑے غرور ونخوت کے ساتھ اعلان کیا کہ میں نے اولاد رسول سے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا ہے اور جب یزید کے درباری ایک کتے شامی نے حضرت فاطمہ بنت علی کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ لڑکی مجھے بخش دیجئے تو جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے کہا کمینے اس بات کا حق نہ تجھے ہے اور نہ تمہارے امیر کو کہ وہ رسول اللہ کی بیٹیوں کے متعلق یہ خیال کرے۔ تو یزید یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور جناب سیدہ زینب سے نہائت درشتگی سے پیش آیا۔

بہر حال اب آپ البدایہ والنہایہ کی عربی عبارات کا پورا متن ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ یزید کے حواری اس کی کہاں تک وکالت کر سکتے ہیں۔

marfat.com

البدایه والنهایه

فلما دخلت الرؤس والنساء علی یزید دعا اشراف الشام فاجلسهم حوله، ثم دعا لعلی بن الحسین وصبیان الحسین ونساء، فادخلن علیه والناس ینظرون، فقال لعلی بن الحسین - یا علی ابوک قطع رحمی وجهل حقی ونازعنی سلطانی، فضع الله به ما قد رأیت - فقال علی (ما اصاب من مصیبة فی ولا فی انفسکم الا فی کتاب)

فقال یزید الابنه خالد - قال فما دری خالد مایرد علیه، فقال له یزید، قل (ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ولیعفو عن کثیر) فسکت عنه ساعة ثم دعا بالنساء والصبیان فرأی هیئة قبیحة، فقال قبح الله ابن مرجانة، لو کانت بینهم وبینه قرابة ورحم ما فعل، هذا بهم، ولا بعث بکم هکذا وروی ابو مخنف عن الحارث بن کعب عن فاطمة بنت علی قالت لما اجلسنا بین یدی یزید رق لنا وأمر لنا بشیٔ والطفنا، ثم ان رجلا من اهل شام احمر، قام الی یزید فقال یا امیر المؤمنین هب لی هذه یعنینی، وکنت جاریه وضیعة، فارعدت فزعة من قوله وظننت ان ذالک جائزلهم فاخذت بثیاب أختی زینب، وکانت اکبر منی وأعقل، وکانت تعلم ان ذالک لا یجوز، فقالت لذالک الرجل، کذبت والله ولومت ما ذالک لک له فغضب یزید فقال لها کذبت والله ان ذالک لی ولو شئت أن أفعله لفعلت، قالت کلا، والله ما جعل الله ذالک لک الا ان تخرج من ملتنا وتدین بغیر دیننا، قالت فغضب یزید واستطار ثم - قال ایای تستقبلین بهذا؟ انما خرج من الدین ابوک واخوک، فقالت زینب - بدین الله ودین ابی ودین اخی وجدی اهتدیت انت وابوک وجدک - قال - کذبت وعدوة الله -

قالت - انت امیر المؤمنین مسلط تشتم ظالما وتقهر بسلطانک - قالت فوالله لکأنه استحی فسکت - (البدایه النهایه جلد هشتم ص ۱۹۳، ۱۹۵)

جنگ بدر کا بدلہ لینے کا اقرار

فحدثنی ابوجعفر العنسی قال وقام یحیی بن الحکم اخو مروان بن الحکم فقال

لهام بجنب الطف أدنی قرابة — من ابن زیاد العبد ذی الحسب الوغل

سمیة أمسی نسلها عدد الحصی — ولیس لآل المصطفی الیوم من نسل

قال فضرب یزید فی صدر یحیی بن الحکم وقال له - اسکت وقال محمد بن حمید الرازی حدثنا محمد بن یحیی الاحمری حدثنا لیث عن مجاهد قال لما جی براس الحسین فوضع بین یدی یزید تمثل بهذه الابیات۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا — جزع الخزرج فی وقع الأسل

فاهلوا واستهلوا فرحا — ثم قالوا لی هنیا لا تشل

حین حکت بفناء برکها — واستحر القتل فی عبد الاشل

قد قتلنا الضعف من اشرافکم — وعدلنا میل بدر فاعتدل

امام عالی مقام کے چہرہ انور پر چھڑی مارنا

(۱) عن القاسم قال لما وضع راس الحسین بین یدی یزید بن معاویة جعل ینکت بقضیب کان فی یده ثغره - ثم قال وایانا لکما قال الحصین ابن الحمام المری یفلقن هاما من رجال اعزة علینا وهم کانوا اعق واظلما

مندرجہ بالا تمام تر عبارت البدایہ والنہایہ کی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید پلید نے امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس دیکھ کر نہ صرف یہ کہا کہ میں نے آل رسول کو قتل کر کے اپنے وڈیروں کی جنگ بدر میں ہونیوالی شکست کا بدلہ لیا ہے بلکہ امام عالیمقام کے دندانِ مبارک پر حقارت سے چھڑی بھی مارتا رہا۔

اسی کتاب سے اس سلسلہ کی دیگر روایات ملاحظہ کریں۔

(۲) وقد رواہ ابن ابی الدنیا عن ابی الولید عن خالد بن

marfat.com

یزید بن اسد عن عمار الدھنی عن جعفر قال لما وضع راس الحسین بین یدی یزید وعندہ ابو برزۃ وجعل ینکت بقضیب فقال لہ ارفع قضیبک فلقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلثمہ۔

(۴) قال ابن ابی الدنیا۔ وحدثنی مسلمۃ بن شبیب عن الحمیدی عن سفیان سمعت سالم بن حفصہ۔ قال قال الحسن۔ لما جئ براس الحسین جعل یزید یطعن بالقضیب۔

سمیۃ امسی۔ نسلھا عدد الحصی　　　وبنت رسول اللہ لیس بھا النسل

(البدایہ والنہایہ جلد ہشتم صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ مصر)

ناصحود عباسی وغیرہ نے مندرجہ بالا کتاب البدایہ والنہایہ کی عبارات کو کانٹ چھانٹ کر متعدد بار یہ دھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ جب اہلبیت رسولؐ کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا تو اس نے نہایت تاسف کا اظہار کیا اور امام حسین علیہ السلام کا کٹا ہوا سر اقدس دیکھ کر غمزدہ ہو گیا بلکہ رونے لگا۔ نیز یہ کہ اس نے سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور امام زین العابدین کی بڑی آؤ بھگت کی اور نہایت احترام کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا اور یہ کڑیاں ملاتے وقت ان خارجیوں نے البدایہ والنہایہ ہی کی عبارت سے قطع برید کئے ہوئے جملے پیش کئے ہیں۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا روایت کی موجودگی میں یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ یزید کے دل میں امام حسین علیہ السلام و دیگر اہلبیت رسولؐ کے لئے ذرہ برابر بھی احترام ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ سب یزید پرست ذہنیت کی بوقلمونیاں ہیں کہ ہر بات میں دھوکہ دینے کی کوشش کرو اور اسقدر جھوٹ بولو کہ جھوٹ کو بھی پسینہ آجائے۔

marfat.com

واقعاتِ حرّہ

خارجیوں کی نظر میں

اللہ کی مہربانی امیر المومنین یزید کی مدتِ خلافت تقریباً پونے چار سال ہے جس میں حادثۂ کربلا اور واقعہ حرّہ کے سوا کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔
حادثۂ کربلا کو خانہ جنگی یا بغاوت کسی صورت بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ اسلام دشمن سبائیوں کی شرارت کا نتیجہ تھا۔

واقعہ حرّہ کے متعلق مزید لکھا ہے:۔

اس ہنگامہ میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بہت ہی معمولی جانی نقصان ہوا۔ بقول جلال الدین سیوطی کل تین سو ساٹھ مسلمان واقعہ حرّہ میں مارے گئے۔ اہل نظر اچھی طرح جانتے ہیں کہ اتنے بڑے ملک میں ایک شہر کے چند ہزار لوگوں کی شرارت یا بغاوت کو خانہ جنگی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ان دونوں حادثوں میں زیادہ سے زیادہ چھ سو کے قریب مسلمان کام آئے۔ (رشید ابن رشید صـ۱۲۱، ۱۲۲)

عباسی کی تے چاٹنے والے ابن یزید کی عبارت واقعہ حرّہ کے بارے میں قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس پر پورا تبصرہ تو ہم آئندہ اوراق میں کریں گے یہاں صرف ایک بات آپ کے ذہن نشین کرانا ہے کہ واقعہ حرّہ میں شہید ہونے والے وہی لوگ ہیں۔ جن کی بیعتِ یزید کا سہارا لیکر ان خارجیوں نے امام حسین علیہ السلام کو باغی قرار دیا ہے کیونکہ اس وقت یہ لوگ صحابہ کرامؓ اور صحابہ کرام کی اولاد تھے۔

marfat.com

اور انہوں نے یزید کی بیعت کر کے ثابت کر دیا تھا کہ یزید بڑا صالح اور سعید ہے مگر اب انہی لوگوں کو شرارتی قرار دیا جا رہا ہے۔ پہلے انہی مقدس نفوس کی وجہ سے یزید کو صحابہ کا امام اور صحابہ کا امیر ثابت کیا گیا اور اب انہی کو چند ہزار شرارتی لوگوں کے نام سے یاد کیا جا رہا ہے۔

بہرحال خارجیت اسی کا نام ہے اور خارجیوں کا یہ کردار آج سے نہیں بلکہ ان کے آباؤ اجداد شروع ہی سے ایسا کرتے آئے ہیں۔ ان بدنصیبوں کے دل میں نہ تو اہلبیت مصطفٰے کی عزت ہے اور نہ صحابہ کرام کا احترام۔ جب اہلبیت کو سب وشتم کرنا ہوتا ہے تو صحابہ کرام کی آڑ لیتے ہیں۔ اور جب صحابہ کرام کی توہین مقصود ہوتی ہے تو افرادِ اہلبیت کا سہارا تلاش کر لیتے ہیں۔ حالانکہ انکی صحابہؓ سے بھی دشمنی ہے اور اہلبیتؑ سے بھی عداوت ہے۔ اگر ان لوگوں کے سینوں میں صحابہؓ کی سچی محبت ہوتی تو یہ لازمی امر تھا کہ یہ کبھی دشمنِ اہلبیت نہ ہوتے۔

بہرحال آئندہ اوراق میں ہم اس پر تفصیل سے بحث کریں گے۔ یہاں آپ واقعہ حرہ کے بارے میں نامحمود عباسی کی ناشاطرانہ تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

یزید کی مدینہ پر فوج کشی کے بارے میں لکھتا ہے۔

مدینہ صحابیوں نے لوٹا

اس سختی کی نوعیت بھی یہ تھی کہ ایک تادیبی مہم باغیوں کی سرکوبی کے لئے تجربہ کار فوجی افسر کی ماتحتی میں بھیجی گئی۔ افسروں میں متعدد صحابی و تابعی حضرات تھے۔ افسر بالا امیر مسلم بن عقبہ المری جو کبیر السن تھے اور اس زمانہ میں مریض بھی۔ انہوں نے اس خدمت کو بخوشی قبول کیا۔ جب مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا ان کو شرف حاصل ہوا تھا اس کو اپنی زندگی میں فتنہ و فساد سے پاک کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ ان کے ساتھ دیگر صحابہ امیر حصین بن نمیر السکونی (الاصابہ ۳۳۹/۱) امیر عبداللہ بن عصام اشعری (الاصابہ ۳۴۶/۲

marfat.com

عبداللہ بن سعدہ الفزاری (تاریخ الاسلام ذہبی ۳/۲۱) اور دوسرے صحابی و تابعی بھی ساتھ بھیجے گئے۔ امیر روح بن زنباع تابعی تھے۔ ان کے فرزند ضبعان بن روح والی اردن تھے۔ ان کے علاوہ متعدد وہ حضرات بھی شامل تھے جو عبداللہ بن زبیر کے پاس امیر المومنین (یزید) کے پیغمبر کی حیثیت سے جا چکے تھے۔ (خلافت معاویہ و یزید ۲۰۸)

حبیب بن کرہ کا جو بنی امیہ کی تحریر لے کر امیر المومنین (یزید) کے پاس گیا تھا کا یہ بیان ہے کہ جب فوجی دستہ روانگی کے لئے تیار ہو گیا۔ امیر المومنین اسے رخصت کرنے خود آئے۔ تلوار گلے میں لگائے ہوئے تھے اور عربی کمان کاندھے پر لٹکائے ہوئے تھے۔ لشکر کے سواروں کو دیکھ رہے تھے اور یہ اشعار اپنی زبان سے کہہ رہے تھے جو بتغیر الفاظ پہلے بھی نقل ہو چکے ہیں۔

پھر امیر عسکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مدینہ کے لوگوں کو تین دن کی مہلت دینا مان جائیں تو خیر ورنہ لڑائی کرنا۔ جب غلبہ پا جاؤ تو باغیوں کا مال اور روپیہ اور ہتھیار اور غلہ یہ لشکریوں کے لئے ہے۔

اس حکم پر بڑی چہ میگوئیاں کی جاتی ہیں اور وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں مدینہ کی حرمت مٹانے اور اہل مدینہ پر خوف مسلط کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ لیکن کوئی صاحب یہ نہیں بتاتے کہ مدینہ کی حرمت پر حرف لانے والا اصل میں تھا کون؟ اس خالی روحانی مرکز کو عسکری مورچہ اور بغاوت کا محور بنایا کس نے تھا؟ قرآن حکیم نے تو عین کعبہ میں بھی جنگ کی اجازت دے رکھی ہے پھر مدینہ کو فتنہ شورش سے پاک رکھنے اور باغیوں کی سرکوبی میں کیا چیز مانع تھی۔ ایسی حالت میں بھی سمجھانے بجھانے فہمائش کرنے اور امان پیش کرنے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا تھا۔ عام اہل مدینہ بغاوت میں شریک نہ تھے۔ ان سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی تھی۔ حضرت زین العابدین کے متعلق فوجی افسر کو خاص ہدایت کی گئی تھی۔ (ص ۲۰۹)

marfat.com

امیر مسلم نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے جو الفاظ کہے وہ مؤرخین نے یہ لکھے ہیں ۔

اے اہل مدینہ ! امیر المومنین یزید سمجھتے ہیں کہ تم لوگ اصل ہو ۔ تمہارا خون بہانا انہیں گوارہ نہیں ۔ تمہارے لئے تین دن کی مدت مقرر کرتا ہوں ۔ جو کوئی تم سے باز آ جائے گا اور حق کی طرف رجوع کرے گا ہم اس کا عذر قبول کر لیں گے اور یہاں سے چلے جائیں گے اور اس ملحد کی طرف متوجہ ہوں گے جو مکہ میں ہے ۔ اور اگر تم نہ مانو گے تو سمجھ لو کہ حجت تمام کر چکے ۔

تین دن گزرنے کے بعد پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اہل مدینہ تین دن ہو چکے ۔ کہو اب تم کو کیا منظور ہے ۔ ملاپ کرتے ہو یا لڑنا چاہتے ہو ؟

اہل مدینہ نے جواب میں کہا کہ ہم لڑیں گے ۔ اس پر بھی امیر مسلم نے پھر ان سے یہ الفاظ کہے " دیکھو ایسا ہرگز نہ کرو ۔ بلکہ تم سب طاعت گزاری اختیار کرو پھر ہم تم مل کر اپنا زور اس ملحد (ابن زبیرؓ) پر ڈالیں ۔ جس نے فاسقوں کو چار جانب سے اپنے پاس جمع کر رکھا ہے ۔ (طبری ۵/۷) فاسقوں اور بے دینوں سے مراد باغیوں سے تھی جو احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتے تھے ۔

مگر باغی پھر بھی باز نہ آئے ۔ تین طرف خندقیں کھود رکھی تھیں ۔ پتھروں کے ڈھیر ان کے پاس تھے ۔ صلح کی بات کا جواب پتھروں سے دیا اور جب امیر مسلم نے آخری بات کہی کہ خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کی خیر مناؤ ۔ تو انہیں گالیاں دیں اور امیر المومنین کو بھی نہ چھوڑا ۔ انہیں بھی گالیاں دیں ۔

مدینہ کی آبادی کوئی لاکھوں کی نہ تھی ۔ سب شہر باغی نہ تھا ۔ بغاوت کے سرغنہ وہ لوگ تھے جنہوں نے وقتی ہنگامہ بپا کر کے عوام کی ایک جماعت اکٹھی کر لی تھی ۔ پھر مورچہ بندی کی تھی ۔ ان کی عسکری قوت کی کمزوری اس سے ظاہر ہے کہ خندقیں تین ہی طرف کھودی گئی تھیں ۔ اور ایک طرف ایسی آبادی تھی کہ مدافعانہ تدبیر کارگر نہیں ہو

سکتی تھی۔ انصار کا بڑا گھرانہ بنو عبدالاشہل اس طرف آباد تھا۔ یہ گھرانا باغیوں کا شروع سے مخالف اور امیرالمومنین کا حمائتی تھا۔ گویا بیعت توڑنے والے باغیوں کی فوج اتنی نہ تھی کہ سامنے سے دشمن کا مقابلہ کر سکتے۔ اور نہ اتنی کہ تین طرف خندق کھود کر چوتھی طرف حفاظتی دستے متعین کر سکتے۔ فوجی زاویہ نگاہ سے شاذ ہی کبھی کوئی ایسی عقیم کارروائی کی گئی ہو جیسی اس وقت مدینہ کے باغیوں نے کی تھی۔ ان کو غرہ تھا کہ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہم ارض پاک کے رہنے والے ہیں ان کی اس جہالت کا اشارہ امیرالمومنین کی اس گفتگو کے ایک فقرے سے ہو سکتا ہے جو موصوف نے امیر عسکر کو وداع کرتے وقت کی تھی۔ فرمایا تھا۔ یہ سمجھ لو کہ تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو جو نادان و نا سمجھ شیخی خورے اور اکھڑ ہیں۔ جنھیں امیرالمومنین معاویہ کے حلم نے بگاڑ رکھا ہے اور ان کو یہ گمان ہے کہ میرا ہاتھ ان تک نہیں پہنچ سکتا (انساب الاشراف ۳۴/۴) غرضیکہ جب کوئی چارہ کار باقی نہ رہا تو فوجی دستہ خندقوں کی طرف بڑھا۔ باغیوں نے پتھر اور تیر برسانے شروع کئے۔ جب اہل شام خندقوں کا پھیرا لگاتے تو لوگوں نے پہاڑیوں اور چھتوں پر سے پتھروں اور تیروں کا انہیں نشانہ بنایا۔ (امامۃ والسیاسۃ ۲۲۲/۱) اتنے میں بنو عبدالاشہل کے سرکردہ لوگوں نے امیر مسلم کو مشورہ دیا کہ ان کے محلے سے فوج گزار کر شہر پر قبضہ کرلیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (الامامۃ والسیاسۃ ۲۲۲/۱)

غالی مولف نے لکھا ہے کہ ان لوگوں کو چونکہ رشوت دی گئی تھی تو انہوں نے رستہ دے دیا۔ تھوڑی دیر لڑائی ہوتی رہی۔ چند سرغنہ مارے گئے اور کچھ فرار ہو گئے جن میں بغاوت کے سب سے بڑے سرغنہ عبداللہ بن مطیع فرار ہو گئے۔ اور ابن زبیر سے جا ملے۔ پانچ چھ سرغنہ گرفتار ہوئے اور بجرم بغاوت قتل کئے گئے رہیں وہ تفصیلات جو بعد میں گھڑی گئیں کہ ہزاروں آدمی قتل ہوئے خواتین کی بےحرمتی

marfat.com

کی گئی۔ دو ہزار کنواری لڑکیاں حمل سے رہیں یا بے دریغ مدینہ کو لوٹا گیا تو یہ سب داستانیں اکاذیب محض ہیں جو بعد کے مسلمانوں کو برافروختہ کرنے اور پہلے مسلمانوں کی عزت حرمت پر حرف لانے کے لئے وضع کی گئیں۔

(خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۱)

بغاوت کا تو چند گھنٹوں میں قلع قمع ہو گیا تھا۔ شہر کو فتنہ جو عناصر سے پاک کرنے میں ہفتہ عشرہ لگ گیا (صد ۳۸۲)

یہ ہے غالی خارجی نا محمود عباسی کی واقعہ حرہ کے بارے میں خارجیانہ تحقیق جو ہم نے مسلسل عبارت کی صورت میں پوری کی پوری نقل کر دی ہے۔

اگرچہ اس نے یزید کی حمایت میں پورا زور قلم صرف کر لیا ہے لیکن پھر بھی وہ سب کچھ تسلیم کر لیا ہے جسے مان لینے سے اس کی جان جاتی ہے۔

مثلاً یہ تسلیم کرتا ہے کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ منورہ پر چڑھائی کیوقت حکم دیا تھا کہ جب اہل مدینہ پر غلبہ حاصل کر لو تو ان کا سب مال و دولت اور اسلحہ وغیرہ قبضے میں کر کے شامی فوج میں تقسیم کر دینا بلکہ اُن کے کھانے پینے کا سامان غلہ وغیرہ تک چھین کر شامیوں کو دے دینا۔ یعنی اہل مدینہ کا تمام مال و سامان مال غنیمت سمجھنا اور اپنے امیر لشکر کو یہ بھی بتا دیا کہ مدینہ منورہ کے لوگ بے عقل، نادان، ناسمجھ، شیخی خورے اور اکھڑ ہیں۔ انہیں میرے باپ کی حلیمی نے بگاڑ رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ سمجھ رہے ہیں کہ میرا ہاتھ ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ گویا اہل مدینہ منورہ پر جو بھی مظالم توڑے گئے وہ سب یزید پلید کے حکم سے تھے اور یہ بھی بار بار لکھا ہے کہ اہل مدینہ باغی تھے اور انہیں بجرم بغاوت قتل کیا گیا۔ یعنی یزید کی بیعت توڑنے کے

لہ غالی مولف صاحب الامامۃ والسیاسۃ کو کہا گیا اور بوقت ضرورت ان کا حوالہ بھی دے دیا واہ رے شاطر

marfat.com

سلسلہ میں ان کا احترامِ صحابیت و تابعیت بھی ختم ہو گیا اور وہ سب بیک جنبشِ قلم باغی، فسادی شرانگیز اور فتنہ پرور ہو گئے۔

اور نادانستہ طور پہ یہ بھی اقرار کر لیا کہ اہل مدینہ یزید کو گالیاں دیتے تھے۔ حالانکہ پوری کتاب میں طوطے کی طرح یہ رٹتا رہا ہے کہ اہل مدینہ تو یزید کے قصیدے پڑھتے تھے اور اس کی امامت و خلافت پر متفق تھے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس مقدس طائفہ نے بعض غلط فہمیوں کی بنا پر اُسکی بیعت کی تھی تو انہوں نے اس کی بیعت توڑ بھی دی تھی۔ اور جب انہوں نے بیعت توڑ ہی دی تھی تو سینکڑوں صفحات میں یہ ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ تمام اہل حرمین نے یزید کی بیعت بخوشی کی تھی۔ اس لئے وہ صحابہ کا امام اور امیر ہے۔

بہرحال اہل مدینہ کی بیعت توڑ دینے کو عباسی بغاوت ہی کا نام دیتا ہے اگرچہ اس کا پس خوردہ ابن یزید یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ یزیدؒ کے زمانہ میں کبھی کوئی بغاوت نہیں ہوئی اور واقعۂ کربلا اور واقعہ حرہ چند ہزار لوگوں کی شرارت تھی اور اس شرارت کو بغاوت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

عباسی نے اس بات پر بھی بڑا زور دیا کہ مدینہ منورہ کو تاراج کرنے والے لشکر کے امیر بھی صحابہ تھے اور وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ جس مدینہ منورہ میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے وہاں کے لوگ فتنہ و فساد برپا کریں۔

اب اس منطق کو سوائے کسی شیطانی دماغ کے وسوسہ کے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کو تباہ و برباد کرنے سے ہی رسول اللہ کی صحبت کا بدلہ اتارا جا سکتا ہے۔

نا محمود عباسی نے اپنے زبردست محقق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی

marfat.com

ہے کہ شامی فوج نے شہر رسول پر حملہ کر کے فوراً ہی غلبہ حاصل کر لیا۔ پانچ سات سرغنہ باغی قتل کئے اور پھر امن و امان بحال کرنے کے لئے ہفتہ عشرہ وہاں رکے رہے حالانکہ یہ دنیا کا وہ زبردست تاریخی جھوٹ ہے جس کی مثال کہیں موجود ہی نہیں۔ علاوہ ازیں اس نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ بحکم قرآن کی رو سے عین کعبہ میں بھی جنگ لڑی جا سکتی ہے۔ پھر مدینہ منورہ کے شورش پسندوں۔ فتنہ کیشوں اور باغیوں کی سرکوبی کرنے سے کیا چیز مانع تھی حالانکہ اس سے پہلے خود ہی اس حدیث کا ذکر کرتا ہے کہ مدینہ والوں کو خوفزدہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور ساتھ ہی صفائی پیش کر دی ہے۔ یہ تو کوئی بتاتا ہی نہیں کہ اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا کس نے تھا؟ اور پھر خود ہی بتا دیا کہ مدینہ منورہ خالص روحانی مرکز تھا۔ اسے عسکری مورچہ اور محورِ بغاوت بنانے والے خود اہل مدینہ ہی تھے کیونکہ انہوں نے ہی تو یزید سے بغاوت کی تھی۔ پھر اگر یزید نے انہیں قتل کر دیا تو کونسا جرم ہے۔ گویا اہل مدینہ ہی اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے کے موجب تھے اور معاذ اللہ لعنت والی حدیث کا اطلاق بھی انہیں پر ہی ہوتا ہے۔

یزیدی فوج کو راستہ کس نے دیا

ناصر محمود عباسی نے یہ تاثر دینے کی بھی ناکام کوشش کی ہے کہ مدینہ منورہ کے کثیر لوگوں نے یزید کی بیعت نہیں توڑی تھی۔ بلکہ اکثر قبائل اُن مفسدین سے ناراض تھے جنہوں نے یزید کی بیعت کو توڑا تھا۔ معاذ اللہ

اور اس کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ جب یزیدی لشکر نے اہل مدینہ کا محاصرہ کر رکھا تھا تو اس وقت بنو عبد الاشہل انصارِ مدینہ نے یزیدی لشکر کی حمایت کرتے ہوئے اس کو اپنے گھروں سے راستہ دیا تھا کہ تم ادھر سے گزر کر ان فسادیوں کو قتل کر دو اور مدینہ منورہ کو لوٹ لو۔ نعوذ باللہ من ذالك

marfat.com

عباسی کا یہ محض فریب اور شدید کذب و افترا ہے اور یہ سب کچھ اس کے اپنے ہی شیطانی ذہن کی اختراع ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی ذی شعور شخص اپنے دشمن کو یہ کہے کہ آئیے تشریف لائیے اور مجھے قتل کر کے میرے گھر کا مال و اسباب لوٹ لیجئے۔

حقیقت صرف یہ ہے کہ مُسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تو اہل مدینہ نے جن بنوامیہ کو محصور کر لیا تھا کہا کہ ہمارے ساتھ عہد کرو کہ شامی فوجوں کا ساتھ نہیں دو گے اور ہمارے ساتھ مل کر اُن کا مقابلہ کرو گے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ یہ عہد نہ کیا۔ یا کسی قسم کے مکر و فریب کو بروئے کار لائے تو ہم تمھیں قتل کر دیں گے۔ چنانچہ بنوامیہ نے ان کے ساتھ وعدہ کر کے یہ یقین دلا دیا کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ مگر موقع ملتے ہی مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک بن مروان کو مسلم بن عقبہ کے پاس خفیہ طور پر بھیجکر یہ نشان دہی کر دی کہ تم مدینہ منورہ کی مشرقی سمت سے حملہ کر کے مقام حرّہ میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی ایک راستہ ہے جو تجھے کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ چنانچہ عبدالملک بن مروان کے بتائے ہوئے راستہ سے مسلم بن عقبہ مدینہ منوّرہ میں داخل ہوا۔ اور اس حقیقت پر مؤرخین و محدثین کا قطعی طور پر اتفاق ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر نے بھی اس واقعہ کو تقریباً ایسے ہی لکھا ہے۔

وسار مسلم بمن معه من الجيوش الى المدينة فلما اقترب منها اجتمع اهل المدينة فی حصار بنو امية وقالوا لهم والله لنقتلنكم عن آخركم او تعطونا موثقاً ان لا تدلوا علينا احد من هولاء الشامين ولا تمالئوهم علينا فاعطوهم العهود بذالك فلما

وهل الجيش تلقاهم بنو امية فجعل مسلم يسألهم عن الاخبار فلا يخبره احد، فانحصر لذالك وجاءه عبد الملك بن مروان فقال له ان كنت تريد النصر فانزل شرقي المدينة في الحرة الخ فشكره مسلم بن عقبة على ذالك وامتثل ما اشار به فنزل شرقي المدينة في الحرة۔ (البدايه والنهايه ۲۱۹/۸)

کیا یوم حرّہ میں چند لوگ شہید ہوئے ہیں؟

خارجی عباسی نے واقعہ حرّہ کی اہمیت ختم کرنے کے لئے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ اس حادثہ میں صرف چند لوگ مارے گئے اور چند گھڑیاں جنگ لڑنے کے بعد یہ معاملہ ختم ہوگیا، اور ان چند گھڑیوں کی لڑائی میں بگڑ جانے والے نظم ونسق کو بحال کرنے کے لئے یزیدی افواج کو ہفتہ عشرہ مدینہ منوّرہ میں رکنا پڑا۔

اور عباسی کے پس خوردہ ابن یزید نے تو یہ تک لکھ دیا کہ حادثہ حرّہ میں اللہ تعالےٰ کی خاص مہربانی سے کوئی نقصان نہیں ہوا اور صرف چند سو اہالیان مدینہ کے قتل سے اہل مدینہ کی اس شرارت کا قلع قمع ہوگیا۔

جہاں تک اہل مدینہ کی شرارت کا تعلق ہے اسکی وضاحت ہم آئندہ اوراق میں کریں گے مگر جہاں تک اہل مدینہ پر یزیدی افواج کے مظالم کی داستان ہے یہ اس قدر کرب انگیز ہے کہ بیان کرتے ہوئے بھی جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ عباسی وغیرہ اسے انتہائی معمولی واقعہ قرار دیکر حق یزیدیت ادا کرنے میں مصروف ہیں، حالانکہ ان لوگوں کی یہ کذب سرائی گوز شتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ حقائق سے روگردانی تو کر سکتے ہیں لیکن حقائق کو تبدیل کرنے کی طاقت ان میں ہرگز نہیں۔

marfat.com

دیگر مستند تواریخ اور کتب احادیث کے علاوہ اہلِ سنت کے ثقہ مؤرخ علامہ ابن کثیر بھی اس دردناک واقعہ کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ واقعہ حرہ انسانیت سوز مظالم کی انتہائی المناک داستان ہے اور یزیدی لشکر کی وحشتناکیوں کی مثال پوری دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں مختلف روایتوں کی روشنی میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ کے قتال اور مدینہ منورہ کے تاراج کرنے میں اس قدر زیادتیاں کیں کہ سلف صالحین کو اس کا نام مسلم کی بجائے مسرف رکھنا پڑا۔

نیز یہ کہ یزیدی فوجوں نے اہل مدینہ کو قتل کرنے کے بعد اُن کا تمام مال ومنال بحکم یزید لُوٹ لیا۔ اور مدینہ منورہ کی عفت مآب عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا حتّٰی کہ جن خواتین کی عصمت دری کی گئی اُن میں سے ایک ہزار عورتوں نے زنا کے بچوں کو جنم دیا۔

اور یہ بھی بتایا ہے کہ شہید ہونے والے فسادی لوگ نہیں تھے بلکہ مقتدر صحابہ کرام اور صحابہ زادے تھے۔ اور کثرت سے ان لوگوں کی اولاد تھے جنکو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے انصار و مددگار کے لقب سے یاد فرمایا تھا۔

اور پھر یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد علامہ ابن کثیر نے یزیدی افواج کو اُن تمام احادیث کا مصداق قرار دیا ہے جن میں اہل مدینہ کو ایذا دینے اور خوفزدہ کرنے والوں کے متعلق سزاؤں اور وعیدوں کا بیان ہے۔

اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یزیدی افواج نے یہ تمام ترمظالم یزید پلید کے حکم کے مطابق توڑے تھے اور یزید ان تمام شیطانی حرکات میں ملوث بھی ہے اور ان کا ذمہ دار بھی۔

marfat.com

واقعاتِ حرّہ تاریخ کے آئینے میں

جنگِ حرّہ میں یزید پلید کی مرضی کے مطابق اہل مدینہ پر توڑے جانے والے مظالم اور مدینہ طیبہ کی اہانت و بےحرمتی کی جو تصویر محدثین و مورخین نے پیش کی ہے

دول الاسلام (تاریخ ذہبی)

(کان) ابوہ قد جعله ولی العهد من بعده فقدم من ارض حمص وجاء الی قبر والده ثم دخل دمشق فرکب الی الخضراء و کانت دار السلطنة فخطب الناس و بایعوه بالخلافة وکتب الی الاقالیم بذالک فبایعوه و امتنع من بیعته اثنان عظیمان الحسین ابن علی سبط رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وآله وسلم و عبد الله ابن الزبیر ابن عمة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثم نقض بیعته اکابر اهل المدینة لسوء سیرته وقیل کان یشرب الخمر و البغضوه لما جری من قتل الحسین رضی الله عنه ولبعث جیشا الی المدینة لینذرهم و یدعوهم الی الطاعة ثلاثه ایام فان اطاعوه والا قاتلوهم فامتنعوا من طاعته وتعبوا للقتال بظاهر المدینة فالتقی الجمعان وکثر القتل و ذالک فی آخر سنة ثلاثه وستین وانهزم المدنیون وقتل منهم معقل الاشجعی و عبدالله ابن حنظلة ... الغسیل وعبدالله ابن زید المنازنی وهؤلاء من الصحابة ثم سار جیش یزید الی ابن الزبیر وقد عاذ بیت الله وعنده عبیده واتباعه فحاصروه حتی یبایع یزید فابی وقاتلهم ایاما ونصبوا علی ابن الزبیر المنجنیق وقتل جماعه فلا قوة الا بالله فبینما هم کذالک اذ جاء الخبر بهلاک یزید

دول الاسلام تاریخ ذہبی مطبوعہ حیدرآباد دکن ص۳۱

ترجمہ دول الاسلام (تاریخ ذہبی)

(یزید کو) اس کے باپ نے اپنے بعد ولی عہد مقرر ۔ چنانچہ پہلے وہ حمص میں اپنے باپ کی قبر پر آیا اور پھر سوار ہو کر دارالسلطنت دمشق پہنچا اور لوگوں کو اپنی بیعت کیلئے کہا اور دیگر حکام کو لکھا کہ میرے لئے بیعت لیں اور دو مسلم شخصیتوں سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین بن علی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر کے بیٹے عبداللہ ابن زبیر نے اسکی بیعت سے انکار کیا پھر اہل مدینہ منورہ کے اکابرین نے بھی اسکی بیعت اس لئے توڑ دی تھی کہ وہ (یزید) بدکردار تھا اور اہل مدینہ کہتے تھے کہ یزید شرابی ہے اور انہیں اس بات پر بھی غصہ تھا کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروا دیا۔ اہل مدینہ کے بیعت توڑنے پر یزید نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور کہا کہ اہل مدینہ کو میری اطاعت کرنے کیلئے تین دن کی مہلت دینا اگر وہ اطاعت کریں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر دینا۔ چنانچہ ۶۳ھ کے اواخر میں مدینہ منورہ میں لوٹ مار کر کے کثیر لوگوں کو قتل کیا گیا ان میں معقل الاشجعی، عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور عبداللہ بن زید منازلی شامل ہیں اور یہ لوگ صحابہ کبار میں سے تھے۔ مدینہ منورہ کو لوٹنے کے بعد لشکر یزید نے عبداللہ ابن زبیر کے لئے بیت اللہ شریف پر چڑھائی کی کعبہ شریف کا محاصرہ کر کے یزید کی غلامی اور اطاعت کیلئے کہا گیا اہل حرم کے انکار پر کعبہ شریف پر منجنیقوں سے پتھر برسائے اور لوگوں کو قتل کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسی اثناء میں یزید کی ہلاکت کی خبر آ گئی۔

الاصابہ فی تمیز الصحابہ (ابن حجر عسقلانی)

مسلم بن عقبہ بن رباح بن اسعد من قبل یزید بن معاویۃ علی الجیش الذین غزوا المدینۃ یوم الحرہ۔ ذکر ابن عساکر و قال ادرک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شہد صفین مع معاویۃ وکان علی الرجالۃ وعمدۃ فی ادراکہ انہ استذ الحا ما اخرجہ محمد بن سعد فی الطبقات عن الواقدی باسانیدہ قال لما بلغ یزید بن معاویۃ ان اھل المدینۃ اخرجوا عاملہ من المدینۃ وخلعوہ وجہ الیھم عسکرا امر علیھم مسلم بن عقبۃ المری و ھو

marfat.com

یومیئذ شیخ ابن بضع وتسعین سنة فهذا یدل علی انه کان فی العهد النبوی کهل وقد افحش مسلم القول والفعل باهل المدینة واسرف فی قتل الکبیر والصغیر حتی سموه مسرفا واباح المدینة ثلاثة ایام لذالک والعسکر ینهبون ویقتلون و یفجرون ثم رفع القتل وبایع من بقی علی انهم عبید لیزید بن معاویة وتوجه بالعسکر الی مکة لیحارب ابن الزبیر لتخلفه عن البیعة لیزید فعوجل بالموت فمات بالطریق و ذالک سنة ثلاث وستین واستمر الجیش الی مکة فی حصروا ابن الزبیر ونصبوا المنجنیق علی ابی قبیس فجاءهم الخبر بموت یزید ابن معاویة فانصرفوا وکفی الله المومنین القتال والقعبة. الاصابه

الاصابہ میں مسلم بن عقبہ کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھا اور بہت چالاک ہوشیار آدمی تھا اور پھر جب اہل مدینہ نے یزید پلید کی بیعت توڑدی تو یہ شخص باوجود ستانوے سال کا بوڑھا ہونے کے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تباہ وبرباد کرنے کے لیئے تیار ہوگیا۔ وہ قول وفعل میں فحش قسم کا آدمی تھا اور اس نے مدینہ طیبہ کے صغیر وکبیر کے قتل میں میں اسقدر زیادتی کی کہ مسرف کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے تین دن مدینہ منورہ کو مباح قرار دیدیا اور مدینۃ الرسولؐ میں تین دن جی بھر کے قتل وغارتگری اور فسق وفجور وہ اوسکی فوجیں کرتے رہے اور پھر مکہ معظمہ پر چڑھائی کر کے کعبۃ اللہ پہ منجنیقوں سے پتھر برسائے حتٰی کہ یزید پلید کی ہلاکت کی خبر آگئی اور اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کو یزید کے ظلم وجور سے قتل ہونے سے بچالیا۔

یزید کی بیعت کیوں توڑی

سنہ ۶۲ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن ولید بن ابی سفیان امیر مدینہ ہوکر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ بن حنظلہؓ اور عبداللہ بن ابی عمر بن حفص بن مغیرہ مخزومی ومنذر بن زبیر وغیرھم شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ کیا۔ یزید نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت کے ایک لاکھ درہم اور

marfat.com

اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔ جب اہل مدینہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حال دریافت فرمایا۔

عبداللہ بن حنظلہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل سے مل کر آئے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے نہ مذہب، جو شراب پیتا ہے اور راگ باجا سنتا ہے۔ خدا کی قسم اگر کوئی مہدی من اللہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا۔ حاضرین نے کہا ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تمھارا بڑا اکرام کیا ہے۔ خلعت اور جائزہ دیا ہے؟ عبداللہ نے فرمایا ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس وجہ سے اس کو قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں قوت آجائے۔ اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے زیادہ متنفر ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد پنجم صفحہ ۱۲۸)
(مع ابن اثیر مترجم)

اگرچہ تمام مورخین و محدثین نے اس واقعہ کو تقریباً ایسے ہی بیان کیا ہے جیسا کہ ابن اثیر کی تحریر سے ظاہر ہے لیکن ہم محض اختصار کے پیش نظر فتح الباری شرح بخاری کا عربی متن اور بخاری شریف کے حاشیہ کی عبارت پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ علامہ ابن اثیر کے بیان کی تائید بھی ہو جائے اور مضمون بھی زیادہ طوالت اختیار نہ کرے۔

فتح الباری شرح بخاری

بیعتہ، فلما خلع اھل المدینۃ، فذکرہ، قلت، وکان السبب فیہ فاذکرہ الطبری مسنداً ان یزید بن معاویۃ کان امر علی المدینۃ ابن عمہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان فأوفد الی یزید جماعۃ من اھل المدینۃ منھم عبداللہ بن غسیل الملائکۃ حنظلۃ بن ابی عامر وعبداللہ بن ابی عمرو بن حفص المخزومی فی آخرین فاکرمھم واجازھم، فرجعوا فأظھروا عیبہ ونسبوہ الی شرب الخمر وغیر ذالک ثم وثبوا علی عثمان فأخرجوہ وخلعوا یزید بن معاویۃ فبلغ ذالک یزید فجھز الیھم جیشا مع مسلم بن عقبہ المری وامرہ ان یدعوھم ثلاثا فان رجعوا والا فقاتلھم

فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۷۰

marfat.com

حاشیہ بخاری

وکان السبب فی خلعہ ماذکرہ الطبری ان یزید بن معاویۃ کان امر علی المدینۃ ابن عمہ عثمان بن محمد بن ابو سفیان فاوفد ایزید جماعۃ من اھل المدینۃ منھم عبد اللہ ابن غسیل الملائکۃ وعبد اللہ ابن عمرو المخزومی فی آخرین فاکرمھم واجازھم فرجعوا فاظھروا عیبہ ونسبوہ الی شرب الخمر وغیر ذالک ثم وثبوا علی عثمان وفرجوہ خلعوا یزید بن معاویۃ الی آخر القصۃ حاشیہ بخاری ۱۰۵۳/۲

جوتوں کا ڈھیر

بلکہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب اہل مدینہ کو ان کے یزید کے پاس بھیجے ہوئے وفد نے آکر اطلاع دی کہ یزید فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ شراب پیتا اور غنا کا رسیا ہے اور اس کا دین و مذہب کچھ بھی نہیں تو انہوں نے قریش پر عبد اللہ بن مطیع کو اور انصار پر عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا پھر یزید سے اہل مدینہ نے اس طرح اظہار نفرت کیا کہ ایک شخص نے اپنا عمامہ اتار کر کہا کہ میں یزید کی بیعت کو اس طرح توڑتا ہوں جسطرح میں نے اپنا عمامہ اتار دیا ہے۔ پھر ایک شخص نے اپنا جوتا اتار کر کہا کہ میں یزید کی بیعت سے اس طرح نکل رہا ہوں جس طرح میں نے یہ جوتا اتار دیا ہے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اہل مدینہ کے اس اجتماع میں سے ہر شخص نے اپنا اپنا عمامہ اور اپنا اپنا جوتا اتار اتار کر رکھنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ عماموں اور جوتوں کے ڈھیر لگ گئے۔ عربی متن ملاحظہ ہو

ففیھا کانت وقعۃ الحرۃ وکان سببھا ان اھل المدینۃ خلعوا یزید بن معاویۃ وولوا علی قریش عبد اللہ بن مطیع وعلی الانصار عبد اللہ بن حنظلۃ بن ابی عامر فلما کان فی اول ھذہ السنۃ اظھروا ذالک واجتمعو عند المنبر فجعل الرجل منھم یقول قد خلعت عمامتی

marfat.com

هذہ و یلقیھا عن راسہ و یقول الآخرہ قد خلعتہ کما خلعت نعلی هذہ حتی اجتمع شئ کثیر من العمائم والنعال هناک۔

البدایہ والنہایہ ۲۱۸/۸

قارئین کرام اس بات کو خاص طور پر ذہن نشین رکھیں کہ وہی مقدس نفوس یزید کی بیعت کو اس حقارت سے توڑ رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے یزید کو صحابہؓ کا امام اور صحابہؓ کا امیر کہا جاتا ہے۔ بہر حال اب آپ تاریخ ابن اثیر وغیرہ سے باقی حالات ملاحظہ کریں۔ لکھا ہے کہ

یزید کی ڈانٹ کا نتیجہ

عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کی معزولی کی درخواست پیش کی لوگوں نے بکمال خوشی اور رغبت منظور کر لی۔ عثمان بن محمد (عامل مدینہ) نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ کر بھیجے۔ یزید نے ایک ڈانٹ کا فرمان اہل مدینہ کو لکھ بھیجا جس کو دیکھ کر اہل مدینہ سخت برہم ہوئے۔ انصار مدینہ نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا۔ اور بالاتفاق سبھوں نے عثمان بن محمد اور مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر عبیداللہ ابن زیاد کو لکھا۔ اس نے بھی عذر پیش کیا۔ تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی۔ مسلم بن عقبہ بارہ ہزار سپاہیوں کا لشکر لیکر روانہ ہوا۔ یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور ساتھ آیا۔ اور چند احکام کی پابندی کی ہدایت کر کے واپس آ گیا کہ اگر تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار بنا دینا۔ اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کی دعوت دینا اگر وہ تیری اطاعت قبول کریں تو چھوڑ دینا ورنہ جنگ میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔ مال و اسباب وغیرہ جو کچھ لوٹا جائے وہ سب فوج کا ہے۔ علی بن حسین سے کچھ تعرض نہ کرنا کیونکہ مجھے معلوم ہوا

marfat.com

گیا ہے کہ اُس کا اِس معاملہ میں دخل نہیں۔

جب اہلِ مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بنو امیّہ کا مروان کے گھر میں نہائت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ اور بالآخر یہ پیمان لے کر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے اور دوسروں کے ساتھ ہو کر اہلِ مدینہ کی مخالفت نہیں کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہوگا ظاہر نہ کریں گے۔ (ابن خلدون ص ۱۲۵ (معہ ابن اثیر))

یہاں تک جو واقعہ ابن اثیر وغیرہ نے بیان کیا تقریباً یہی واقعہ معمولی اختلاف کیساتھ البدایہ والنہایہ و دیگر کتب تاریخ و حدیث میں موجود ہے۔ البدایہ والنہایہ میں ایک تو یہ زیادہ ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کو یزید نے مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کا حکم دیا تو اُس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں بنت رسولؐ کے بیٹے کو شہید کرنے اور مدینہ منورہ کو لوٹنے کے دو گناہ اپنے ذمہ نہیں لینا چاہتا اور البدایہ والنہایہ و فتح الباری شرح بخاری وغیرہ میں مزید یہ جملے بھی ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ کا وقتِ انتقال آیا۔ تو یزید کو بلا کر یہ وصیت کی کہ اگر تمہیں مدینہ والوں سے معاملہ درپیش آجائے تو مسلم بن عقبہ کے سپرد کر دینا وہ خوب نپٹ لے گا۔

نیز یہ بتلانے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ ان مؤرخین کے مطابق بھی اہل مدینہ نے بنو امیہ کو شہر سے باہر نہیں نکالا۔ حالانکہ انہوں نے چند سطور پہلے ہی لکھا ہے کہ بنو امیہ کا مدینہ سے اخراج کر دیا مگر بعد میں انہوں نے خود ہی لکھ دیا ہے کہ بنو امیہ کو مروان کے گھر میں محصور کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ ایک تو یزید کی ڈانٹ اور تشدد کا ردِ عمل یہی ہو سکتا تھا اور دوسرا ان کا دشمن کے ساتھ مل جانے کا بھی خدشہ تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ہمارے بیعت توڑنے کے بعد یزید چین سے تو بیٹھے گا نہیں اور دوسرے اس کا متشددانہ خط بھی اسی نوعیت کا حامل تھا۔ چنانچہ انہوں نے بنو امیہ کا محاصرہ کیا بھی اور وعدہ لے کر یہ حصار توڑ بھی دیا کہ تم اہل مدینہ کے ساتھ رہو گے اور

marfat.com

دشمنوں کے ساتھ مل کر نہ تو ہمارے ساتھ لڑو گے اور نہ ہی جاسوسی وغیرہ کرو گے۔ اب آپ جو کچھ ہم اب تک بیان کر آئے ہیں اس کا عربی متن ملاحظہ کریں۔

البدایہ والنہایہ

وقال یزید لمسلم بن عقبہ ادع القوم ثلاثاً فان رجعوا الی الطاعة فاقبل منهم وکف عنهم والا فاستعن بالله وقاتلهم واذا ظهرت علیهم فابح المدینة ثلاثا ثم اکفف عن الناس وانظر الی علی بن الحسین فاکفف عنه واستوص به خیرا وأدن مجلسه فانه لم یدخل فی شئی مما دخلوا فیه وأمر مسلم اذا فرغ من المدینة ان یذهب الی مکة لحصار ابن زبیر وقال له ان حدث بك أمر فعلی الناس حصین بن نمیر السکونی وقد کان یزید کتب الی عبید الله بن زیاد أن یسیر الی الزبیر فیحاصره بمکة فأبی علیه وقال والله لا اجمعها للفاسق ابداً اقتل ابن بنت رسول الله واغزو البیت الحرام! وقد کانت امه مرجانة قالت له حین قتل الحسین ویحك ماذا صنعت وماذا رکبت وعنفته تعنیفاً شدیداً قالوا وقد بلغ یزید أن ابن الزبیر یقول فی خطبة یزید القرود شارب الخمور، تارک الصلوٰة منعکف علی القینات۔

قال فبعث البرید الی مسلم بن عقبہ المزنی وهو شیخ کبیر ضعیف فانتدب لذالك وارسل معه یزید عشرة آلاف فارس، وقیل اثنا عشر الفا وخمسة عشر الف رجل واعطی کل واحد منهم مائة دینار وهو علی فرس له، قال المدائنی وجعل علی اهل دمشق عبد الله بن سعده الفزاری وعلی اهل حمص حصین بن نمیر السکونی وعلی اهل الاردن جیش بن دلجه القینی

marfat.com

وعلی اهل الفلسطین روح بن زنباع الجذامی وشریک الکنانی وعلی اهل قنسرین طریف بن الحساس الهلالی وعلیهم مسلم بن عقبة المزنی من غطفان وانما یسمیه السلف مسرف بن عقبیٰ

(البدایہ والنھایہ جلد ۸ ص ۲۱۹)

یہ لٹیرے کون تھے؟

البدایہ والنہایہ کی اس عبارت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یزید نے جو پندرہ ہزار فوج کی جمعیت مدینہ منورہ کو تاراج کرنے کے لئے روانہ کی تھی ان میں حجازی لوگوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا بلکہ دمشق فلسطین، اردن حمص اور قنسرین وغیرہ کے لوگ تھے۔ جن پر سپہ سالار مقرر کرنے کی ترتیب یہ تھی کہ اہل دمشق پر عبداللہ فزاری، اہل حمص پر حصین بن نمیر اہل اردن پر حبیش بن دلجہ، اہل فلسطین پر روح بن زنباع اور شریک کنانی اور اہل قنسرین پر طریف بن حساس کو سالار مقرر کیا گیا تھا اور ان سب پر خونخوار مسرف کو امیر بنایا تھا اور مدینہ منورہ کو لوٹنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا گیا تھا جن کے دلوں میں حرمت مدینہ کا تصور بھی نہ پیدا ہو سکے اور پھر ان کے لئے دس ہزار گھوڑوں کا اہتمام کرنے کے ساتھ ہر شخص کو سو سو دینار بھی قبل از وقت انعام کے طور پر ادا کر دیا گیا تھا۔

(اور بیت المال کی یہ رقم کسی کافر ملک کو فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ مرکز اسلام اور مدینۃ الرسول کو تاراج کرنے کے لئے خرچ کی گئی تھی۔

یزید کے جاسوس

اب آپ دیگر واقعات بھی پہلے تاریخ ابن اثیر وغیرہ سے ملاحظہ فرمائیے۔

"مسلم بن عقبیٰ کی وادی القریٰ میں بنو امیہ سے ملاقات ہوئی اور عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے انکار کیا لیکن ان کے ہمراہیوں نے بتا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ

marfat.com

پہنچ گیا اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا کہ "امیر المؤمنین یزید چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمھاری خوں ریزی پسند نہیں کرتا ۔ اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں ۔ پس اگر اس اثنا میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہا میں فوراً مکہ چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو بیان کرو ۔ جب یہ معیاد گذر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح ۔ اہل مدینہ نے کہا ہم جنگ کریں گے ۔ مسلم نے کہا جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو اس میں تمھاری بہتری ہے ۔

اہل مدینہ اپنی رائے پر بے رہے ، بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی ۔ عبدالرحمن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کئے گئے جس کو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا ۔

عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کی ایک سمت پر اور معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کی دوسری سمت پر متعین ہوئے اور ان سب پر عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل الملائکہ کو سپہ سالار بنایا گیا ، انھوں نے گروہ کثیر کو ساتھ لیکر کوفہ کے راستہ کی ناکہ بندی کر دی (ابن خلدون $\frac{129}{5}$)

(معہ ابن اثیر)

علامہ ابن اثیر وغیرہ کا مندرجہ بالا بیان بھی تقریباً وہی ہے جو دیگر مورخین و محدثین نے بیان کیا ہے ۔ البدایہ والنہایہ وغیرہ دیگر کتب حدیث و تاریخ میں مزید یہ الفاظ ہیں کہ بنو امیہ نے مسلم بن عقبہ کو جو مدینہ والوں کی جاسوسی کی تھی وہ یہ تھی کہ تم مقام حرہ کی طرف سے حملہ کرکے مدینہ منورہ میں داخل ہو سکتے ہو کیونکہ یہی ایک ایسا راستہ ہے جس پر تمھاری کامیابی کا انحصار ہے اور یہ بات اس کو عبدالملک بن مروان نے بتائی تھی ۔ اب آپ مندرجہ بالا واقعہ کا عربی متن دیگر کتب معتبرہ سے ملاحظہ فرمائیں ۔

وسار مسلم بمن معه من الجيوش الى المدينه فلما اقترب

منها اجتهد اهل المدينة فى حصار بنو امية وقالوا لهم والله لنقتلنكم

marfat.com

٣١٥

عن آخركم او تعطو فا موثقاً ان لا تدلوا علينا احداً من هولاء شاميين، ولا تمالئوهم علينا فأعطوهم العهود بذالك، فلما وصل الجيش تلقاهم بنو امية فجعل مسلم ليسأ لهم عن الاخبار فلا يخبره احد فانحصر لذالك وجاءه عبد الملك بن مروان فقال له ان كنت تريد النصر فا فانزل شرقی المدينة فی الحرة، فاذا اخرجو إليك كانت الشمس فی اقفيتكم وفی وجوههم فادعهم الی الطاعة فان اجابوك والا فاستعين بالله وقاتلهم فان الله ناصرك عليهم اذ خالفوا الامام وخرجوا عن الطاعة - فشكره مسلم بن عقبة علی ذالك وامتثل ما اشار به فنزل شرقی المدينة فی الحرة ودعا اهلها ثلاثة ايام كل ذالك يابون الاالمحاربة والمقاتلة فلما مضت الثلاث قال لهم فی اليوم الرابع وهو يوم الاربعاء الليلتين بقيقا من ذالحجه سنة ثلاث وستين، قال لهم يا اهل المدينة، مضت الثلاث وان اميرالمؤمنين قال لی انكم اصله وعشيرته وانه لكيره اراقة دمأ لكم وانه امرنی ان أُجيلكم ثلاثاً فقد مضت فماذا انتم صانعون، تسالمون ام تحاربون؟ فقال بل تحارب، فقال لاتفعلوا بل سالموا ونجعل جدنا وقوتنا علی هذ الملحد يعنی ابن الزبير۔

(البدايه والنهايه جلد ٨ صفه ٢١٩)

البدایہ والنہایہ میں مزید ہے کہ مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ سے کہا کہ تم یزید کی بیعت بھی کرلو اور میرے ساتھ ملکر مکۂ معظمہ پر چڑھائی بھی کرو تاکہ اس ملحد یعنی ابن زبیر کو گرفتار کیا جاسکے تو اہل مدینہ نے کہا کہ اے دشمن خدا تو ہمیں بیت الحرام کی بیحرمتی پر آمادہ کر رہا ہے ۔ اور دونوں طرف ہی صف آرائی ہو گئی ۔

marfat.com

فقالوا یا عدو اللہ الو اردت ذالک لما مکناک منہ انحن نذرکم تذھبون فتلحدون فی بیت اللہ الحرام۔

(البدایہ والنہایہ ۲۱۹/۸)

جنگ کیسے ہوئی؟

اب آپ ان واقعات کو بھی حسب سابق پہلے تاریخ اور پھر اس کے بعد دیگر کتب معتبرہ کے متن کی صورت میں ملاحظہ کریں۔

چنانچہ ابن ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ میں ہے (بنو امیہ کی بدعہدیاں اور جاسوسی کا فسانہ اثرہ اثھاکر)

مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس جرأت و مردانگی سے دست بدست لڑے کہ شامی اسوار فوج کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔

مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا حضرت فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ سے اجازت لیکر مسلم پر دھاوا بول دیا تو شامی پیادوں کے رخ پھر گئے وہ منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگنے لگے۔ بعد ازاں حضرت فضل بن عباس کی درخواست پر حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ نے مدینہ منورہ کے تمام اسواروں کو آپ کی ماتحتی میں دے دیا۔ حضرت فضل بن عباس نے اس شدت اور تیزی سے حملہ کیا کہ شامی فوج کا شیرازہ منتشر ہو گیا سواروں اور پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔ مسلم بن عقبہ کے ارد گرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

فضل بن عباس نے مسلم کے قریب پہنچ کر ایک علمبردار کے سر پر یہ سمجھ کر تلوار کا وار کیا کہ یہ مسلم ہے، وار اس زور کا تھا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ ہی خود ٹھنڈا ہو گیا۔

marfat.com

فضل بن عباس جوشِ مسرت سے پکار اٹھے۔ قتلت طاغیۃ القوم ورب الکعبۃ۔ ربِ کعبہ کی قسم میں نے طاغوتوں کے سردار کو قتل کر دیا۔

مُسلم بن عقبیٰ تربیب سے بولا تم نے دھوکا کھایا ہے، وہ ایک رومی غلام تھا فضل نے جھپٹ کر علم اٹھالیا۔ مُسلم نے لشکرِ شام کو للکارا سب نے چاروں طرف سے فضل بن عباس کو گھیر لیا۔ اور آخر آپ بہادری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

جب حضرت فضل بن عباس شہید ہو گئے تو مُسلم بن عقبہ نے لشکرِ شام کو حضرت عبداللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا۔ عبداللہ بن حنظلہ اپنے رکاب کی فوج کو لشکرِ شام پر حملہ آور ہونے پر ابھار رہے تھے کہ حصین بن نمیر اور عبداللہ بن عضاۃ الاشعری اپنے کمان کی فوجیں لیے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر باری کرتے ہوئے بڑھے۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہے وہ اس علم کو سنبھال لے۔

اہلِ مدینہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے، حتیٰ کہ عبداللہ بن حنظلہ کے کل لڑکے اور ان کے اخیافی بھائی۔ محمد بن ثابت بن قیس بن شماس عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن خالب، زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب میدانِ جنگ میں شربتِ شہادت پی کر موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے۔ ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکرِ مدینہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مُسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا تین روز تک قتلِ عام کا بازار گرم رہا۔ شامی لشکر نے اہالیانِ مدینہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کے بعد مُسلم بن عقبہ نے معقل بن سنان اشجعی۔ محمد بن ابی حذیفہ۔ محمد بن الجہم وغیرہم کو گرفتار کرا کے ظلماً قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں تین سو چھ آدمی شرفائے قریش و انصار

marfat.com

اوران کے علاوہ اور قبائل و موالی اس تعداد کے دو چند کام آئے۔ تاریخ ابن خلدون ۳/۳۰ معہ ابن اثیر

اب آپ ان واقعات کا عربی متن حسب سابق فتح الباری وغیرہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

فتح الباری شرح بخاری

فاذا ظهرت فأبحها للجيش ثلاثا ثم اكفف عنهم فتوجه اليهم فوصل فى ذوالحجة سنة ثلاث وستين فحاربوه وكان امير الانصار عبدالله بن حنظلة وعلى قريش عبدالله بن بن مطيع وعلى غيرهم من القبائل معقل بن يسار الاشجعى وكانوا اتخذوا خندقاً فلما وقعت الوقعة انهزم اهل المدينة - فقتل ابن حنظلة، وفر ابن مطيع واباح مسلم بن عقبه المدينة ثلاثا - فقتل جماعة صبرا منهم معقل بن سنان ومحمد بن ابى الجهم بن حذيفة ويزيد بن عبدالله بن زمعة وبايع الباقين، على انهم خول ليزيد،

واخرج ابوبكر ابى خثيمة بسند صحيح الى جويرية بن اسماء سمعت اشياخ اهل المدينة يتحدثون ان معاوية لما احتضر دعا يزيد فقال له ان لك من اهل المدينة يوما، فان فعلوا فارمهم بمسلم بن عقبة فانى عرفت نصيحته، فلما ولى يزيد وفد عليه عبدالله بن حنظلة وجماعة فاكرمهم واجازهم فرجع فحرض الناس على يزيد وعابه ودعاهم الى خلع يزيد، فاجابوه فبلغ يزيد فجهز اليهم مسلم بن عقبه، فاستقبلهم اهل المدينة بجموع كثيرة فهابهم اهل الشام وكرهوا قتالهم، فلما نشب القتال سمعوا فى جوف المدينة التكبير۔

marfat.com

وذلك ان بنی حارثہ أن خلوا قوماً من شامیین من جانب الخ.
فترك اهل المدينة القتال ودخلوا المدينة خوفا على اهلهم فكانت الهزيمة وقتل من قتل وبايع مسلم الناس على انهم خول ليزيد يحكم فى دمائهم واموالهم واهلهم بما شاء -

واخرج الطبرانى من طريق محمد بن سعيد بن امامة أن معاوية لما حضره الموت قال ليزيد قد وطات لك البلاد ومهدت لك الناس ولست اخاف عليك الا اهل الحجاز فان رابك منهم ريب فوجه اليهم مسلم بن عقبة فانى قد جربته وعرفت نصيحته - قال فلما كان من خلافهم عليه ما كان دعاه فوجهه فاباحها ثلاثاً ثم دعاهم الى بيعة يزيد وانهم اعبدله فى فى طاعة الله ومعصيته -

ومن رواية عروة بن الزبير قال - لما مات معاوية اظهر عبدالله بن الزبير الخلاف على يزيد بن معاوية - فوجه يزيد مسلم بن عقبة فى جيش اهل الشام وامره ان يبدأ بقتال اهل المدينة ثم يسير الى ابن الزبير بمكة قال فدخل مسلم بن عقبة المدينة وبها بقايا من الصحابة فأسرف القتل -

(فتح البارى شرح بخارى ۱/۱۳)

البدایہ والنہایہ

ثم تهيأوا للقتال، وقد كانوا اتخذوا خندقا بينهم وبين ابن عقبة، وجعلوا جيشهم اربعة ارباع على كل ربع اميرو

marfat.com

وجعلوا احمل الارباع الربع الذی فیه عبد اللّٰہ بن حنظلہ غسیل ثم اقتتلوا قتالاً شدیدا ثم انھزم اھل المدینۃ الیھا وقد قتل من الفریقین خلق من السادات والاعیان منھم عبد اللّٰہ بن مطیع وبنون لہ سبعۃ بین یدیہ وعبد اللّٰہ بن حنظلۃ الغسیل واخوہ لامہ محمد بن ثابت بن شماس ومحمد بن عمرو بن حزم وقد مربہ مروان وھو مجندل فقال رحمک اللّٰہ فکم من ساریۃ قد رأیتک تطیل عندھا القیام والسجود۔ البدایہ والنھایہ ۲۲۰/۸

یہ کیسی بیعت تھی؟

فتح الباری کی یہ عبارت آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ مسلم بن عقبہ نے جو بیعت یزید کیلئے بچے کھچے اہلِ مدینہ سے طلب کی تھی وہ اس طرح تھی کہ یزید اگر چاہے تو تمھیں احکامِ خداوندی کی طرف بلائے اور اگر چاہے تو تمھیں گناہ و معصیت کا حکم دے تمھیں اس کا ہر حکم ہر حالت میں تسلیم کرنا ہوگا۔ کیا عباسی اور دیگر خارجی بتا سکتے ہیں کہ یہ کیسی بیعت تھی۔ کیا اسے اسلامی بیعت قرار دینا اسلام کی توہین نہیں؟

مدینہ لوٹ لیا

بہرحال اب قارئین، تاریخ ابن اثیر وغیرہ سے باقی واقعات ملاحظہ فرمائیں) چوتھے دن جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کو پیش کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا اسے پکڑ لاتے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تو اسے فوراً قتل کر دیا جاتا۔ رفتہ رفتہ علی بن حسین کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا۔ مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا۔ آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا تم کیوں نہیں پیتے؟ علی بن الحسین یہ سن کر کانپ اٹھے اور گھبرا کر پیالہ اٹھا لیا۔ مسلم بن عقبہ نے کہا تو خوفزدہ نہ ہو۔ اگر تمھارا کوئی تعلق اہل مدینہ

marfat.com

سے ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر ڈالتا۔ لیکن امیر المؤمنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور کہا تھا کہ تم نے اُن کو لکھا تھا کہ ان معاملات سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ تو اب اگر تمہارا جی چاہے تو شہد نوش کر لو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسینؑ کو اپنے برابر بٹھا لیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد کہا۔ شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔

آپ نے فرمایا تم یہ سچ کہتے ہو۔ مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی اور آپ بلا بیعت کئے ہوئے اپنے گھر چلے آئے۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں جبکہ ذوالحجہ کی دو راتیں باقی تھیں یزید بن معاویہ کے عہد میں ہوا۔ تاریخ ابن اثیر ۱۳۱/۵

ثم اباح مسلم بن عقبة الذی

البدایہ والنہایہ

یقول فیه السلف مسرف بن عقبة قبحه الله من شیخ السوء ما اجهله المدینة ثلاثة ایام کما امره یزید لا جزاه الله خیرا، وقتل خلقاً من اشرافها وقرائها وانتهب اموالا کثیرة منها ووقع شر عظیم وفساد عریض علی ما ذکره غیر واحد فمن قتل بین یدیه صبراً معقل بن یسار وقد کان صدیقه قبل ذلك ولکن اسمعه فی یزید کلاما غلیظا فنقم علیه بسببه

(البدایه والنهایه ۲۲۰/۸)

واستدعی لعلی بن الحسین فجاء یمشی بین مروان بن الحکم وابنه عبدالملك لیأخذ له بهما عنده اماناً ولم یشعر ان یزید أوصاه به فلما جلس بین یدیه استدعی مروان لشراب وقد کان مسلم بن عقبة حمل معه من الشام ثلجا الی المدینة فکان یشاب له بشرابه فلما جئ بالشراب شرب مروان قلیلا ثم اعطی الباقی لعلی بن الحسین لیأخذ له

marfat.com

منہ الك امانا وكان مروان موادًّا لعلی ابن الحسين فلما نظر إليه مُسلم بن عُقبة قد اخذ الاناء فی يده قال له تشرب من شرابنا ثم قال له انما جئت مع هذين لتأمن بهما ؟

فارتعدت يد علی بن الحسين وجعل لا يضع الاناء من يده ولا يشربه - ثم قال له لولا ان امير المؤمنين - اوصانی بك لضربت عنقك ثم قال له ان شئت ان تشرب فاشرب وان شئت دعونا لك بغيرها فقال هذا الذی فی كفی اريد فشرب ثم قال له مسلم بن عقبة ثم الی هٰهنا فاجلس فاجلسه مع علی السرير وقال له ان امير المؤمنين اوصانی بك وان هؤلاء شغلونی عنك ، ثم قال لعلی بن الحسين لعل اهلك فزعوا، فقال - ای والله فامر بدابة فأسرجت ثم حمله عليها حتی ردہ الی منزل مكرما - البدایہ والنهایہ ۸/۲۳۰

ان واقعات پر تبصرہ

اگرچہ ہم ابھی جنگِ حرّہ کے اندوہناک واقعات کی قدرے مزید تفصیل آئندہ اوراق میں پیش کر رہے ہیں، تاہم علامہ ابن [illegible] اور دیگر حضرات کی بیان کردہ روایات کے مطابق عباسی کے تمام خیالی قلعے مسمار ہو چکے ہیں۔

عباسی کا تاثر یہ ہے کہ مُسلم بن عقبہ جلیل القدر صحابی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضِ صُحبت سے شرفیاب ہو چکا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ جس شہر مقدس میں اس نے رسول اللہ کی زیارت کی ہے اُس میں فتنے اور شورشیں بپا ہوں، چنانچہ اُس نے حق صحابیت ادا کرتے ہوئے شہر رسولؐ سے اُٹھنے والے فتنے کو چند گھڑیوں کی لڑائی کے بعد ختم کر دیا اور آٹھ دس روز مزید وہاں قیام کر کے فتنہ جو عناصر کا خاتمہ کر دیا۔ نیز یہ کہ اہلِ مدینہ کو جنگ کرنے کا قطعاً سلیقہ نہیں تھا۔ اور دنیا میں کبھی جنگی

marfat.com

لحاظ سے ایسی کمزور و عقیم کاروائی کہیں بھی نہیں کی گئی جسقدر اہل مدینہ نے کی تھی۔ گویا وہ فن عسکریت سے قطعی طور پر نابلد تھے اور پھر مدینہ منورہ میں انصار ہی کے ایک بڑے قبیلے کی صورت میں ایک ایسی پارٹی موجود تھی جو حکومت کی خیرخواہ تھی۔ اور فسادیوں کے خلاف تھی اور انہوں نے موقعہ ملتے ہی حکومت کا فوج کو گھروں سے گزرنے کے لئے راستہ دیکر حق غلامی ادا کر دیا تھا۔ نیز یہ بھی کہ اہل مدینہ کی عسکری قوت بھی کمزور تھی اور وہ فن حرب میں ماہر نہ ہونے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں پانچ سات لوگوں کے قتل کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پھر مسلم نے بھی لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور امن و امان بحال ہو گیا۔

حالانکہ یہ سب کچھ قطعی طور پر جھوٹ بکواس اور تاریخ کے ساتھ گھٹیا سے مذاق کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اب تک جو واقعات ہم نے کتب تاریخ و احادیث وغیرہ سے نقل کئے ہیں۔ ان میں صاف طور پر ظاہر ہے کہ اہلِ مدینہ شہرِ محبوب کو خونخواروں سے بچانے کے لئے پوری جرأت و جوانمردی سے لڑے اور اس وقت تک دشمنوں کے مقابلہ میں صف آراء رہے جب تک کہ ان کے مقدس خون کا آخری قطرہ تک نہیں بہہ گیا اور اگر مروان وغیرہ نے یزید کے جاسوس ہونے کا فریضہ نہ ادا کیا ہوتا تو یزید کا شیطانی لشکر یا تو ختم کر دیا جاتا یا پھر تھک ہار کر واپس چلا جاتا۔ اہلِ مدینہ نے سپہ سالارِ اعظم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے فن سپہ گری کا پورا پورا مظاہرہ کیا تھا۔ یعنی مدینہ منورہ کے گرداگرد تین سمتوں میں ناقابل تسخیر خندق کھود رکھی تھی۔ جو مضبوط ترین شہر پناہ سے کسی طرح بھی کم نہیں تھی۔ اور انہیں حرہ کی طرف سے دشمنوں کے حملہ کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔ کیونکہ ادھر حفاظتی دستوں کا دباؤ اس قدر زیادہ تھا کہ دشمن ادھر آنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ اگر انہیں یہ معلوم نہ

جاتا کہ ادھر خندق نہیں ہے۔ اور یہ صرف مروان وغیرہ کی غداری اور وعدہ خلافی کا نتیجہ تھا۔ کہ یزید کے سپہ سالار کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ ادھر خندق نہیں ہے اور شاید عباسی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت جو جنگِ احزاب لڑی گئی اُس میں اس طرف خندق نہیں کھودی گئی تھی۔ کیونکہ حرّہ کسی نرم ونازک زمین کا نام نہیں بلکہ پورے کے پورے سنگستان اور پتھریلی زمین کا نام ہے۔ جبکہ جبل سلع کے عقب میں زمین نرم ہے اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں کوئی پتھر بھی نظر آجاتا ہے۔ مگر مقامِ حرّہ تو تمام کا تمام پتھروں سے اٹا پڑا ہے۔

بہرحال اہلِ مدینہ کا عسکری نظام قطعاً کمزور نہیں تھا اور اُن کی شکست کی وجہ صرف مروان وغیرہ کی غداری ہے۔ اور عباسی نے محض جھوٹ اور بکواس کا طومار باندھا ہے۔

اور یہ بھی قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے مُسلم بن عقبہ نے بحکم یزید اہل مدینہ کے ساتھ انتہائی وحشیانہ سلوک کیا اور درندگی کی انتہا کر دی حتّٰی کہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر شہید کر دیا گیا۔ اور اس قدر بربریت کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ کے اوراق اب تک کانپ رہے ہیں اور اہلِ مدینہ کے قتل پر اس قدر اسراف اور زیادتی تھی کہ اُسے مُسلم کی بجائے مُسرف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نیز عباسی کی بے حیائی کی اس سے بڑھ کر شاید کوئی مثال نہ پیش کی جا سکے کہ وہ ایک ایسے خونخوار اور وحشی درندے کی صفائی یُوں پیش کر رہا ہے کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے نہایت شفقت وہمدردی سے مدینۃ الرسول کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا تھا۔ عرشِ اعلیٰ سے بھی نازک مقام اور بہشت بریں سے زیادہ مقدس گلیوں میں خون کی ندیاں بہا رہا تھا اس کے ساتھ صحابی اور تابعی تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

اب ہم قارئین کرام کو واقعہ حرّہ کی چند مزید روایات سے روشناس کراتے ہیں
درج ذیل واقعات سید المحدثین شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب
جذب القلوب سے پیش کیے گئے ہیں۔ آپ نے اپنی یہ کتاب وفا الوفا (تاریخ
مدینہ مؤلفہ علامہ سمہودی) سے تلخیص فرمائی ہے۔

جذب القلوب خوارج کے معتمد ترین مؤرخ بلاذری کے استاد اور مشہور مؤرخ علامہ واقدی کتاب حرّہ میں ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں۔

کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے۔ جب حرّہ زہرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے سمجھا شائد حضور کو معلوم ہو گیا کہ اس سفر کا انجام مدّعا کے موافق نہ ہو گا۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے کیا ملاحظہ کیا جو استرجاع فرمایا آپ نے فرمایا ایسا کوئی امر نہیں جو تمہارے اس سفر سے متعلق ہو۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ پھر کیا چیز ہے؟ ہم بھی جان لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس حرّہ سنگستان میں میری امت کے بہترین لوگ میرے صحابہ کے بعد شہید ہوں گے۔ ایک اور روائت میں آیا ہے کہ جس وقت آپ اس مقام پر پہنچتے تھے تو اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس حرّہ میں میری امت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ مدینہ منوّرہ کے مشرقی سنگستان میں بہت سے مقتول ہوں گے جن کے چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

(بحوالہ جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۴
مؤلفہ امام المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

marfat.com

لرزہ خیز داستان

رئیس المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی امام قرطبی کے حوالہ سے مزید یہ نقل فرماتے ہیں۔

کہ یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ المری کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کو بھیجا تاکہ اُن لوگوں کو مدینہ منورہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ چنانچہ مسلم نے تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی کر کے دادِ بے دینی دی۔ اسی سبب سے اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں۔ اس واقعہ کا وقوع ورقم حرہ میں ہوا۔ یہ جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین وانصار اور علماء تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ سات سو حافظ قرآن اور قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کیا ڈالا۔

فسق وفساد اور زنا کو مباح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے زنا کی اولاد جنی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑوں کو جولانی دیتے تھے اور غضب کی بات سنیئے کہ روضہ شریف اور منبر شریف کی درمیانی جگہ جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یہاں پر اُن کے گھوڑے پیشاب کرتے تھے۔ اور مسلم بن عقبی لوگوں کو یزید پلید کی بیعت اور اُس کی غلامی کے عہد پر اس طرح آمادہ کرنا چاہتا تھا کہ اگر وہ چاہے تو تمھیں بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کر دے خواہ وہ اللہ جل جلالہ کی اطاعت پر بلائے اور خواہ گناہ معصیت پر جبر واکراہ کرے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۶)

ممکن ہے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالہ سے پیش کی گئی ان عبارات کو تسلیم کرنے سے خارجیوں کو کچھ تامل ہو اس لئے ظلم وستم کی یہی داستان ہم البدایہ والنہایہ کی

marfat.com

چند تحریروں کی صورت میں بھی پیش کر دیتے ہیں اور ہم یہ روایات پیش کرتے وقت خاص طور پر اس بات کا بھی خیال رکھیں گے ۔ کہ تاریخ طبری کے غالی راوی ابومخنف کی بیان کردہ کوئی روایت نہ بیان کی جائے ۔ کیونکہ عباسی " ابومخنف اور امام طبری سے بہت الرجک[1] ہے ۔

بلکہ ہم مزید کوشش کریں گے کہ البدایہ والنہایہ سے بھی محض اس راوی سے زیادہ روایات بیان کی جائیں جو عباسی کے نزدیک لائق اعتماد اور ثقہ ہو ۔

اور وہ راوی " المدائنی " ہیں ۔ جن کے متعلق اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے :۔

بلاذری نے المدائنی جیسے قدیم اور ثقہ راوی سے یہ روایت نقل کی ہے ۔

(خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۳)

ہمیں یقین ہے کہ اگر بلاذری کی کسی روایت میں زور پیدا کرنے کے لئے المدائنی کو قدیم اور ثقہ راوی تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔

تو ابن کثیر کا ان سے روایت بیان کرنا ان کو غیر ثقہ اور جدید راوی نہیں بنا سکے گا ۔ چنانچہ آپ اب عباسی کے ثقہ اور قدیم راوی کی زبان سے جنگ حرہ میں پیش آنے والے ان اندوہناک واقعات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں جو ہم شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف مبارک[1] جذب القلوب سے پیش کر چکے ہیں ۔

قال المدائنی عن ابی قرة قال قال هشام بن حسان ولدت الف امرأة من اهل المدينة بعد وقعة الحرة من غير زوج وقد اختفى جماعة من سادات الصحابة منهم جابر بن عبد الله ۔

البدایہ والنہایہ $\frac{۲۲۱}{۸}$

---

[1] بقول خارجی عباسی

marfat.com

مدائنی ابی قرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن حسان نے کہا کہ واقعہ حرہ میں اہلِ مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے حرامی بچوں کو جنم دیا اور ساداتِ صحابہ سے ایک جماعت جن میں جابر بن عبداللہ بھی تھے نے چھپ کر جان بچائی۔

قال المدائنی وجیٔ الی مسلم بسعید بن مسیب فقال له بائع ؟ فقال ابائع علی سیرۃ ابو بکر و عمر، فأمر بضرب عنقه فشهد رجل انه مجنون فخلی سبیله۔ (البدایہ والنھایہ ۲۲۱/۲)

مدائنی کہتے ہیں کہ جب حضرت سعید بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا بیعت کرو گے؟ سعید بن مسیب نے کہا کہ میں سیرتِ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت کروں گا۔ مسلم نے کہا اس کی گردن اڑا دو تو مدینہ منورہ کے ایک شخص نے یہ گواہی دیکر کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ آپ کی جان بچائی۔

وقال المدائنی عن شیخ من اهل المدینة قال سألت الزهری کم کان القتلی یوم الحرہ؟ قال سبعمائة من وجوه الناس من المهاجرین والانصار ووجوه الموالی من حر وعبد وغیرهم عشرة آلاف وانتهبوا المدینة ثلاثة ایام۔ البدایہ والنھایہ ۲۲۲/۲

اور مدائنی مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ظاہری سے پوچھا گیا کہ یوم الحرہ میں قتل ہونے والوں کی تعداد کیا تھی کہا مہاجرین و انصار سے سات سو آدمی شہید ہوئے اور دیگر آزاد و غلام اور موالی جو قتل ہوئے ان کی تعداد دس ہزار ہے اور تین روز مدینہ منورہ کو لوٹا گیا۔

واقعاتِ حرہ کی دردناک تصویر ابھی باقی ہے یزید پلید کے مکروہ چہرے کے خدوخال ابھی پورے طور پر نمایاں نہیں ہو سکے۔ ہمیں پورے طور پر اعتراف ہے کہ ابھی متعدد سوال تشنۂ جواب ہیں جنہیں انشاء اللہ العزیز شہید ابن شہید حصہ سوم میں زیر بحث لایا جائیگا فی الحال مختصر طور پر عباسی کے ایک سوال کا جواب ملاحظہ فرمائیے کہ مدینہ والوں کو قتل مدینہ والوں نے کیا تھا یا اس کا ذمہ دار یزید پلید ہے۔

marfat.com

مدینے والوں کے قاتل، مدینے والے تھے؟

قارئین کو یاد ہوگا کہ "اہل مدینہ پر کئے جانے والے مظالم اور ستم آرائیوں کی تمام تر ذمہ داری عباسی کے نزدیک اہل مدینہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور وہ اس حدیث کا اطلاق مدینہ والوں پر ہی کرتا ہے۔ جس میں ہے کہ جس نے مدینہ والوں کو خوفزدہ کیا اس پر خدا تعالیٰ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ عباسی کی مسلسل کذب بیانیوں اور شعبدہ بازیوں میں یہ بھی ایک بدترین جھوٹ ہے۔ کہ اس حدیث کا مصداق ان لوگوں کو ہی قرار دے دیا۔ جن کی حرمت کو محفوظ رکھنے کیلئے رسولِ غیب دان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد بھی فرمایا اور دیگر متعدد طریقوں سے بھی دنیا والوں کو متنبہ کر دیا تاکہ کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ زیادتی کا تصور بھی نہ کر سکے۔ مگر عباسی کے شاطرانہ ذہن کی داد دیجئے۔ کہ وہ ایک طرف تو مظلوم کو ہی ظالم ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے اور دوسری طرف ظالم و قاتل کے دامن پر مظلوم کے خون کے دھبوں کو اپنے دل کی سیاہی میں چھپا لینے کی سعیٔ نامشکور کر رہا ہے۔

بہرحال آپ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جن میں اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے اور اذیت دینے والوں کے بارے میں حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات ہیں۔ اور پھر جلیل القدر محدثین کے اقوال ملاحظہ کریں جن کی روشنی میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ وعیدیں کن لوگوں کے بارے میں ہیں اور کون کون ان کی زد میں آیا۔

اب فیصلہ ہوتا ہے

عن سعد رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما انماع الملح فی الماء۔ بخاری ۲۵۲/۱

حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرے گا۔ وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

marfat.com

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال المدینۃ حرم من کذا الی کذا
لا یقطع شجرھا ولا یحدث فیھا حدث
من احدث فیھا حدثا فعلیہ لعنۃ اللہ
والملائکۃ والناس اجمعین (بخاری ۲۵۱/۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مدینہ منورہ
فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے نہ یہاں کوئی
درخت کاٹا جائے اور نہ کوئی نئی بات کی جائے جو شخص یہاں
نئی بات کریگا اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سب آدمیوں
کی لعنت ہے

وروی النسائی من حدیث السائب
بن خلاد رفعہ من اخاف اھل المدینۃ
ظالما لھم اخافہ اللہ وکانت علیہ
لعنۃ اللہ

فتح الباری ۲۳۵/۴

سائب بن خلاد کی حدیث کو نسائی نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ
پر ظلم کرتا ہے اور ان کو خوفزدہ کرتا ہے
تو وہ خدا تعالیٰ کو خوفزدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
کی اس پر لعنت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اذی اھل المدینۃ اذی اللہ
وعلیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین (فیض القدیر ۱۹/۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل مدینہ کو ایذا دینے والے
اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ
کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی
لعنت ہے۔

اخبرنی عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبیر قال سمعت
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال آیۃ الایمان حب الانصار
وآیۃ النفاق بغض الانصار
بخاری شریف

عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے سنا کہ ایمان کی نشانی انصار کی محبت
اور منافقت کی نشانی بغض انصار
ہے۔

marfat.com

عن ابی عبد الله قراظ یقول سمعت
ابا هریرة وسعدا یقولان قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم
بارك لاهل المدینة فی مدهم و
ساق الحدیث وفیه من اراد اهلها
بسوء اذابه الله کما یذوب الملح
فی الماء مسلم شریف ۴۴۵/۱

حضرت ابو عبداللہ قراظ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
ابوہریرہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا کہ "یا اللہ
مدینہ والوں کے پیمانے میں برکت عطا فرما اور
جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرتا ہے
تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دیتا ہے جس طرح
نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

عن جابر رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم من
اخاف اهل المدینة اخافه الله
وکانت علیه لعنة الله
فیض القدیر ۴/۲ مسلم شریف ۴۴۴/۱
فتح الباری ۲۳۵/۱ البدایة والنهایة ۲۲۴/۸

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو اہل مدینہ کو ڈراتا ہے
وہ اللہ تعالیٰ کو ڈراتا ہے۔
اور اس پر اللہ تعالیٰ کی
لعنت ہے۔

اس ضمن میں مزید روایات بھی کتب احادیث میں موجود ہیں۔ تاہم اختصار سے کام لیتے ہوئے انہی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے اب آپ فیصلہ ملاحظہ فرمائیں!

marfat.com

یہ فیصلہ ہے

خارجی عباسی کا یہ دعویٰ قارئین بھولے نہیں ہونگے کہ یہ تو سب ہی کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنیوالے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا کس نے تھا؟ اور ساتھ ہی یہ ہوائی چھوڑدی کہ اہل مدینہ کو یزید وغیرہ نے خوفزدہ نہیں کیا بلکہ یہ تمام مظالم مدینہ والوں نے خود ہی مدینہ والوں پر ڈھائے ہیں۔

اب اس دجال اعظم اور دماغ العقل کو کون سمجھائے کہ تمہارا یہ استدلال تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے کیونکہ ان تمام روایات میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اہل مدینہ کا اہل مدینہ کیساتھ برائی کا ارادہ موجب لعنت ہے۔ بلکہ ایک ایک جملہ میں قطعی طور پر اہلیان مدینہ کو مخصوص کر کے فرمایا گیا کہ ان کیساتھ مدینہ منورہ سے باہر رہنے والا کوئی شخص زیادتی نہ کرے۔ اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا و مقصود ہی یہ تھا کہ میرے شہر میں بسنے والے باہر کے مفسدین سے مامون و محفوظ رہیں اور یہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ یزیدی افواج کے سپاہی سب کے سب مصر شام اور حمص وغیرہ کے رہنے والے تھے اور انمیں ایک شخص بھی مستقل طور پر مدینہ منورہ کا رہائشی نہیں تھا سوائے خاندانِ مروان کے جو پہلے ہی مستحقِ لعنت قرار دیئے جا چکے تھے۔ اور انکو بھی اس واقعہ کے بعد مدینہ منورہ کی سکونت ترک کرنے ہی میں عافیت نظر آئی کیونکہ دائرہ رحمت میں لعنتی لوگوں کا رہ جانا ممکن ہی نہیں تھا۔ بہرحال یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اہل مدینہ پر اہل مدینہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ یزید اور اسکی بھیجی ہوئی شریر افواج نے کیا تھا۔

اس واضح ترین واتفاقی استدلال کے بعد اب محدثین کرام کا فیصلہ ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے ان روایات کی شرح کرتے وقت کیا ہے۔

marfat.com

ان روایات میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واضح ارشاد موجود ہے کہ جس نے اہلِ مدینہ سے برائی کا ارادہ کیا یا ان پر ظلم کیا اور انہیں خوفزدہ کیا تو وہ اسطرح گھل گھل کر مر جائیگا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اب دیکھئے کہ گھُل گھُل کر کون مرا

چنانچہ ان روایات کی شرح میں علامہ کرمانی اور علامہ عینی شارحانِ بخاری واضح طور پر یہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ پر ظلم ڈھانے کی سزا کے طور پر فرمانِ رسول کے مطابق مُسلم بن عقبہ اور یزید بن معاویہ جلد ہی ایسی اذیت ناک موت مر گئے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

کرمانی شرح بخاری

یعنی من اراد المکر بھم لایمھلہ اللہ ولم یمکن لہ کما انقضی شأن من حاربھا ایام بنو امیۃ مثل مُسلم ابن عقبۃ فانہ ھلک منصرفہ عنھا ثم ھلک مرسلہ الیھا یزید بن معاویۃ وعلی اثر ذالک (کرمانی شرح بخاری ۹/۴۸)

یعنی مدینہ والوں سے مکر کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ڈھیل نہیں دے گا اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔ جیسا کہ بنو امیہ کے دور میں مدینہ والوں سے لڑائی کرنے کا حال ظاہر ہے مثل مُسلم بن عقبہ کے کہ وہ واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا۔ پھر اسکو بھیجنے والے یزید بن معاویہ کی ہلاکت بھی اس کی دلیل ہے۔

عمدۃ القاری شرح بُخاری

وقال النووی اراد المکر بھم یمھلہ اللہ ولم یکن لہ کما انقضی شأن

من حاربها ایام بنی امیة مثل مسلم عقبة فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك

مرسله الیها یزید بن معاویه علی اثر ذالك (عمدۃ القاری شرح بخاری ۲۴۳/۱۰ مطبوعہ بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ کی اس عبارت کا مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو آپ علامہ کرمانی کی عبارت کے ترجمہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب عباسی کے خاص معتمد اور شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی کی عبارت بھی ملاحظہ فرمالیں

فتح الباری شرح بخاری المراد لمن ارادها فی الدنیا بسوء وانه لا یمهل بل یذهب سلطانه عن قرب کما وقع لمسلم بن عقبه وغیره ' المراد من کادها اغتیالا وطلبا لغرتها فی غفلة فلا یتم له امر بخلاف من اتی ذالك جهارا کما استباحها مسلم بن عقبه وغیره فتح الباری شرح بخاری ۲۳۵/۲

اب آپ مشکوٰۃ شریف میں آنیوالی اسی حدیث پاک کی شرح شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی تحریر کیصورت میں ملاحظہ فرمائیں۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ

وعن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء"

مندرجہ بالا حدیث نقل کرنیکے بعد شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

بد سگالی نکند و ایذا نکند اہل مدینہ را ہیچ یکے مگر آنکہ از دو فانی گردد عنقریب چنانچہ میگداز د نمک در آب ہمچنانکہ ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ دراندک فرصت ہلاک شد و بعقاب الٰہی و الم دق و سل بگدافت و فانی شد۔ متفق علیہ اشعۃ اللمعات ۳۹۵/۲

ترجمہ :۔ کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی نہیں کریگا اور انہیں اذیت نہیں دیگا حتیٰ کہ ایسا کرنیوالا بہت جلد اس طرح گھل کر رہ جائیگا جسطرح پانی نمک میں گھل جاتا ہے چنانچہ اس کا حال ظاہر ہے کہ یزید پلید واقعہ حرہ کے تھوڑا عرصہ بعد ہی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا اور دق اور سل کے مرض میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

marfat.com

بتاتا کیوں نہیں؟

عباسی کا دعویٰ تھا کہ یہ تو بتاتے ہیں کہ اہل مدینہ پر ظلم کرنیکی سزائیں مقرر ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا کہ ان پر ظلم کیا کس نے تھا، کیونکہ مدینہ والوں پر ظلم یزید نے نہیں بلکہ مدینہ والوں ہی نے کیا تھا۔ حالانکہ محدثین نے واشگاف الفاظ میں پہلے ہی فرما رکھا ہے کہ اہل مدینہ پر ظلم کرنے والا یزید پلید اور اسکا ساتھی مسرف بن عقبہ تھا اور اپنے اس ظلم و تشدد کی سزا بھی ان دونوں کو فوراً ہی مل گئی اور رسولِ برحق کا فرمان پورا ہو کر رہا بلکہ محدثین تو ان دونوں ملعونوں کی ہلاکت کا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہونے کی گواہی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ حدیث کا فتویٰ

انہی روایات کے پیش نظر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو ملعون قرار دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ والوں سے برائی کرنیوالوں کو ملعون قرار دیکر یہ بعد فرمایا ہے اُن پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر یہ روایات نقل کرنیکے بعد امام احمد بن حنبل وغیرہ کا عقیدہ واشگاف طور پر اس طرح لکھتے ہیں۔

وھو روایۃ عن احمد بن حنبل اختارھا الخلال وابوبکر عبد العزیز والقاضی ابو یعلیٰ و ابنہ القاضی ابو الحسین وانتصر لذالک ابو الفرج بن الجوزی مصنف مفرد وجوب لعنتہ

(البدایہ والنھایہ جلد ھشتم صفحہ ۲۲۳)

حافظ ابن کثیر ایک فیصلہ کن مزید حدیث بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ پر ظلم کرنیوالے اور خوفزدہ کرنیوالے کی قیامت تک کسی قسم کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔

عن السائب ابن الخلاد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اخاف اھل المدینۃ ظلما اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ من یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا۔ البدایہ والنھایہ ۸/۲۲۳

marfat.com

قاتل کی گواہی عباسی کہتا ہے کہ اہل مدینہ نے اہل مدینہ کو قتل کیا مگر اہل مدینہ کا قاتل اقرار کرتا ہے کہ میں مدینہ والوں کا دشمن ہوں چنانچہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں نے جب یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید پلید مُسرف کے پاس آیا اسکو دیکھا کہ فالج کے مرض میں گرفتار بستر ہلاکت پر پڑا ہوا ہے یزید نے کہا اگر تجھ میں یہ ضعف اور مرض نہ ہوتا تو اس لڑائی کا حکم اور والی تجھ کو بناتا کیونکہ میرے باپ معاویہ نے مرض موت میں یہ وصیت کی تھی کہ اہل حجاز سے کوئی لڑائی درپیش آئے تو اسکی تدبیر مُسلم بن عقبہ کے ذریعہ سے کرنا۔ یہ سُن کر مُسرف اٹھ بیٹھا اور کہا کہ تجھے خدا کی قسم ہے اگر تونے کسی اور کے یہ کام سپرد کیا۔ اسلئے کہ اس کام میں اہل مدینہ کا دشمن میرے سوا کوئی نہیں ہو سکتا (جذب القلوب ص ۱۴۷)

مُسلم بن عقبہ کا انجام قارئین یہ تو جان ہی چکے ہیں کہ قاتل خود اقبال جرم کرتا ہے کہ میں قاتل ہوں اور خارجیوں کے نابنجار وکلاء اسکی صفائی پیش کر رہے ہیں۔ بہرحال آخر پر مُسلم بن عقبہ کا انجام بھی ملاحظہ فرمائیں جسے جلیل القدر صحابی کے طور پر متعارف کروایا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ اس نے مدینۃ الرسول میں رسُول اللہ کی صحبت کا فیضان حاصل کیا تھا وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والے شرارتیں اور بغاوتیں کریں۔ بہرحال مُسلم بن عقبہ کا انجام ملاحظہ کریں۔

جذب القلوب اہل مدینہ کے قتل وغارت کے بعد مُسرف نے ارادہ کیا کہ اب عبداللہ بن زبیر کو تباہ کر دوں اس مقصد کیلئے مکہ معظمہ کو چلا لیکن دو تین دن کے بعد وہ جس مرض میں مبتلا تھا اسی میں مر گیا۔

مدینہ منورہ کے ایک مقتول کی ماں نے قسم کھا رکھی تھی کہ اگر قدرت پاؤنگی تو مسرف کو زندہ یا مُردہ جلا دوں گی۔ چنانچہ اس عورت کو مسرف کی موت کی اطلاع ہو گئی تو اس نے اسکی قبر کھود ڈالی جب اسکی قبر کو کھولا تو اس میں ایک اژدھا دیکھا جو مسرف کی گردن سے لپٹا ہوا تھا اور اس کے ناک کی ہڈی منہ میں لیکر چوس رہا تھا لوگ اسکی یہ حالت دیکھکر ڈر گئے اور عورت سے کہا کہ قادر مطلق نے اسکے اعمال کی سزا دیدی اور تو اب انتقام نہ لے اس کیلئے اتنا عذاب ہی کافی ہے مگر وہ عورت نہ مانی اور کہا کہ اسے پاؤں کی طرف سے نکالو مگر جب اسکے پاؤں کیطرف دیکھا تو وہاں بھی ایک اژدہا لپٹا ہوا تھا اس عورت نے دُعا کی کہ الٰہی مجھے میری قسم پوری کرنیکی توفیق عطا فرما پھر ایک لکڑی اس اژدہا کی دم پر ماری تو وہ اسکے سر جدا ہو گیا پھر مُسرف کی لاش نکال کر دار پر کھینچا گیا پھر اسکی لاش پر پتھر برسائے گئے اور آخر پر جلا دیا گیا۔ جذب القلوب ص ۱۴۹

* ہے عباسی کے نزدیک جلیل القدر صحابی کا انجام۔ عبرت ہے اہل نظر کیلئے

marfat.com

باب چہارم

تصویرِ حسین علیہ السلام

الحسین منی و انا من الحسین

marfat.com

آیتِ مباھلہ میں امام حسینؑ شامل نہیں ہے؟

شہزادۂ گلگوں قبا امامِ مظلوم سیدنا امام حسین علیہ السلام اور دیگر اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عباسی وغیرہ کی دشمنی اور عداوت کی انتہا یہ ہے کہ کوئی ایسی آیت اور حدیث جس میں اس مقدس خاندان کی شان وعظمت کا اظہار ہوتا ہے ان کے معیارِ تحقیق پر پوری نہیں اترتی حتیٰ کہ وہ آیات واحادیث جن پر مفسرین ومحدثین کا اجماع ہے کہ جناب حسنین کریمین اور اُن کے والدین کی شان میں ہے۔ اُن کے نزدیک ناقابلِ قبول اور موضوعات کا پلندہ ہیں۔

اس کتاب کے باب اوّل میں آپ اِن خوارج کی یہ تحریریں پڑھ چکے ہیں۔ جن میں "آیت مباہلہ اور آیت تطہیر میں امام حسین علیہ السلام کو شامل کرنا دلیلِ رافضیت کہا گیا ہے اور بزعم خویش یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انکا اطلاق مذکورہ بالا مقدس نفوس پر ہو ہی نہیں سکتا۔

جیسی رُوح ویسے فرشتے

چنانچہ آیت مباہلہ کے متعلق محمد عبدہ اور رشید رضا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مباہلہ تو ہوا ہی نہیں تھا۔ اِس لئے یہ غیر ممکن ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی المرتضیٰ حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرات حسنین کریمین علیہم السلام کو ساتھ لیکر نصاریٰ پر لعنت کرنے آتے اور اِنہی دونوں کے حوالہ سے یہ دلیل بھی دی ہے کہ نصرانی تو اپنے ساتھ اپنی عورتیں اور بچے لائے ہی نہیں تھے پھر حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ضرورت تھی کہ آپ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر نکل آتے۔

اور پھر آخری تان اس بات پر توڑی ہے کہ نِسَآءَنَا کا اطلاق اپنی بیٹی پر کوئی عرب کر ہی نہیں سکتا کیونکہ لغت عرب اس کی اجازت ہی نہیں دیتی اور پھر نواسوں کو اَبْنَآءَنَا (بیٹے) کہہ دینا تو بالکل ہی غلط بات ہے۔ اس آیت کا کسی طریقے سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

marfat.com

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

جیسی روح ویسے فرشتے کے مصداق عباسی کو پوری دنیائے اسلام میں دو ایسے مفسّر مل ہی گئے جن کے استدلال سے عباسی کے اہانت اہلبیت کے منصوبہ کو کچھ نہ کچھ تقویت مل گئی جہاں تک ان دونوں نومولود مفسروں کے حدود اربعہ کا تعلق ہے وہ تو صرف یہ ہے کہ یہ دونوں اس صدر کے سرپھرے ہیں، محمد عبدہ استاد ہے اور رشید رضا شاگرد ہے۔ قارئین کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ عباسی کے بیان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مفسّر ہیں، مگر حقیقت یہ نہیں بلکہ محمد عبدہ کی تفسیر کو رشید رضا نے جمع کیا ہے۔ اور یہ ایک ہی تفسیر ہے جسے دو مفسروں کے نام سے پیش کیا گیا محمد عبدہ جسے رشید رضا اپنا امام اور اپنا استاد بتاتا ہے مصر کا وہ مفسّر ہے جس کی تفسیر کا اکثر حصّہ تفسیر بالرائے پر مشتمل ہے اور تفسیر بالرائے نہ صرف یہ کہ باطل ہے، بلکہ کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ ہم اسکی تفسیر کے نمونے تو کسی دوسری کتاب میں پیش کریں گے یہاں صرف اسی آئت کے تحت اس کی ایک دلچسپ بددیانتی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

آپ اس کا یہ مؤقف تو پڑھ ہی چکے ہیں کہ مباہلہ تو ہوا نہیں اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور کسی کو ساتھ لیکر مباہلہ کے لئے تشریف لاتے جبکہ نصرانیوں کے بچے اور عورتیں بھی ساتھ نہیں تھیں۔

اب مباہلہ ہوگیا

اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ زیر آئت لکھتا ہے کہ جناب حیدر کرار جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب حسنین کریمین کو مباہلہ میں شامل کرنا تو شیعوں کا کام ہے البتہ اصل بات یہ ہے کہ مباہلے کے وقت حضرت ابوبکر صدیق اور انکی اولاد حضرت فاروق اعظم اور ان کی اولاد حضرت عثمان ذوالنورین اور ان کی اولاد اور حضرت علی اور انکی اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین آئے تھے۔

marfat.com

روائت کا عربی متن ہے :۔

قال فجاء بابی بکر و ولدہ و بعمر و ولدہ و بعثمان و ولدہ و بعلی و ولدہ و الظاہر ان الکلام فی جماعۃ المومنین ۔

(تفسیر منار الایمان جلد سوم ص ۳۲۲ مولفہ محمد عبدہ مرتبہ رشید رضا)

کہا پس آئے ساتھ ابی بکر اور انکی اولاد کے، ساتھ عمر اور انکی اولاد کے اور ساتھ عثمان اور انکی اولاد کے اور ساتھ علی اور اُن کی اولاد کے یہ کلام ظاہر ہے مومنوں کی جماعت میں ۔

قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ وہ تمام تر دلائل جن سے ثابت کیا گیا کہ مباہلہ ہوا ہی نہیں نساءنا سے بیٹی مراد نہیں لی جا سکتی اور ابناءنا میں نواسوں کو شامل کر لینے کا کوئی جواز موجود ہی نہیں وغیرہ وغیرہ سب ہی باطل قرار دے دیئے، اور پھر یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کی اولادیں بھی اس مباہلہ میں شامل تھیں تو اب ان دلائل کا کیا بنے گا جن کی رو سے خاندانِ اہلبیت کو آیت مباہلہ سے خارج کیا گیا ہے حالانکہ اس روائت میں یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ اصحابِ ثلاثہ کے ساتھ علی اور اُنکے بیٹے بھی تھے ۔

حقیقت صرف یہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ چونکہ یہ تمام کا تمام افسانہ خود ہی تیار کیا گیا تھا اور اس کی کچھ اصل کتبِ احادیث و تفاسیر میں موجود ہی نہ تھی۔ اس لئے اس کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ کس طرح ہو سکتی ہے ۔

بہرحال ہم عباسی کی تلاش کی داد ضرور دیں گے جس کو علمائے سلف و خلف کی سینکڑوں تفاسیر ٹھکرانے کے صلہ میں ایک ایسی تفسیر مل ہی گئی جس کا کچھ حصہ نقل کر کے شان اہلبیت کی تنقیص کرنیکا فریضہ سرانجام دے لیا ۔

ابنِ تیمیہ بھی شیعہ ہو گیا

اس سے پہلے کہ ہم متعدد کتب احادیث و تفاسیر سے آیتِ مباہلہ کی تشریح بیان کریں قارئین کرام کو

marfat.com

یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آئتِ مباہلہ اور آئتِ تطہیر کے معاملہ میں عباسی وغیرہ نے ابنِ تیمیہ جیسے غالی اور متشدد شخص کا بھی ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کی کتابوں کا اکثر حصہ ابنِ تیمیہ کے ہی استدلال کا مرہونِ منت ہے اور یہ صرف اسی ایک شخص کی تحقیق کو اب تک منبعِ حق و صداقت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ان آیات کی تفسیر کرتے وقت دانستہ طور پر ابنِ تیمیہ کی تحقیق کو بھی ٹھکرا دیا اور یہ جملے لکھ کر کہ ان آیات میں اہلبیت کو شامل کرنے کی روایات شیعوں کی وضع کردہ ہیں۔ اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ اہلبیت کے حق میں ہیں شیعیت کی دلیل ہے نادانستہ طور پر ابنِ تیمیہ کو بھی شیعہ بنا دیا۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ باوجود اپنے فطری تشدد اور عداوت اہلبیت کے ان ہر دو آئتوں میں جناب حیدر کرارؓ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور آپکے مقدس بیٹوں کو شامل سمجھتا ہے حالانکہ اُس نے شانِ اہلبیتؑ میں آنے والی ایک ایک آئت اور ایک ایک حدیث کو کمزور ضعیف اور بناوٹی وغیرہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے، اور ایک ایک روائت کی گردن پر اپنے سنگدل قلم کا خونی خنجر پھیرتا چلا گیا ہے۔

ابنِ تیمیہ اور آیتِ مباہلہ

باوجود اس کے کہ ابنِ تیمیہ نے خانوادۂ رسولؐ کی توہین و تنقیص میں پورا زور صرف کر دیا ہے۔ وہ آئتِ مباہلہ کے متعلق لکھتا ہے۔

ان یقال اما اخذ علیا والحسن والحسین فی المباھلۃ فحدیث صحیح رواہ مسلم عن سعد بن ابی وقاص قال فی حدیث طویل لما نزلت ھذہ الآئت "فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ" دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا وفاطمۃ

وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی ولکن لا دلالۃ فی ذالک علی العصمۃ ولا علی الافضلیۃ منہاج السنۃ جلد چہارم ص۳۴ ابن تیمیۃ

ترجمہ اور جو کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) مباہلہ میں علی اور حسین وحسن علیہم السلام کو

marfat.com

تو ساتھ لیا تو یہ حدیث صحیح ہے جسے مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث کی صورت میں روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ پس فرمایا آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے گھر والے ہیں

ولیکن یہ روائت اہلبیت کی امامت اور افضلیت پر دلالت نہیں کرتی۔

اگرچہ ابن تیمیہ نے آخری سطر میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑ ہی لئے ہیں اور یہ لکھ دیا کہ یہ روائت تو بالکل درست اور صحیح ہے مگر اس سے اہلبیت کی افضلیت کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہوتی۔

یہ بحث تو الگ نوعیت کی حامل ہے کہ اس میں دلیلِ افضلیت ہے کہ نہیں۔ بہر حال ابن تیمیہ جیسے غالی شخص نے بھی اس روائت کو قطعی طور پر درست تسلیم کیا ہے کہ نزولِ آیتِ مباہلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا اور جناب حسن و حسین کو ساتھ لیکر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

مگر یہاں پر تو عباسی نے ابن تیمیہ کی بھی گردن توڑ کر رکھدی ہے اور یہ اعلان کر دیا کہ مذکورہ نفوسِ قدسیہ کسی طور پر بھی آیت مباہلہ میں شامل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی حضور سرورِ کائنات لغت عرب کے خلاف کر کے نساءنا میں اپنی بیٹی اور ابناءنا میں اپنے نواسوں کو شامل کر سکتے ہیں۔

کیا یہ سب شیعہ ہیں؟

اگرچہ ابن تیمیہ کا یہ بیان عباسی وغیرہ کے لئے حجت ہونا چاہیئے کیونکہ ان کی تمام تر خرافات کا مدار ابن تیمیہ ہی کے منہاج و مسلک پر ہے۔ تاہم قارئین کرام کی دلچسپی اور معلومات کے لئے ہم اس ضمن میں مزید متعدد حوالے کتب معتبرہ سے پیش کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ خارجیت کا دامن ایمان و انصاف اور حق و دیانت سے یکسر خالی ہے اور یہ لوگ محض خاندانِ

marfat.com

رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت کے پیشِ نظر من گھڑت استدلال پیش کرتے ہیں اور بوقت ضرورت اُن کتب معتبرہ کا بھی انکار کر دیتے ہیں جنہیں پوری شدّ و مد سے خود بھی عظیم تصانیف تسلیم کرتے ہیں۔

بہر حال آیت مباہلہ کے متعلق متعدد کتابوں کے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین فیصلہ کر سکیں کہ کیا یہ سب مفسرین و محدثین شیعہ ہیں یا عباسی کا دماغ خراب ہے۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ" قال لما نزلت هذه الاية، فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم - دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هولاء اهل بيتي"

مسلم شریف[۱] جلد دوم ص ۲۷۸، ترمذی شریف[۳] جلد دوم ص ۲۳۶، مشکوٰۃ شریف[۴] جلد دوم ص ۳۶۲ - مسند احمد[۵] جلد چہارم ص ۴۲۴

ملعات شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم[۶] - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ[۷]

تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی[۸]

فتح الباری[۹] شرح بخاری جلد ہشتم ص ۵۳، دلائل النبوۃ[۱۰] جلد اوّل ص ۲۹۸، مظاہر حق[۱۱] جلد چہارم ص ۱۳۹ - اشعۃ اللمعات[۱۲] جلد چہارم ص ۶۸۳، المستدرک[۱۳] للحاکم مع تلخیص ذہبی جلد دوم ص ۵۹۴، نسیم الریاض[۱۴] جلد سوم ص ۲۶۷ - صواعق محرقہ[۱۵] جلد اوّل ص ۱۰۷ زاد المعاد[۱۶] (ابن قیم) جلد اوّل ص ۴۹۱، ریاض النظرہ[۱۷] جلد دوم ص ۲۸۴ - تاریخ الخلفاء[۱۸] ص ۱۱۵، طبقات[۱۹] ابن سعد جلد اوّل ص ۳۰۱، معارج النبوۃ[۲۰] جلد چہارم ص ۳۰۶، نور الابصار[۲۱] ص ۱۱۱، البدایہ والنہایہ[۲۲] جلد ہشتم ص ۳۵، اُسد الغابہ[۲۳] جلد دوم ص ۱۲، جلد پنجم ص ۵۲ الاصابہ[۲۴] فی تمیز الصحابہ جلد دوم ص ۵۰۳ - الشرف المؤبد[۲۵] ص ۵۸ - اسعاف الراغبین[۲۶] ص ۱۰۶ سیرت[۲۷] رسول عربی ص ۳۶۱ - شرح فقہ اکبر[۲۸] ص ۱۰۴، مدارج النبوۃ[۲۹] ص ۳۳۴

marfat.com

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل کتب میں بھی یہ روایت موجود ہے۔
مرعاۃ شرح مشکوٰۃ ۲۳۴/۹ کنز العمال[۳۱] جلد پنجم[۳۲] - روح المعانی جلد دوم
کشاف[۳۳] جلد اول - مجمع البیان[۳۴] جلد اول - جامع البیان[۳۵] جلد اول - مرأۃ
شرح[۳۶] مشکوٰۃ جلد ہفتم - زرقانی علی المواہب[۳۷] - ارشاد الساری[۳۸] - فتاویٰ عزیزیہ[۳۹]
تحفہ[۴۰] اثنا عشریہ - خصائص نسائی[۴۱] - نہایہ ابن اثیر[۴۲] - تاریخ ابن اثیر[۴۳] (تاریخ کامل)
بیہقی[۴۴] شریف - مکتوبات مجدد[۴۵] - تفسیر مظہری[۴۶] - فتح القدیر[۴۷] - فتوحات مکیہ[۴۸]
تفسیر بحر المحیط[۴۹] - تاریخ[۵۰] اسلام

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ ہے۔ کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "کہ بلائیں اپنے بیٹے اور ان کے بیٹے" الی الآخر الآیۃ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین علیہما السلام کو بلایا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔
تفسیر و حدیث وغیرہ کی اِن کتب جلیلہ کے بعد اب آئیے متعدد کتب تفاسیر سے اس آیت مبارکہ کے شانِ نزول اور انتخاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق معلومات حاصل کریں۔
تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو پیغام بھیجا اور پھر ان کو ساتھ لیکر اہلِ نجران کے سامنے تشریف لائے تو نجرانی بھاگ گئے۔
لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ارسل رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی وفاطمة وابنيهما الحسن والحسين اور پھر مزید وضاحت سے بیان کیا ہے
قال معمر قال قتادة لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اهل نجران اخذ بيد حسن وحسين وقال لفاطمة اتبعينا فلما رأى ذالك

اعداء اللہ ترجعوا تفسیر ابن جریر جلد سوم ص۳۰۱

مشہور محدث و مفسر اور فقیہہ امام قرطبی و دیگر مفسرین کرام حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کے اس انتخاب کے متعلق یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

ابناء نا دلیل علی ان ابناء البنات یسمون ابناء و ذالک ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جاء بالحسن والحسین و فاطمۃ تمشی خلفہ و علی خلفھا و ھو یقول لھم ان انا دعوت فامنوا تفسیر قرطبی ص۱۰۴ ج۴

"ابناءنا" اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کے بیٹوں کو اپنے بیٹوں کے نام سے موسوم کیا جائے" اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے کہ آپ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا آپ کے پیچھے تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُن کے پیچھے تھے اور آپ اُن سے کہتے تھے ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا۔

اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں کہ:۔

قال کثیر من العلماء ان قولہ علیہ السلام فی الحسن والحسین لما باھل (اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَکُمْ) و قولہ فی الحسن ان ابنی ھذا سید مخصوص بالحسن والحسین ان یسمیا ابنی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دون غیرھما لقولہ علیہ السلام کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی و سببی (تفسیر قرطبی ص۱۰۴ ج۴)

ترجمہ: اکثر علماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو مباہلہ کے وقت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جو اپنے بیٹے فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ مخصوص ہے حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے کہ آپ نے اُن کو بیٹوں کے نام سے پکارا۔ سوا اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے اور ہمارا حسب و نسب قائم رہے گا۔

marfat.com

گھر کی گواہی

ابنِ تیمیہ کا فیصلہ آیتِ مباہلہ کے متعلق قارئین سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ ایک ایسے شخص کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں جس نے ہزاروں روپے خرچ کر کے ابنِ تیمیہ کی برئیت کے لئے سلیمان بن محمود آلوسی سے کتاب لکھوائی تھی۔ یعنی نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب آپ زیرِ آیت اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

قال جابر فدعاهما الی الملاعنة فی اعداه علی ذالک الغرففدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اخذ بید علی و فاطمة والحسن والحسین ثم ارسل علیما تفسیر فتح البیان جلد اوّل صفحہ ۲۰۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں پر لعنت کرنے کے لئے بلایا گیا تو صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہاتھ پکڑا اور دشمنوں کی طرف لے گئے۔

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد نواب صدیق حسن بھوپالی ابناءَ نا سے حضرات حسنین کریمین اور نساءَ نا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کا مراد لیا جانا درست تسلیم کرتے ہوئے یہ وضاحت پیش کرتے ہیں کہ یہ سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا خاصہ ہے کہ انہیں نساءَ نا اور ابناءَ نا کے نام سے موسوم کیا گیا ملاحظہ ہو۔

مبذکر البنین عن البنات اما لدخولهن فی النساء و لکونهم الذین یحضرون مواقف الخصام دونهن وفی الآیات دلیل ابناء البنات یسمون ابناء لکونه صلعم اراد بالابناءنا الحسنین کما تقدم من الابناء والنساء تفسیر فتح البیان ۲۰۵/۱

ابن تیمیہ کی تے چاٹنے والے عباسی کو اب تو سیا آنی چاہیئے کہ تمہارے ابن تیمیہ بذاتہ اور اور اس کی برتیت کرانے والے ابن تیمیہ نواز جناب نواب بھوپالی اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہیں کہ اگرچہ عیسائی مباہلہ کرنے کے عہد پر قائم نہیں رہے تھے مگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تکذیب کرنے کے لیئے جناب علی و فاطمہ اور حسنین کریمین کو ساتھ لیکر ان پر لعنت کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔

تفسیریں ہی تفسیریں

حقیقت یہ ہے کہ اکابرین اہلسنت کی تمام تر کتب تفاسیر میں زیر آیت (فقل تعالوا) یہی مرقوم ہے کہ حضرات حسنین کریمین اور ان کے والدین کریمین علیہم السلام کو ساتھ لیکر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام عیسائیوں کے مقابلہ میں تشریف لائے تھے۔ بعض کتابوں میں یہ واقعہ مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح ہے کہ فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد غدا محتفنا الحسن آخذا بید الحسین و فاطمۃ تمشی خلفہ وعلی خلفھا وھو یقول اذا انا دعوت فامنوا۔

یعنی حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ نے امام حسینؑ کو گود میں اٹھا رکھا تھا اور حضرت امام حسنؑ کو انگلی سے لگایا ہوا تھا۔ آپکے پیچھے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اور ان کے پیچھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔

"اور آپ انکو فرماتے تھے جب ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا"

فقال اسقف نجران یا معشر النصارٰی انی لاریٰ وجوھا لو شاء اللہ ان یزیل جبلا من مکانہ لازالہ بھا فلا تباھلوا فتھلکوا ولا یبقیٰ علی وجہ الارض نصرانی الی یوم القیامۃ۔

اس قافلہ نور کو دیکھا تو عیسائیوں کے پاپائے اعظم نے کہا اے گروہ نصاریٰ بیشک

marfat.com

صورتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹا دے تو یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ پس ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور کوئی عیسائی بھی قیامت تک زمین پر باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ اپنے اُسقف کے منع کرنے سے عیسائیوں نے مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے کہ اہل نجران پر یقینی ہلاکت طاری ہو جاتی اور اور ہم اُن پر لعنت کر دیتے تو یہ بندر اور سوّر بن جاتے۔ اُن پر آگ برستی اور اللہ تعالیٰ ان کی بستیاں جلا دیتا۔ اہلِ نجران جل جاتے حتیٰ کہ درختوں پر بیٹھے ہوئے جانور جل جاتے اور تمام عیسائیوں کا یہ حال ہوتا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ عربی متن یہ ہے۔

وقال والذی نفسی بیدہ ان الھلاک قد تدلی علی اھل نجران ولو لاعنوا المسخوا قردۃ و خنازیر ولاضطرم علیھم الوادی نارا ولاستاصل اللہ نجران و اھلہ حتی الطیر علی رؤس الشجر و لما حال الحول علی النصاری کلھم حتی یھلکوا۔

(تفسیر خازن[۵۳] جلد اوّل ص۳۲، تفسیر معالم[۵۵] التنزیل جلد اول ص۳۰۲، تفسیر صادی[۵۶] علی الجلالین جلد اوّل ص۱۵۰، تفسیر جلالین[۵۷] مع صادی جلد اول ص۱۵۰، تفسیر کشاف[۵۸] زمخشری جلد اوّل ص۳۶۹

علاوہ ازیں بھی متعدد تفاسیر میں آیت مباہلہ میں حضرات حسنین کریمین کی شمولیت متفق علیہ ہے مزید چند تفسیروں کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

تفسیر کبیر[۵۹] جلد دوم ص۶۹۹۔ تفسیر عرائس[۶۰] البیان جلد دوم ص۳۵۱، تفسیر درِّ[۶۱] منثور جلد دوم ص۳۱، تفسیر الاتقان[۶۲] جلد دوم ص۲۰۰۔ تفسیر نعیمی[۶۳] جلد سوم ص۶۳۷ تفسیر ابن کثیر[۶۴] جلد اوّل ص۳۷۱ تفسیر ابو سعود[۶۵] جلد اوّل ص۳۶۹۔ تفسیر مدارک[۶۶] جلد اوّل ص۱۳۱

marfat.com

تفسیر حقانی جلد اوّل ص۱۵۳[67] ۔ تفسیر بیضاوی جلد اوّل ص۱۱۳[68] ۔ تفسیر عمدۃ الابرا[69] جلد اوّل ص۲۳۴ ۔ تفسیر نووی جلد اوّل ص۱۲۶

ان حوالوں کے بعد

کیا عباسی یہ بتائے گا کہ محدثین و مفسرین کا یہ گروہ عظیم جن کی ستّر کتابوں کے ناقابلِ تردید حوالہ جات ہم نے پیش کئے ہیں کس عقیدہ کے لوگوں پر مشتمل ہے کیا امام مسلم، امام ترمذی، امام احمد بن حنبل امام ابن حجر عسقلانی، امام شاہ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر ائمہ حدیث و تفسیر جنہوں نے اس روایت کو قبول کیا ہے یہ نہیں جانتے تھے کہ نساءنا و ابناءنا کا اطلاق بیٹی اور نواسوں پر درست ہے یا کہ نہیں؟ کیا ان لوگوں کی ریسرچ سے تمہارا معیار تحقیق بلند و بالا ہے۔ کیا چودہ صدیاں بعد تم پر ہی یہ راز منکشف ہوا ہے کہ اگر جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور جناب حسنین کریمین رضی کو اس آیت میں شامل کیا جائے تو لغت عرب کے خلاف ہو جائے گا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تم پر ہونے والے القاء کو درست تسلیم کر لیا جائے تو ان محدثین و مفسرین کا کیا بنے گا جن میں سے ستّر بزرگوں کی کتابوں کے حوالے ہم نے پیش کئے ہیں۔

بیٹے رسولؐ کے

اگرچہ جو حوالے ہم پیش کر چکے ہیں اُن کے بعد مزید کوئی دلیل نہ بھی دی جائے تو وہ ہر صورت کافی ہیں اور اُن کے بعد خارجیوں کی خود ساختہ دلیل کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ تاہم اتمام حجت کے طور پر ہم چند ایسی روایات اور بھی پیش کئے دیتے ہیں جن میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنے بیٹے کہا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خطبہ کے دوران جناب حسن علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا سیّد ہے۔

marfat.com

ولقد سمعت ابابکرۃ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھذا سید (بخاری شریف جلد دوم صـ۱۰۵۳)

بخاری ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے عراق والوں نے مچھر کے خون کے بارے میں فتویٰ پوچھا تو انہوں نے فرمایا حیرت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کو شہید کر دیا اور مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھ رہے ہیں۔

انظروا الی ھذا یسئل عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری شریف جلد دوم صـ۹۲۶

مندرجہ بالا دونوں روایات بخاری کے علاوہ تفسیر و حدیث کی دیگر بھی سینکڑوں کتب معتبرہ میں موجود ہیں لیکن ہم نے ان حوالہ جات سے اس لئے اعراض کر لیا ہے کہ عباسی وغیرہ بخاری کی ثقاہت کے براہ راست منکر نہیں اگرچہ وہ روایات کو قطع برید کر کے کام نکالنے کی کوشش کر لیتے ہیں۔

بہرحال ہم اس ضمن میں مزید ایک روایت پیش خدمت کرتے ہیں۔ ترمذی شریف وغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی ان سے محبت۔ اور اس سے محبت کر جو ان سے محبت کرتا ہے۔

فقال ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما۔

ابن ماجہ ۱/۱۱، مسند احمد ۱/۳۳۱، ۵/۲۱۰ ترمذی ۲/۲۱۸ مشکوٰۃ ۲/۵۷۳ مرآۃ ۸/۴۷۶ البدایہ والنہایہ ۸/۹۶۰

اشعۃ اللمعات ۴/۶۸۳ الاصابہ ۲/۳۲۸ - طبرانی حدیث ۱۲۲۸

علاوہ ازیں بھی یہ روایت سینکڑوں کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ اور ان تمام روایات کی موجودگی میں لوگوں کو یہ باور کرانا کہ اپنی بیٹی کے بیٹوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے

marfat.com

بیٹے کس طرح سمجھ سکتے تھے۔ صریح دھوکا اور حقائق سے روگردانی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے جناب حسنین کریمین کو اپنے بیٹوں ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں تو مباہلہ کے وقت آپ کیلئے حکم خداوندی "ابناءنا" کی تعمیل کرتے وقت اُن کو بیٹا سمجھنے میں کیا امر مانع تھا۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالےٰ کے علم مبارک میں ہے کہ آپ کی صلبی طور پر کوئی اولاد نرینہ موجود نہیں۔ اور اُس نے یہ حکم بھی فرما رکھا ہے کہ "میرا محبوب تم مردوں میں سے کسی کا بھی باپ نہیں۔

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (احزاب آئت ۴۰)

مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔

اس ارشادِ گرامی کی موجودگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد فرمانا کہ محبوب بلاؤ اپنے بیٹے اور اُنکے بیٹے (اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر قرآن کی مہر ہے حسن وحسین میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ و دیگر مفسر زیر آئت (اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ) لکھتے ہیں کہ یہ آئت کریمہ دلیل ہے اس بات کی کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں۔

ھذہ الآیۃ دلالۃ علی ان الحسن والحسین علیہما السلام کانا ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفسیر کبیر ج ۲

بہرحال سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاج شناس مشیت تھے۔ آپ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری اولاد نرینہ نہ ہونے کے باوجود کیوں فرمایا ہے کہ اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ آپ کو معلوم تھا کہ حسینؑ وحسن کو جو ہم اپنے بیٹے کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس پر مہر

marfat.com

تصدیق ثبت فرما دی ہے۔ کہ محبوب اپنے اُن نواسوں کو لاؤ جنہیں تم بیٹے کہتے ہو۔

اور اگر آپ نے اپنے لامحدود اختیارات کے پیش نظر مشیت ایزدی کے عین مطابق اپنے نواسوں کو بیٹوں میں شمار کر لیا تو اس میں لغت عرب کا کونسا کلیہ ٹوٹ گیا۔ جبکہ اس قسم کے سینکڑوں نہیں ہزاروں مخصصات نے لغتِ عرب کے دامن کو وسیع سے وسیع کر رکھا ہے۔ یہ تو تاجدار دو عالم کی خصوصیت ہے کہ آپ نے اپنے نواسوں کو بیٹے بنا کر خدا تعالٰی کے ارشاد کی تعمیل فرمائی۔ مشیتِ ایزدی کی خواہش تھی کہ جن کو میرا محبوبؐ بیٹوں کے نام سے یاد کرتا ہے میں بھی انہیں اُنکے بیٹوں کے نام سے پکاروں اور قیامت تک کوئی سرپھرا میرے محبوب کے اس رشتہ سے انکار نہ کر سکے۔"

اور یہ کوئی ایسی ناقابلِ فہم بات نہیں۔ کیونکہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ فرمان ہے کہ تمام انبیاء کرام کی اولاد انکی پشتوں سے چلی اور ہماری اولاد پشتِ علی سے چلی ہے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ اوراق میں "حسب و نسب" کے زیرِ عنوان پیش کی جائیگی اور اَبْنَاءَنَا کی بحث کو انہی الفاظ پر ختم کیا جاتا ہے۔

نِسَاءَنَا کی تحقیق

تعصب و عناد وہ خطرناک بیماری ہے جو سب سے پہلے مریض کی عقل سلب کرتی ہے اور پھر اُسے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

عباسی وغیرہ نے تحقیق کے نام پر جن مجنونانہ حرکات کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل دید بھی ہیں اور اُنکے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے لئے عبرتناک بھی۔ سینکڑوں مفسرین و محدثین کی تحقیق کا مذاق اڑا کر ان لوگوں نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ عرب اپنی بیٹی پر لفظِ نساء کا اطلاق کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ "نساءنا" کا لفظ بہر صورت یہاں بیویوں پر ہی بولا جا سکتا ہے۔ اس

marfat.com

لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرب ہوتے ہوئے یہ عجیب بات کرتے کہ نِسَاءَنَا کے حکم خداوندی کے جواب میں بجائے ازواج مطہرات کے اپنی بیٹی کو لیکر آتے۔

سبحان اللہ یہ ہیں ان خوارج کی تیس مار خانیاں اور یہ ہے وہ تحقیق جسے اتنے طمطراق سے پیش کیا جارہا ہے۔

بخاری شریف و دیگر سینکڑوں کتبِ احادیث میں یہ حدیث موجود ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ارشاد فرمایا کہ بیٹی کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔

بقول عباسی کے چاہیئے تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بجائے سیدۃ النساء العالمین کے سیدۃ بنات العلمین فرماتے کہ بیٹی تو اس پر خوش نہیں کہ تو تمام جہانوں کی بیٹیوں کی سردار ہے مگر ایسا نہیں ہوا حضور سرور دوعالمؐ نے اپنی بیٹی کو نساءُ العلمین کی سردار کہا ہے۔ اور یہ نص حدیث سے ثابت ہے۔

اب جبکہ فرمانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ فیصلہ ہوجاتا ہے کہ آپ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں تو پھر یہ سمجھ لینے میں کونسی مشکل درپیش ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نِسَاءَنَا کی تعمیل ارشاد میں آپکا انتخاب کرکے تمام عورتوں کی نمائندگی کروادی تھی۔ کیا جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ۔ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام ازواجِ مطہرۃ کی سردار نہیں تھیں اور آپ کا تشریف لے جانا اُن سب سے زیادہ اہم اور ضروری نہیں تھا

اور عباسی وغیرہ کی یہ سراسر جہالت اور بے وقوفی ہے کہ کوئی عرب لفظ نساء کا اطلاق بیٹی پر کرہی نہیں سکتا اور یہ فارمولا پیش کرکے اُس نے نہ صرف سینکڑوں کتب احادیث کی تکذیب کی ہے بلکہ قرآنِ حکیم کی آیات کو بھی جھٹلانے کی ناپاک جسارت کی ہے اور فرامینِ خدا و رسولؐ کو مزعومہ لغاتوں کے خلاف قرار دیا ہے۔

marfat.com

قرآن پڑھیئے

یہی نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اپنی مرضی سے ہی "نِسَآءَنَا" کی تعمیل میں اپنی صاحبزادی معظمہ کو مباہلہ کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ بلکہ آپ جانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم بھی نِسَآءَ کی اصطلاح بیٹی کے لیے استعمال فرما لیتے ہیں۔ اور یہ بات صحابہ کرام پر بھی ظاہر تھی جبھی تو صحابہ کرام کو یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ آپ نے نِسَآءَنَا سے بیٹی کو کیوں مراد لیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعون کو یہ پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے اور اسکی خود ساختہ خدائی کا خاتمہ کر دیں گے تو اس نے حکم دیا کہ جو لڑکا بھی پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم پروردگار پھر بھی زندہ بچ گئے اور تخت رسالت و نبوت پر متمکن ہوئے اور فرعون مع اپنے ساتھیوں کے غرق ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اور یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط (البقرۃ ۴۹) کدھر ہے جناب کی لغت دانی جو قرآن مجید کے مقابلہ میں پیش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹوں کو اَبْنَآءَكُمْ اور بیٹیوں کو بناتکم کی بجائے نِسَآءَكُمْ فرماتے ہیں! کیا یہ قرآن مجید عربی ہے یا نہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کو عربی پر عبور ہے کہ نہیں ہے معاذ اللہ۔ اب قرآن مجید کی اس برہانِ عظیم کے بعد عباسی اور اس کے ساتھیوں کو چلو بھر پانی میں ناک ڈبو کر مر جانا چاہیے اور اپنی لغات دانی سے توبہ کرنا چاہیے۔

انہیں الفاظ پر "مباہلہ" کی بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔ آیت میں انفسنا و انفسکم سے مراد حضورؐ نے حضرت علی اور اپنی ذات مبارکہ کو لیا ہے اسکی بحث کیلئے پڑھیں ہماری تحقیقی تصنیف "مشکلکشا" یہ کتاب سیرت حیدر کرار پر آقا محمد مصطفیٰ کی تاریخی دستاویز بھی اور تفسیر عشق بھی

marfat.com

آیتِ تطہیر میں حسینؑ علیہ السلام کیسے؟

آیتِ تطہیر جس کی تفصیل ہم ابھی بیان کریں گے کے متعلق ناممحمود عباسی کا وہی مؤقف ہے کہ اس میں نہ امام حسینؑ شامل ہیں اور نہ ہی آپ کے والدین کریمین اور نہ ہی آپ کے برادرِ محترم امام حسنؑ۔ اور اپنا یہ مؤقف درست ثابت کرنے کے لئے جس دجل و فریب سے اُس نے کام لیا ہے وہ اسی کا حصہ ہے چنانچہ وہ اس آیت کے بارے میں جو استدلال پیش کرتا ہے اُسے یہاں دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

" غرضیکہ آیتِ تطہیر محض اور صرف ازواجِ مطہرات کے بارے میں ہے اور رجس سے پاکی کا وعدہ ان ہی اُمہات المومنین سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نسبی قرابتدار کو خواہ وہ چچا ہوں یا داماد یا نواسے رجس سے پاک کرنے کا نہ اللہ تعالے نے کوئی وعدہ فرمایا اور نہ اس کا اطلاق اُن میں سے کسی پر ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس آیت میں ازواجِ نبیؐ کے جن بیوت یعنی گھروں کا ذکر ہے وہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکونہ گھر تھے۔ وہ ہی تو مہبطِ وحی تھے وہیں تو آیاتِ قرآنی کا نزول ہوتا تھا۔ وہی تو فرشتوں کے اترنے کی جگہ تھی۔ اُن ہی بیوت میں آپ کے ساتھ سکونت رکھنے والی ازواجِ مطہرات ہی تو تھیں جن کو " اھل بیت " کہہ کر آیتِ تطہیر میں مخاطب کیا گیا ہے۔ مسکونہ گھروں میں نہ آپ کے چچا (عباسؓ) رہتے تھے اور نہ آپ کے داماد (علیؓ) اور نہ آپ کی بیٹی (فاطمہ) اور نہ اُن کی اولاد۔ صاحبِ رُوح المعانی نے صحیح کہا ہے کہ اہلبیت میں الف لام عوض مضاف الیہ کے آیا ہے یعنی بیت النبی اور اس سے مراد صاف طور سے لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے گھر سے ہے نہ کہ قرابتداروں اور اہل نسب کے گھرانے سے اور یہ بیتِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

کا بیتِ سکونت ہے نہ کہ مسجد وغیرہ اس بنا پر آپ کے اہل سے مراد آپ کی ازواجِ مطہرات سے ہے۔

اور پھر آخر پر لکھا ہے کہ سیاسی اغراض کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں کو اس آیت میں شامل کرنے کے لئے حدیثیں وضع کر لی گئیں۔

(مقدمہ طبع سوم خلافتِ معاویہ ویزید)

تفسیرِ روح المعانی کی پوری عبارت تو ہم اس بحث کے آخر پر درج کریں گے یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ عباسی نے یہاں پھر بھی اپنی فطری بددیانتی کو بروئے کار لاتے ہوئے عبارت کا محض ایک مختصر ٹکڑا نقل کر کے باقی معاملہ گول کر دیا ہے۔ کاش یہ نام نہاد محقق صاحبِ روح المعانی علامہ محمود آلوسی کی تحقیق کو ہی راہِ صواب پر سمجھ لیتا تو ہم ان کی چند عبارات نوٹ کر کے بات ختم کر دیتے۔ کیونکہ صاحبِ روح المعانی نہ صرف یہ کہ امامِ عالی مقام امام حسینؑ کی مدح دستائش میں آنے والی متعدد روایات کو قطعی طور پر درست سمجھتے ہیں بلکہ یزید پلید کو فاسق و فاجر اور ملعون قرار دیتے ہیں اور قتلِ حسینؑ کا ذمہ دار بھی قرار دیتے ہیں اور امامِ عالی مقام امام حسین علیہ السلام کا یزید کے خلاف نعرۂ حق و صداقت بلند کرنا عین شرعی ضرورت قرار دیتے ہیں۔

گھر کی گواہی

بہرحال یہ معاملہ تو آئندہ اوراق میں طے ہوگا یہاں ہمیں صرف یہ واضح کرنا ہے کہ آیتِ تطہیر میں حضرت امام حسین علیہ السلام شامل ہیں یا نہیں؟ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے "عباسی" وغیرہ کے پیشرو اور معتمد ترین شخص ابن تیمیہ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اُسے بھی رافضیوں اور شیعوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ ملاحظہ ہو ابنِ تیمیہ اپنی رسوائے زمانہ کتاب منہاج السنۃ میں لکھتا ہے۔

ان ھذا الحدیث صحیح فی الجملۃ فانہ قد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انه قال لعلی وفاطمة وحسن وحسین اللهم ان هولاء اهل بیتی فاذھب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا وروی ذالک مسلم عن عائشة قال خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن غداۃ وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فادخله ثم جاءت فاطمة فادخله ثم جاء علی فادخله ثم قال "انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وھو مشھور من روایة ام سلمة من روایة احمد وترمذی" ولکن لیس فی ھذا دلالة علی عصمتھم ولا امامتھم (منهاج السنة جلد چهارم ص۲۰ ابن تیمیة)

ترجمہ:۔ بیشک یہ حدیث فی الجملہ صحیح ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی وفاطمہ اور حسن وحسین (علیہم السلام) کے لئے فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں الٰہی تو ان کو ارجاس سے خوب اچھی طرح پاک کر دے اور یہ روائت مسلم شریف میں ہے جیسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے ۔ کہا ۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علی آئے اور اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر جناب فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں تو آپ بھی کملی میں داخل ہو گئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو وہ بھی اس کمبل میں داخل ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " انما یرید اللہ " آئت کے آخر تک فرمایا ۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روائت مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا مگر یہ آئت انکی امامت اور عصمت پہ دلالت نہیں کرتی ۔

اگرچہ آخر پر ابن تیمیہ نے اپنے فرسودہ ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کر لیا ہے کہ یہ آئت عصمتِ اہلبیت کرام پہ دلالت نہیں کرتی ۔ تاہم وہ ان روایات کو قطعی طور پر صحیح اور درست تسلیم کرتا ہے جن میں سرکار رسالتمآب علیہ تحیۃ والثناء نے جناب حیدر کرار جناب فاطمۃ الزہرا

marfat.com

اور جناب حسنین کریمین کو کملی میں چھپا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان کی خوب خوب تطہیر فرما دیے۔ اور آیتِ تطہیر کے مصداق یہی چاروں نفوسِ قدسیہ ہیں حالانکہ شانِ نزول کے اعتبار سے یہ تمام امہات المومنین کو بھی شامل ہے۔

ابنِ تیمیہ پر ایک سوال

یہاں ہم ابنِ تیمیہ پر اسکی ذرّیت کی وساطت سے ایک یہ سوال کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا مطلب طہارت عصمت کے سوا جو بھی ہے وہ قوم کو بتا دیا جائے۔ اور یہ کام ابنِ تیمیہ کی ذریت کو ہی کرنا ہوگا۔ خاص طور پر عباسی کو یہ وضاحت کرنا چاہیے کہ اگر یہ آیت بقول تمہارے صرف حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بھی ہو تو کیا یہ آپکی عصمت کی پاکیزگی اور طہارت پر دلالت کرتی ہے یا نہیں؟

کون بھولا تھا؟

ہم یہاں یہ بحث تو نہیں کریں گے کہ آیت تطہیر میں جناب حیدر کرار، جنب فاطمۃ الزہرا اور جناب حسنین کریمین کو شامل کرنے والی حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے یا بناوٹی کیونکہ عباسی کا سب سے بڑا معتمد مصنف ابنِ تیمیہ اس کو درست اور قطعی طور پر صحیح مانتا ہے اور عباسی کا اسے سیاسی اغراض کی وجہ سے بنائی ہوئی قرار دینا محض یاوہ گوئی اور واضح جہالت ہے۔

لہذا قطعاً ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ہم اس حدیث کے رجال پر بحث کر کے مضمون کو خواہ مخواہ طویل کریں۔ ہاں اگر ابنِ تیمیہ نے اہلبیت کی شان میں آنے والی دیگر روایات کی طرح اسکو بھی ضعیف اور وضعی وغیرہ بنا دیا ہوتا تو ہم یقیناً نقد و رجال سے بحث کرتے۔

چنانچہ اب ہم عباسی وغیرہ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیات تطہیر کو نازل فرماتے وقت

marfat.com

۳۵۹

خداوندِ قدوس کو بھول لگی تھی یا منشائے خداوندی کو سمجھنے میں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غلطی ہوئی تھی معاذ اللہ۔

اور یہ بھی بتاؤ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اب تک کے تمام محدثین ومفسرین ان روایات کی جانچ پڑتال نہ کر سکنے کے مجرم دار ہیں یا تمہارا ہی دماغ خراب ہے کہ چودہ سو سال کے بعد تم پر روائت کی صحت اور عدمِ صحت کا انکشاف شروع ہو گیا ہے۔ بدنصیب انسان نما وحشیو! کاش تم یہ ہی سوچ لیتے کہ منشائے قرآن کو صاحبِ قرآن سے اور مقصدِ وحیِ الٰہیہ کو مہبطِ وحیِ الٰہیہ سے زیادہ کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ خواہ وہ کتنا بھی بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ قرآن رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اور آیات کا مطلب تم سمجھاتے ہو۔ حضور علیہ السلام نے اُسی وقت اپنے قرابتداروں کو اس میں شامل فرما لیا اور تم آج بتا رہے ہو کہ انہیں شامل کیا ہی نہیں جا سکتا۔ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ میرے گھر والے ہیں اور تم گھروں کو مٹی اور لکڑی کے بنے ہوئے آج ثابت کر رہے ہو۔ تمہارے پاگل پن کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسبتی قرابتداروں کو اہلِ بیت مان لینے سے بھی انکار کر رہے ہو۔ جبکہ ایسا گمان کر لینے سے سینکڑوں دیگر احادیث کا انکار کرنا پڑے گا اور وہ احادیث مبارکہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گی جو اساسِ دین قرار پاتی ہیں تعصب کی آگ میں جلنے والو! تمہاری عقلیں اس قدر ماؤف اور تمہارے دماغ یوں پراگندہ ہو چکے ہیں کہ تمھیں اپنا گھر جلتا ہوا بھی نظر نہیں آتا اور

تمھیں کالی گھٹا کو بھی نہیں پہچاننا آیا!
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

بہرحال اب ہم اپنے قارئین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی والا شان کو مع اُن کے عزت مآب شوہر

marfat.com

اور مقدس بیٹوں کے آیت تطہیر میں شامل فرمایا اور یہ روایت قطعی طور پر درست ہے اور محدثین و مفسرین نے اسے تواتر کے ساتھ نقل فرما کر یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ روایت بالاجماع صحیح ہے اور اس کا انکار سوائے کسی فاتر العقل، دیوانے اور مجنون و مجہول کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اب آپ اس واقعہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں اس ضمن میں جو روائتیں کتبِ احادیث میں آئی ہیں وہ یہ ہیں۔

روایت نمبرا

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آیتِ تطہیر کے متعلق جو روایت بیان فرماتی ہیں۔ وہ یہ ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهٗ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ٥" (مسلم وغیرہ)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے اور آپ پر کالے بالوں کا مخطط کمبل تھا۔ جب واپس آئے تو حضرت حسن بن علی آ گئے۔ آپؐ نے انہیں کملی میں داخل فرما لیا اور پھر جناب حسین آئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ داخل ہو گئے۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں تو آپ نے انکو بھی داخل فرما لیا پھر حضرت علی آئے اور اُن کو بھی داخل فرما لیا۔ اور پھر فرمایا " اے نبی کے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاکیزہ و صاف کر دے۔

marfat.com

روایت نمبر ۲

دوسری روائیت اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنھا سے اس طرح مروی ہے۔

عَنْ ام سلمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنھا فی بیتٖ نزلت - اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ فدعا النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہٖ وسلم فاطمۃ وحسن وحسین فجعلھم بکساء علی وخلف ظھرہ" ثُمَّ قال اللھم ھولاء اھل البیتی فاذھب عنھم الرجس مطھرھم تطھیرا، قالت ام سلمۃ انا معھم یا رسول اللہ؟ قال انت مکانك انت علی الخیر اور ایک روائت میں یہ مزید ہے کہ:

قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی فقلت وانا معکم یا رسول اللہ؟ فقال انك من ازواج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) علی خیر۔

ترجمہ:- امّ المومنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ آیتِ تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ اور جناب حسنؑ وحسینؑ کو بلایا اور ان پر اپنی کملی اوڑھا دی۔ پھر فرمایا، یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر کے خوب پاکیزہ فرما دے۔ حضرت امّ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مکان پر ہو اور خیر پر ہو۔

دوسری زائد روائت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت امّ سلمہ نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے کملی مبارک کا پلو اٹھا کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیویوں میں سے ہو اور خیر پر ہو۔

marfat.com

اس سے پہلے کہ ہم مزید تفصیل پیش کریں چند کتابوں کے نام پیش کرتے ہیں جن سے یہ روایات اخذ کی گئی ہیں۔ اگرچہ اس ضمن میں دیگر بھی بے شمار کتابوں کے نام گنوائے جا سکتے ہیں تاہم ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

مسلم شریف جلد دوم ص ۲۸۴ ترمذی جلد دوم ص ۲۲۰ المستدرک جلد سوم ص ۱۲۶ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۶۳۰ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۶۸۱ مظاہر حق جلد چہارم ص ۱۴۵ جز ششم ص ۳۲۲۔ مرآۃ شریف جلد ہشتم ص ۴۵۰، خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۶۳ مسند احمد جلد دوم ص ۲۹۲ جلد چہارم ص ۱۰۰۔ اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۲ جلد پنجم ص ۵۲ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۲۶۳۔ صواعق محرقہ ص ۴۳، ۱۰۲۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم ص ۵۰۳ نزہتہ المجالس جلد دوم ص ۲۲۲۔ نور الابصار ص ۱۱۱۔ الشرف المؤبد ص ۱۲، ۱۶۔ اسعاف الراغبین ص ۱۰۶۔ مواہب الدنیہ ص ۳۲۳۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب جلد سوم ص ۳۷ شجرۂ اولیاء ص ۴۷۔ البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۳۵۔

تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۴۲ — تفسیر کبیر جلد ششم ص ۷۶۵

تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۴۶۳ — تفسیر خازن جز پنجم ص ۲۵۹

تفسیر معالم التنزیل جز پنجم ص ۲۵۹ — تفسیر در منثور جلد پنجم ص ۱۹۹

تفسیر حسینی جلد دوم ص ۱۴۱ — تفسیر روح المعانی جلد ششم ص ۱۲۷

تفسیر قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۲۶

اس مسئلہ پر مزید حوالوں کیلئے ہماری لاجواب تصنیف مشکل کشا ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

آیتِ تطہیر میں کون کون شامل ہیں

بلاشبہ آیت تطہیر امہات المومنین کو بھی شامل ہے کیونکہ اس سے پہلی آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ۝ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا ۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ (سورۃ احزاب آیۃ ۲۸ تا ۳۳)

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی بہار کو مقصود رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دلا کر خوبی کے ساتھ رخصت

marfat.com

کر دوں ۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور عالمِ آخرت کو مقصود رکھتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے ۔ اے نبی کی بیویو جو کوئی تم میں سے مبیّنہ خواہش کا ارتکاب کرے گی تو اُسے دوہری سزا دی جائے گی اور یہ اللہ کے لئے بالکل آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور اچھے عمل کرتی رہے گی تو ہم اس کا دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ نعمت تیار کر رکھی ہے ۔

اے نبیؐ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جبکہ تم تقویٰ اختیار کر رکھو تو تم گفتگو میں نرمی (نزاکت) مت اختیار کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو جس کے دل میں خرابی ہے (بُرا) خیال پیدا ہونے لگتا ہے ۔ اور قاعدے کے مطابق بات کہا کرو اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے مطابق خود کو مت دکھاتی پھرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اُس کے رسُول کا حکم مانو ۔ اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے (نبی کے) گھر والو تم سے آلودگی دور رکھے اور تم کو خُوب نکھار دے ۔

یَا اَھلَ البَیت کیوں ؟

یہ ہیں وہ تمام آیات اور اُن کا ترجمہ جو آیتِ تطہیر کے ساتھ منسلک ہیں ۔ ہم ان میں کوئی ایک آیت نقل کر کے بھی اپنا مؤقف بیان کر سکتے تھے ۔ مگر اُس سے وہ وضاحت نہ ہو سکتی جو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں ۔

چونکہ آیتِ تطہیر کی وہ تفسیر جو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے عباسی کو قطعاً منظور نہیں اور وہ تفسیر اُسے اس لئے نامنظور ہے کہ آیتِ تطہیر سے پہلے آنے والی پانچوں آیات میں محض حضور سرورِ دو عالم کی ازواجِ مطہرات کا ذکر ہے اس لئے

marfat.com

حیثیت آیت کا رُخ کسی دوسرے کی طرف پھرجانا خلافِ قاعدہ ہے۔ چنانچہ ہم ان سے آیاتِ خمسہ کی روشنی میں عباسی وغیرہ قسم کے سرپھروں پر ایک سوال کریں گے کہ اِن آیاتِ مبارکہ میں خداوندِ تعالےٰ جل مجدہ الکریم نے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کا ذکر فرماتے وقت ہر جگہ پر وہی صیغہ استعمال فرمایا ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے مگر آیتِ تطہیر میں اس کے برعکس وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو مردوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کُنْتُنَّ "اُمَتِّعْكُنَّ۔ اُسَرِّحْكُنَّ" اور دوسری تیسری آیت میں ارشادِ خداوندی ہے کُنْتُنَّ۔ مِنْكُنَّ اور لَهَا الْعَذَابُ" اور چوتھی پانچویں اور اس آیت میں ہے۔ مِنْكُنَّ، اَجْرَهَا، لَهَا۔ لَسْتُنَّ، تَّقَيْتُنَّ، بُيُوْتِكُنَّ تَبَرَّجْنَ یہ تمام صیغے تانیث کے ہیں مگر آیت کا وہ حصہ جو آیۃ تطہیر کے نام سے موسوم ہے اور ان آیات سے ملحق ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بار بھی مؤنث کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں عَنْكُمُ الرِّجْسَ، يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اور یہ دونوں صیغے محض اور محض جمع مذکر کے لئے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ جبکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس سے پہلے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا جہاں جہاں بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کی بیویوں ہی کے نام سے کرتے ہوئے اَزْوَاجِكَ اور یا نِسَاءَ النَّبِيِّ کے لفظ استعمال فرمائے ہیں اور یہاں اُن کے بجائے یا اھل البیت کہہ کر خطاب کیا ہے۔ اگر اِن الفاظ" یا اھل البیت" میں خاص حکمتیں پوشیدہ نہ ہوتیں تو اللہ تبارک وتعالےٰ یہاں بھی یا نساء النبی اور یا ازواج النبی کے ہی اشارے سے بشارتِ تطہیر دے سکتے تھے مفسرین ومحدثین کرام نے اس جملہ کی متعدد حکمتیں اور وجوہات بیان فرمائی ہیں جن کی تفصیل کی یہ مختصر کتاب متحمل نہیں ہو سکتی۔ تاہم جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیتِ کریمہ سرکار دو عالم کی ازواجِ مطہرات کو بھی شامل ہے اور جناب حسنین کریمین اور ان کے والدین کریمین بھی

اس آیت تطہیر میں شامل ہیں۔ چنانچہ امام نبہانی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس مقام پر یہی فرماتے ہیں کہ یہ آیت فریقین پر مشتمل ہے اور اگر صرف ازواج مطہرات کے لئے ہوتی تو مذکر کے صیغوں کی بجائے مؤنث کے صیغے آئے ہوتے والجمہور ان المراد من اھل البیت فی الآیۃ مایشتمل الفریقین مع عملاً بجمیع الادلۃ قولہ عنکم ویطھرکم ولوکان المراد النساء خاصۃ لکان عنکن ویطھرکن (اشرف المؤبد ص۱۵)

جمہور کے اس فیصلہ کے ساتھ عباسی وغیرہ کو اختلاف ہو مگر حقیقت قطعی طور پر یہ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر خود اپنے عمل سے واضح کر دی اور خداوند قدوس کے "یا اھل البیت" کے اشارہ کی وسعت کو جانتے ہوئے اپنی صاحبزادی مکرمہ سیدۃ نساء العالمین جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا اور جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلا کر اپنی منقوش عبائے پاک میں لیکر بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی کہ "یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے ارجاس کو دور ہی رکھنا۔"

اور اس دعا میں سوائے ان چاروں نفوس قدسیہ کے اور کوئی بھی شامل نہیں کیونکہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے استفسار پر بھی یہی ارشاد فرمایا کہ تم آل عبا میں شامل نہیں ہو۔ بلکہ اپنے مقام پر ہو اور خیر پر ہو۔

ہم نے قارئین کو مضمون کی طوالت سے بچانے کے لئے کتابوں کے صفحہ وغیرہ لکھ دینے پر ہی اکتفا کر لیا ہے ورنہ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں اور مباحث نقل کی جائیں تو یہ مضمون ہزاروں صفحات سے بھی متجاوز ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آیت تطہیر میں امام حسین علیہ السلام کا شامل ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور اس سے متقدمین میں سے کسی ایک مشہور محدث نے بھی انکار نہیں کیا بلکہ سب نے یہی لکھا ہے کہ یہ آل عبا کو شامل ہے۔

marfat.com

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے بھی یہی لکھا ہے :-

وقد ورد عن عائشۃ و ام سلمۃ امی المومنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اشتمل علی الحسن والحسین وامھا وابیھا - فقال اللھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطہیرا - (البدایۃ والنھایۃ ۸/۳۵)

علاوہ ازیں خاص طور پر سمجھنے کی یہ بات ہے کہ جس طرح مردوں کی ضمیر سے نازل ہونے والی آئت میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شامل ہونا سرکار دو عالم کا خاصہ ہے - اسی طرح صاحبزادی رسول اور ان کے بیٹوں اور شوہر کا شامل ہونا بھی سرور دو عالم کا خاصہ ہے -

اور یہ امر جمہور فقہا کے نزدیک بھی مسلّم ہے کہ اگرچہ اولاد کا انتساب اپنے باپ کی طرف ہوتا ہے - تاہم یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کی اولاد کو اپنی طرف منسوب فرمایا -

وقد ذکر الفقہا من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ینسب الیہ اولاد بناتہ - الحاوی للفتاویٰ

اور جب کسی آئت کی تفسیر خود صاحب قرآن نے بیان فرما رکھی ہو تو آج چودہ صدیاں بعد کسی سر پھرے کے پیٹ میں بل اٹھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی -

آئیتِ تطہیر کے متعلق بالوضاحت اور وجدانی بحث دیکھنا ہو تو ہماری تصنیف " البتول " کا مطالعہ کریں - اور انہی الفاظ پر یہ بیان ختم کیا جاتا ہے کیونکہ متلاشیانِ حق کے لئے یہ استدلال بھی کافی ہے -

marfat.com

امام حسینؑ سے منسوب غلطیاں

اب جبکہ ثابت ہو چکا ہے کہ امام عالی مقام امام حسینؑ آیتِ تطہیر میں شامل ہیں تو اس نصِ قرآنی کے بعد عباسی وغیرہ کے پاس ایسی کون سی دلیل باقی ہے جس کے ماتحت وہ شہزادہ گلگوں قبا کو۔ لالچی، ضدی، خاطی، جھگڑالو اور معاذاللہ بیعتِ یزید نہ کرنے کے جرم میں جاہلیت کی موت مرنے والا اور جہنمی وغیرہ کہہ سکیں،

قرآن میں ارشادِ خداوندی ہے کہ محبوبؐ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ آپ کے اہلبیت سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دے۔

حضور سرورِ دو عالم حضرات حسنین کریمین اور اُنکے والدین کو کملی مبارک میں چھپا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ تو ان سے ہر آلودگی کو دور رکھ کر انہیں خوب پاکیزہ فرمائے۔

اِن نصوص کی موجودگی میں امامِ عالی مقام کی شانِ اقدس پر حرف گیری کرنا کفرِ صریح اور دینِ اسلام سے برگشتگی نہیں تو اور کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں" یرید اللّٰہ" یعنی اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ تمہیں ارجاس سے پاک کر دے تو کیا اللہ تعالےٰ کا ارادہ فرمالینا ہی کافی نہیں ہے جبکہ کسی بھی کام کو پورا ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ کا ارادہ فرمالینا ہی کافی ہے۔ اور اس پر قرآن کی گواہی ہے کہ اذا اراد اللہ شیأ کن فیکون ٥ اُدھر یرید اللہ ہے۔ اِدھر اراد اللہ ہے۔ کہا اور ہو گیا۔

اور پھر اس بشارت خداوندی کے بعد مستنزاد یہ کہ سیدالانبیاء حضورؐ علیہ

marfat.com

احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسینؑ کو کملی میں لیکر بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ اِن سے ارجاس و آلودگی کو دور رکھ۔ تو کیا امام الانبیاء علیہ تحتیہ والثنار کی یہ مبارک دعا شرف قبولیت کو پہنچی کہ نہیں؟ کیا کوئی مسلمان یہ گمان کر سکتا ہے کہ محبوب خدا کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ جبکہ آپ سے بڑھ کر دونوں عالم میں کوئی مستجاب الدعوات پیدا ہی نہیں ہوا۔

رجس کیا ہے

اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ رجس کیا ہے جس سے اس خانوادۂ تقدیس و عظمت کو علیحدہ رکھا گیا تو اس کے متعلق بھی طویل ترین مباحث ہمارے سامنے موجود ہیں مختصراً یہ ہے کہ قال ابن عطیۃ" والرجس اسم یقع علی الاثم والعذاب و علی النجاسات۔

وقال امام نووی:۔ قیل ھو شك وقیل العذاب وقیل الاثم

قال الزھری:۔ الرجس اسم لکل مستقذر من عمل وغیرہ (اشرف المؤبد ص۱۱)

ابن عطیہ کہتے ہیں رجس کا وقوع ہے اوپر گناہوں کے اور عذاب کے اور اوپر نجاستوں کے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ کہا رجس شک کو اور کہا عذاب کو اور کہا گناہ کو۔

زہری کہتے ہیں کہ رجس اعمال وغیرہ کے تمام گناہوں کا نام ہے نیز اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ رجس کے معنی۔

پلیدی، گناہ، کفر اور ہر برا کام ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رجس عمل شیطان ہے اور ہر وہ کام ہے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو۔ اور رجس شک اور برائی کو کہتے ہیں

وقال ابن عباس یعنی عمل الشیطان مالیس للہ فیہ رضا و قیل الرجس الشك وقیل السوء" (خازن ۲/۱۱ معالم ۲/۱۱)

بہر حال یہ مسلمہ امر ہے کہ رجس گناہ اور برائی اور ہر اُس کام کو کہتے ہیں جو رضائے خدا کے خلاف ہو اور یہ قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے سیّد الشہداء امام حُسین علیہ السلام کو "رجس" سے مکمل طور پر علیحدہ کر کے طاہر اور مطہر فرما دیا ہے کہاں ہے عباسی اور اُسکی تقلید میں چلنے والا ابن یزید اور سلیمان جو بتائے کہ کیا ایسی عظیم المرتبت ہستی کے کسی اقدام کو جرم وخطا کا نام دیا جا سکتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کی موت معاذ اللہ جاہلیت کی موت اور خودکشی کے مترادف ہے۔

حُسینؑ تو محفوظ ہیں

کیا ایسی برگزیدہ شخصیت کو جسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خالق کائنات نے گناہوں سے محفوظ فرما دیا ہو یہ کہا جا سکتا ہے کہ" رسول اللہ نے تو اُن کی والدہ کو بھی فرما دیا تھا کہ بیٹی نیک اعمال کر لو پھر حُسین کس شمار وقطار میں ہے۔

ہمیں تو حیرت ہے کہ یہ نام نہاد محققین کا ٹولہ یا تو اسلام کا قلادہ گردن سے اتار پھینکنا چاہتا ہے یا پھر یہ لوگ اصل ہی اندھے ہو چکے ہیں اور انہیں محبت یزید پلید نے بصارت وبصیرت سے قطعی طور پر محروم کر دیا ہے۔

کیا تاریخِ اسلام کو تابناک بنانے کا یہی طریقہ باقی رہ گیا تھا کہ اسلام کی اعلیٰ ترین اقدار کو مجرم وگنہگار اور خطائے اجتہادی کا نام دے دیا جائے۔ اور عیسائی مؤرخوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ نواسۂ رسول کو ولی اللہ سمجھنا بھی غلط قرار دے دیا جائے۔

اس سے بڑھ کر بد دیانتی اور اسلام دشمنی اور کیا ہو گی کہ روحِ اسلام کو ہی اسلام کے منافی قرار دے دیا جائے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ امام حسین علیہ السلام کو آئت تطہیر سے نکال دیا جائے تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ہر گز نہیں تم لوگ اگر آئت تطہیر میں نواسۂ رسولؐ کو شامل نہ بھی کرو تو جب بھی آپ کی تقدیس وعظمت وہی مینارہ رہیں جہاں تک تمہاری خرافات کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

marfat.com

خارجیوں کا استدلال

تم یہ استدلال پیش کرتے ہو کہ یزید خلیفہ برحق تھا۔ اسکی اطاعت ضروری امر تھا۔ اور فرمانِ رسولؐ کے مطابق جو امیر کی اطاعت سے نکل گیا اور اسکی بیعت کئے بغیر مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ ایسی موت مرنے والا دوزخی ہے۔ اس لئے اس کی لاش کو بغیر دفن کئے چیلوں گدھوں اور کتّوں کے لئے چھوڑ دو۔

ہم پوچھتے ہیں کہ ان روایات کا اطلاق امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام پر کر کے تم کافر ہوئے کہ نہیں ؟ یاد رکھو کہ جو شخص شہزادۂ رسول کے متعلق اس قسم کا گمان بھی کرے وہ دین اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے اور تم نہ صرف یہ کہ ارتکابِ کفر کر چکے ہو بلکہ بدترین کافر ہو چکے ہو۔ اور یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ یہ نصِ قرآنی سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص پر بہتانِ کفر باندھے جو کافر نہیں تو اس کا کفر اسی پر لوٹ آتا ہے۔

تم کہتے ہو حسینؓ کس شمار و قطار میں ہے۔ اور اس کی موت جاہلیت کی اور دوزخیوں کی موت ہے۔ معاذ اللہ وہ باغی تھا اور شریعت میں ایسے باغی کی لاش کو دفنانا منع ہے اور اُسے چیلوں اور کتوں کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے۔ معاذ اللہ۔ اور پھر خود کو مسلمان بھی سمجھتے ہو اور اہلسنت ہونے کے بھی دعویدار ہو۔

کیا حسین علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز سے کرنا سنتِ رسول ہے۔ بدنصیبو! رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو حسینؓ کی آمد پر خطبہ چھوڑ کر منبر سے اُتر آتے تھے۔ حسینؓ کو کاندھے پر بٹھا کر اُن کے ہاتھوں میں اپنی واکیل زلفیں پکڑا کر اُن کا گھوڑا بن جاتے تھے اور نعم الراکب ھذہ فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو فرماتے تھے جس نے حسینؓ سے لڑائی کی اس نے ہم سے لڑائی کی تو تم حسینؓ سے لڑنے والے کو پیدائشی جنتی کہہ رہے ہو۔ تم خود کو اہلسنت

marfat.com

کس طرح کہہ سکتے ہو جبکہ تمہارا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہو چکا ہے۔ توبہ کے دروازے تو بند نہیں لیکن تمہارا توبہ کی طرف لوٹ آنا اب ممکن نہیں رہا کیونکہ دشمنِ آلِ رسول کو اللہ تعالیٰ توبہ کی بھی توفیق نہیں دیتا۔

دلیل پر دلیل

بہر حال ہم تمہاری ان خرافات کا بار بار اعادہ کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ اسی لئے تمہارے استدلال کو توڑنے کے لئے صرف اشاروں اور کنایوں سے ہی کام لیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو روایات تم لوگوں نے امام حسین کے خلاف استعمال کی ہیں وہ سب کی سب تو یزید پلید کی ناجائز امارت پر شاہد عدل ہیں کیونکہ

امام عالی مقام شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا امام حسین کا یزید کی بیعت نہ کرنا اس امر کی واضح ترین دلیل ہے کہ یزید کی حکومت عند الشرع قطعی طور پر غلط تھی۔

اور یہ اس طرح کہ اگر امارت یزید پلید درست ہوتی تو اس کی بیعت امام حسین کیلئے ضروری تھی ورنہ آپ کی موت جاہلیت اور جہنمیوں کی موت ہوتی۔

مگر امام حسین کی موت نہ جاہلیت کی موت ہے اور نہ جہنمیوں کی موت ہے۔ نہ باغیوں کی موت اور نہ مجرموں کی موت بلکہ آپ کی موت شہادت کی موت ہے شیر دلیروں اور مجاہدوں کی موت ہے، ایمانداروں اور جنتیوں کی موت ہے نہ صرف جنتیوں کی موت بلکہ جنت کے سرداروں کی موت ہے۔ اس لئے کہ حسین علیہ السلام کو تو تاجدار مدینہ اور صاحب شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں ہی جنت کے جوانوں کی سرداری کا تاج پہنا رکھا ہے۔

کیا اس سے بڑھ کر بھی دیوانگی کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے کہ جس برگزیدہ ہستی کو اللہ کا رسول جنت کے جوانوں کا سردار کہے اسکی موت کو معاذ اللہ جہالت کی موت کہا جائے اور جسکی شہادت کا تصور کر کے اللہ کے رسول نے آنسوؤں کی برسات کر دی ہو اُسے باغی

marfat.com

محمول رخاطی قرار دے دیا جائے۔

یہ حدیث

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ۔

ترمذی جلد دوم ص۲۲۱ ابن ماجہ ص۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص۲۰۶ مسند احمد جلد سوم ص۶۲،۲،۳ جلد پنجم ص۳۹۱ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۶۲۵، رشحۃ اللمعات جلد چہارم ص۶۹۶۔ الاصابہ جلد اوّل صفحہ ۳۲۹۔ استیعاب جلد اوّل ص۳۷۵ مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم ص۴۷۵۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس واضح ترین فرمانِ اقدس کے بعد کہ حضرات حسن و حسین علیہما السلام جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ کسی سر پھرے کا ان پر بغاوت وغیرہ کا الزام لگانا محض جہالت اور حقائق سے گریز ہے۔ جنّت کی سرداری اس شخص کو کیسے مل سکتی ہے جو ولی اللہ بھی نہ ہو اور دنیاوی جاہ و جلال کا متوالا بھی ہو۔ دنیاوی حکومت کا بھوکا بھی ہو اور سرکش و باغی بھی ہو۔ لٹیرا اور ڈاکو بھی ہو۔ دوسروں کا حق بھی چھینتا پھرتا ہو۔ دین میں فتنے بھی پیدا کرتا پھرے اور بزرگوں کا کہا بھی نہ مانے۔

اب یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام حسین علیہ السلام کے متعلق خارجیانہ تصوّرات لغو اور باطل ہیں اور یا پھر یہ کہنا پڑے گا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشِ نظر جنّت اور جنّت کے جوانوں کی سرداری کا کوئی معیار نہیں تھا۔ اور مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غلط آدمی کے لئے یہ اعزازِ عظیم مقرر کر دیا ہے معاذ اللہ کیونکہ جنّت کے نوجوانوں کی سرداری کا خلعت کوئی معمولی اعزاز تو نہیں جو ہر شخص کو عطا ہو جاتا یہ تو اسے ہی مل سکتا تھا۔ جو اس کا اہل ہو۔ جو اپنے غلاموں سے ہر خوبی میں بہتر و برتر ہو

س ہ تقویٰ وطہارت اور اس کی عبادت و ریاضت اُن سب سے بڑھ کر ہو جن کا دہ
سردار ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ اعزاز تو صرف اُسی ہستی کو مل سکتا ہے۔ جس نے دوسرے سب
لوگوں سے بڑھ کر آخرت کو دُنیا پر ترجیح دے رکھی ہو اور اس کا کردار مکمل طور پر بے داغ
اور ہر دنیاوی آلائشں سے پاک ہو۔

اگر سرکارِ دوعالم کا یہ فرمان درست ہے تو پھر یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا کہ جناب
امام حسین علیہ السلام کا چلنا، پھرنا، بیٹھنا، اٹھنا۔ سونا جاگنا ہر کام اور ہر بات رضائے
الٰہی کے تابع اور منشائے خداوندی کے عین مطابق ہے۔

تعصّب کی عینک

ہم اس امر کا متعدد بار اظہار کر چکے ہیں کہ معاندینِ سبطِ رسول بصارت و بصیرت
سے قطعی طور پر محروم ہو چکے ہیں اور انہیں کچھ نظر آتا بھی ہے تو وہ تعصب اور بددیانتی
کی عینک کا صدقہ ہے ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے
ایک مشروط فرمانِ مغفرت کے پیشِ نظر یزید کو پیدائشی جنتی، صحابہؓ کا امام، صحابہؓ کا امیر
مجاہدِ اعظم، فاروقِ ثانی، امیر المؤمنین۔ امام المجاہدین، یگانہ روزگار اور رشد و ہدایت کا
آفتاب، محدث و فقیہہ اور عابد و زاہد بنا کر پیش کیا جاتا۔ اور جس کے متعلق حضور
آقائے نامدار۔ تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوجوانِ جنت کی سرداری کی بشارت
دی ہو اُسے سراپا جرم و خطا اور سزاوارِ جہنّم تک کہہ دیا ہو۔ بس یہ سارا کمال تعصّب
کی جنوں خیزی کا عطا کردہ ہے۔ ورنہ شہزادۂ رسولؐ کی شان میں تو اس قدر صراحت
کے ساتھ صحیح تر روایات کا ذخیرہ موجود ہے کہ جس کے اظہار کے لئے سینکڑوں
صفحات بھی کم ہیں۔ بہر حال ہم اُن میں سے چند روایات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔
تاکہ حق و باطل کا واضح امتیاز ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ یزیدیوں نے اس مقدس ذات پر حرف گیری

marfat.com

ہی ہے جس کے متعلق دل میں ذرہ برابر بھی بُرا گمان آجائے تو ایمان کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

مقامِ حسینؑ نگاہِ رسولؐ میں

قارئین دو روایات ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کا آیۂ تطہیر میں شامل ہونا اور نوجوانانِ جنت کا سردار ہونا صحیح احادیث کی صورت میں ثابت ہے۔ اب آپ اس سلسلہ میں مزید روایات ملاحظہ فرمائیں۔

ہم تم سے تم ہم سے

حضرت یعلیٰ ابنِ مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے جو حسینؑ سے محبت کرے۔ حسینؑ اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔ عربی متن ہے

عن یعلیٰ بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینٌ منّی و انا من الحسینِ احب اللہ من احب حسیناً حسین سبط من الاسباط۔ نور الابصار صفحہ ۱۱۹

(ترمذی شریف جلد دوم ص۲۴۲، مشکوٰۃ جلد دوم ص۶۹۲۔ اشعتہ اللمعات جلد چہارم ص۵۹۵۔ البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص۲۰۶)

کیا دنیا کا کوئی خارجی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس قسم کا کوئی عظیم اعزاز یزید بدبخت کے لئے بھی مقرر فرمایا ہو۔

حضور سرورِ دو عالم اپنے نواسے کو یہ بھی فرماتے ہیں حسین ہم سے ہیں۔ اور یہ اعزاز بھی دیتے ہیں کہ ہم حسین سے ہیں یہی نہیں بلکہ محبان حسین کو بشارت دیتے ہیں کہ جو میرے حسین سے محبت کرے خدا تعالیٰ اس سے محبت کرے اور یہی نہیں

marfat.com

بلکہ آپ فرماتے ہیں حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

شارحین حدیث نے سبط کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سبط وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک اور شاخیں لاتعداد ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو اس لئے اسباط کہا گیا ہے کہ اُن سے آپ کی بہت زیادہ نسل مبارک چلی اور اس کا ذکر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اس طرح فرمایا۔ "وقطعناھم اثنا عشر اسباطاً" اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے طور پر اُن کا متعدد بار ذکر اسباط ہی کے نام سے کیا ہے یہی وجہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نواسے کو سبط کہہ کر پکارا۔ کیونکہ آپ کی نسل پاک کو کثرت کے ساتھ امام حسین ہی سے چلنا تھا۔ رئیس المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اسباط جماعت و فرزندان یعقوب علیہ السلام و اسباط از بنی اسرائیل چنانچہ قبائل از عرب و سبط بالتحریک در اصل درختے کہ او را شاخہائے بسیار باشد و بیخ وے یکے و تسمیہ حسین بہ سبط اشارت است بانکہ منشعب میگردد از نسلِ وے خلق کثیر۔ (اشعۃ اللمعات ۵۹۵/۴)

بہر حال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی ذات سے منسوب کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ حسین کی شان میں کسی قسم کی بدگوئی براہِ راست رسولِ اکرم کی شان میں گستاخی کرنے کے مترادف ہے۔

والہانہ محبت

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں جناب حسن اور جناب حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے انہوں نے سُرخ رنگ کی قمیصیں زیب تن فرما رکھی تھیں۔ اور وہ چلتے چلتے

marfat.com

گر پڑتے تھے (اُن کو گرتے دیکھا تو امام الانبیاء سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ چھوڑ دیا اور منبر سے نیچے اتر آئے اور اُن دونوں کو گود میں اٹھالیا ۔ اور اپنے سامنے بٹھا کر ارشاد فرمایا ۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اور تمہارے مال آزمائش ہیں ۔ ہم نے ان دونوں بچوں کو گرتے دیکھا تو ہم صبر نہ کر سکے حتیٰ کہ ہم نے اپنی بات قطع کرتے ہوئے ان کو اٹھالیا ۔ متن یہ ہے ۔

عن بریدۃ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یخطبنا اذ جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللّٰہ تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما

(ترمذی جلد دوم ص ۲۳۱ ، مشکوٰۃ جلد دوم ص ۶۲۳ ۔ البدایۃ والنھایۃ جلد ہشتم ص ۲۰۵ "ابوداؤد" "لمعات" "اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۶۹۵ نسائی مسند احمد

یہ ہے سرکارِ دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والہانہ محبت اپنے نواسوں سے کہ اُن کو گرتے دیکھا تو خطبہ چھوڑ دیا ۔ جن مقدس ہستیوں سے رسولِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت ومحبت کا یہ عالم ہو ۔ جنہیں حضور اپنی اولاد کہہ کر قرآن کی آیت سے استدلال قائم کریں ۔ اُن کے مقابلہ میں یزید پلید کی قصیدہ خوانی کرنا بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے ؟ ۔

آنسو رسولؐ کے

سیدہ ام الفضل بنت حارث زوجہ عباس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے آج رات ایک بھیانک خواب دیکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کی حضور بہت ہی خطرناک ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے عرض تو کرو۔ تو انہوں نے عرض کی کہ میں نے دیکھا جیسے آپ کے جسم انور کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ میری بیٹی فاطمۃ الزہرا کے گھر لڑکا پیدا ہوگا اور وہ تمھاری گود میں رہے گا۔

چنانچہ جناب فاطمۃ الزہراؑ کے گھر صاحبزادہ پیدا ہوا اور رسول اللہ کے فرمان کے مطابق میری گود میں رہتا اور پھر میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بچے کو آپ کی گود میں دیا اور ذرا سا خیال ہٹ جانے کے بعد جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ روتے کیوں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں جبریل نے آکر خبر دی ہے کہ میرے بیٹے کو میری امت شہید کرے گی۔ ہم نے پوچھا کہ اس کو؟ تو اس نے کہا ہاں۔ تو پھر جبریل نے وہاں کی سرخ مٹی بھی ہمیں لا کر دی۔ متن یہ ہے۔

عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رایت حلماً منکر اللیلۃ۔ قال ما ھو؟ قالت انہ شدید قال وما ھو؟ قالت رایت کان قطعۃ من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رایت خیرا تلد فاطمۃ انشاء اللہ غلاما یکون فی حجرک؟ فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدخلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم کانت

marfat.com

منی التفافۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھریقان الدموع قالت فقلت یانبی اللہ بابی انت وامی مالک ؟ قال اتانی جبریل علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا۔ فقلت ھذا؟ قال نعم واتانی بتربتہ حمراء۔

(المستدرک جلد سوم ص۱۷۷۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۵۷۲ مرأۃ جلد ہشتم ص۴۹۱ ماثبتہ بالسنۃ ص۲۳۹ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۰۰۰ مسند احمد جلد اول ص۸۵ جلد سوم ص۲۴۲، ص۲۶۵ جلد ششم ص۲۹۴)

ان آنسوؤں کی قیمت

قارئین اندازہ فرمائیں کہ جس شہزادۂ کونین کی شہادت مبارکہ کا تصور کرتے ہوئے بھی تاجدار انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسوؤں کے سوتے پھوٹ نکلیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جس کی شہادت کی خبر دینے کے لیے جبریل کو مامور فرمائیں اُسے عام لوگوں میں شمار کرنے کا کیا جواز ہے اور اس شہادت عظمیٰ کو ایک اتفاقی حادثہ کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے جس کا ازل سے ہی اسقدر اہتمام اللہ تعالیٰ نے کر رکھا ہو۔

ہمیں تو اُن لوگوں کی عقلوں پر افسوس ہو رہا ہے جو یہ باور کرانے کے درپے ہیں کہ امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کو فلاں جلیل القدر صحابی نے کوفہ جانے سے روکا اور آپ کے فلاں رشتہ دار نے اس فتنہ انگیزی سے منع کیا اور آپ کو فلاں نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر سمجھانے کی کوشش کی مگر آپ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ آپ کوفہ والوں کے خطوط فخریہ طور پر لوگوں کو دکھاتے اور ہر قیمت پر یزید کیخلاف محاذ آرائی کے منصوبہ کو محض حب جاہ کے لئے پورا کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اور آپ نے معاذ اللہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امت کو فتنوں میں مبتلا کرنے کے لئے فتنوں کا دروازہ کھول دیا۔

marfat.com

اِس قسم کے تاثرات پھیلانے والے لوگوں کو محققین کی صف میں شمار کرنا انصاف و دیانت کی گردن پر چھری پھیرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مخبرِ صادق اور رسولِ رحمت کے آنسوؤں کی یہی قدر و قیمت ہے کہ ان کے امتی ہونے کا لیبل بھی چہروں پہ چپکایا جائے اور انہی کی دی ہوئی خبروں کا بھی تمسخر اڑایا جائے۔

جس شہادت کی خبر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ظہور سے پچاس برس پہلے بھیج رکھی تھی اُسے کسی بھی بڑے سے بڑے صحابی کے مشورہ سے کس طرح ملتوی کیا جا سکتا تھا۔ اور امام حسین علیہ السلام یہ جانتے ہوئے بھی کہ مشیتِ الٰہیہ کا پروگرام کیا ہے۔ اپنے سفر سے رُک جانا کس طرح گوارا کر سکتے تھے؟ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فتنہ انگیز باغی لٹیرے اور ضدی انسان کی شہادت کے تصور سے بے ساختہ رو دیئے تھے اور حیرت سے جبریل پر سوال کرتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی شہادت کی خبر دے رہے ہو جو میری گود میں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس رسولِ مقدس کا ہر سانس رضائے الٰہی کے تابع ہو وہ کسی باغی اور لٹیرے کی موت پر غم کے آنسو ہرگز نہیں بہا سکتا تھا اور وہ بھی اس صورت میں کہ اسی واقعہ کے ظہور میں آنے سے نصف صدی پہلے۔

اور پھر جبریلؑ کا سرزمینِ کربلا کی سرخ مٹی پیش کرنا اور دیگر روایات کے مطابق اُس کو سونگھ کر آپ کا فرمانا کہ اس سے کرب و بلا کی بُو آتی ہے، انتہائے غم نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کی موت کے تصور سے امام الانبیاء کی آنکھیں چھلک جائیں اور غم کے پہاڑ ٹوٹ جائیں اُسے مجرم اور باغی کے نام سے یاد کرنے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔ اس لیئے کہ شہزادۂ رسول کی شہادت میں نقائص تلاش کرنا، تاجدارِ مدینہ کے آنسوؤں کی توہین ہے۔ ان آنسوؤں کی توہین جن کے ایک قطرہ کی قیمت میں دونوں جہانوں کی دولت بھی کم ہے اور خاص طور پر یاد رکھنے کی یہ

marfat.com

بات ہے کہ یہ روائت صحیح کتبِ احادیث میں آئی ہے اور محدثین نے اس کی صحت پر ہر دور میں مہر تصدیق ثبت کی ہے اور یہ ہرگز ایسی روائت نہیں جسے شیعوں کی من گھڑت قرار دیا جائے اور نہ ہی اسے ابو مخنف اور طبری کا سہارا لیکر کذب و افترا کا پلندہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہ محبت یہ پیار

(۱) ابوالحسن بن ضحاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرتِ حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لعاب اس طرح چوس رہے تھے جیسے کوئی شخص کھجور کو چوستا ہے۔

و روی ابوالحسن بن الضحاک عن ابی ھریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمتص لعاب الحسین کما یمتص الرجل الثمرۃ۔

(نور الابصار ص۱۳۹)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون پیارا ہے تو آپ نے فرمایا حسن اور حسین اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرماتے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ اور پھر اُن کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لپٹا لیتے۔

عن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای اھل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمھما ولیضمھما الیہ۔

ترمذی جلد دوم ص۲۴۷ ۔ مشکوٰۃ جلد دوم ص۵۶۳ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۶۹۵

مراۃ جلد ہشتم ص۴۷۹ صواعق محرقہ ص۱۹۲

marfat.com

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلس فی المسجد "فقال این لکع" فجاء الحسین یمشی حتی سقط فی حجرہ فجعل اصابعہ فی لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمہ ای الحسین فادخل فاہ فی فیہ ثم قال اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ

نور الابصار ص ۱۳۹

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ نے فرمایا بچہ کہاں ہے پس جناب حسینؑ چلتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں ناناجان کی ریش مبارک میں پھیرنے لگے اور پھر حسینؑ نے اپنا منہ کھولا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے منہ میں اپنی زبان ڈال کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کی کہ یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اُس سے بھی محبت کر جو اُس سے محبت کرے۔

اسی طرح ابوہریرہ کی دوسری روایت میں ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھوں میں پکڑ کر پہلے ان کے پاؤں اپنے پاؤں پر رکھے اور پھر اپنے سینے پر رکھ کر بوسہ دیا اور دُعا فرمائی کہ یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہو تو بھی اس سے محبت کر۔ عربی متن یہ ہے۔

علیہ وآلہ وسلم وھو آخذ بکفی حسین وقدماہ علی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یقول "ترق عین بقۃ" قال فرقی الغلام حتی وضع قدمیہ علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " افتح فاک" ثم قبلہ، ثم قال اللھم احبہ فانی احبہ۔

(الاستیعاب جلد اول ص ۳۸۲)

marfat.com

کیوں سُونگھتے تھے

تاجدارِ عرب و عجم امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے نواسوں سے یہ والہانہ پیار ہم سے کس بات کا اقتضا کرتا ہے۔ یہ نام نہاد محققین کو سوچ کر بتانا چاہیئے۔

جن سے تاجدار انبیاء کی محبت کا یہ عالم ہو کہ اُن کو دیکھے بغیر آپ بے قرار ہو جائیں اور یہ ارشاد فرمائیں کہ میرے بیٹوں کو لاؤ اور اُنکو سونگھ سونگھ کر سینے سے لپٹا لیں۔ اُن سے بغض رکھنا محبتِ رسول کی توہین و تنقیص نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور تو فرماتے ہیں کہ مومن ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ہم کو ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھے اور محبوب تو وہی ہو سکتا ہے جس کی ہر ادا کو محبوب رکھا جائے۔ چہ جائیکہ محبوبؐ کے محبوبؑ پر تنقید کی جائے اور محبتِ محبوب میں نقائص تلاش کئے جائیں۔

جس کے لعابِ دہن کو محبوبِؐ کبریا چوستے ہیں اُس کے خمیر کی پاکیزگی اور فطری طہارت کا انکار کسطرح کیا جا سکتا ہے۔ کیا حضور امام الانبیاء اپنے شہزادوں کو بچے سمجھ کر سونگھتے تھے۔ نہیں بلکہ آپ تو اپنے نواسوں کے اجسادِ اطہر میں بسی ہوئی جنت کی خوشبوؤں کو سونگھتے تھے عام بچوں کو سونگھنے کا کیا جواز ہے۔ سونگھا تو اُسے جاتا ہے جس میں خوشبو ہو۔

محبّت ہی محبّت

یہی نہیں بلکہ حسینؑ تاجدار انبیاء کے پاس آتے تو آپ والہانہ اپنی گود کھول دیتے اور حسینؑ نانا کی آغوش میں بیٹھ کر آپ کی ریش مبارک سے کھیلنا شروع کر دیتے۔ نواسہ کی معصومانہ نگاہوں پر نانا کو اس قدر پیار آتا کہ آپ اُن کے منہ میں اپنی زبان ڈال دیتے اور پھر دُعا فرماتے۔

یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبّت کر جو اس سے محبت کرے۔

marfat.com

میزان قائم کر دیا

اور پھر تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک میزان قائم فرما دیا کہ حسنین کریمین سے محبت کرنا دراصل ہم سے محبت کرنا ہے اور ان سے بغض و عداوت رکھنا حقیقت میں ہم سے دشمنی رکھنا ہے۔ اور ان کی محبت ہماری محبت اور ان کی دشمنی ہماری دشمنی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو کوئی حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ ہم سے بغض رکھتا ہے

عن ابو ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی۔

ابن ماجہ ص۱۱ مسند احمد جلد دوم ص۵۳۱، ۵۴۲ ترمذی جلد دوم ص۲۳۱
مشکوۃ جلد دوم ص۵۶۳۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۶۹۲ مراۃ جلد ہشتم ص۴۷۶

اور پھر اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی ہماری بیٹی فاطمۃ الزہرا اور ان کے شوہر حیدر کرار اور ان کے بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اجمعین سے صلح رکھے گا اس کی ہمارے ساتھ صلح ہے اور جو ان کے ساتھ لڑائی کرے گا اس کی ہمارے ساتھ لڑائی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ نظر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی والحسن والحسین والفاطمۃ فقال انا حرب لمن حاربکم سلم لمن سالمکم

البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص۳۵، ص۲۰۵ صواعق محرقہ ص۱۸۷۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۶۹۱۔
ترمذی شریف جلد دوم ص۲۲۹ مراۃ جلد ششم ص۴۶۹ مشکوۃ شریف جلد دوم ص۶۴۳۔

marfat.com

جہنم کا راستہ

حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ بھی فیصلہ فرما رکھا ہے کہ بغضِ حسینؑ جہنم میں داخلے کی دلیل ہے۔ سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا حسنؑ وحسینؑ میرے بیٹے ہیں جس نے ان سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ہم سے محبت کی اس نے اللہ تعالےٰ سے محبت کی اور جس نے اللہ تعالےٰ سے محبت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے حسنؑ وحسینؑ سے بغض رکھا اس نے ہم سے بغض رکھا جس نے ہم سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ تعالےٰ سے بغض رکھا وہ جہنم میں داخل ہوا۔

عن سلیمان قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم الحسن والحسین ابنای من احبھما احبنی ومن احبنی احبہ اللہ ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنۃ ومن ابغضھما ابغضنی ومن ابغضنی ابغضہ ومن ابغضہ ادخلہ النار۔ المستدرک للحاکم جلد سوم ص۱۶۶

کتب احادیث میں اس قسم کی روایات مزید کئی طریقوں سے بھی موجود ہیں۔ جن میں اللہ تبارک وتعالےٰ کے پیارے محبوب حضور رحمۃ للعٰلمین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب حیدرِ کرار جناب فاطمۃ الزہرا، جناب حسن اور جناب حسین علیہم السلام کی محبت کو اپنی ذاتی محبت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی بارگاہِ مقدس میں بار بار دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ میں حسینؑ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اُن سے بھی محبت کر جو اِن سے محبت کرے۔

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کی عظمت کے لئے یہ معمولی بات نہیں کہ امام الانبیا ان کیلئے خدا تعالیٰ سے بھی محبت طلب کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کے لئے بھی یہ معیار قائم کرتے ہیں کہ میرے نواسے

سے محبت کرو گے تو خدا بھی تم سے محبت کرے گا کیونکہ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں یقیناً شرف قبولیت کو پہنچ چکی ہیں۔ اور یقیناً خدا تعالےٰ اپنے محبوبؐ کے محبوبؑ سے محبت فرماتا ہے۔

ان روایات کی روشنی میں یہ قطعی وضاحت ہو جاتی ہے کہ امام حسینؑ سے محبت کرنا عین منشائے خدا و رسول ہے اور ان سے بغض و عداوت رکھنا عین خدا و رسول کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا ہے۔ اُن سے صلح خدا و رسول سے صلح اور ان سے جنگ کرنا اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

اب دشمنانِ حسینؑ اور حامیانِ یزید کو خود ہی فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ حسینؑ کس شمار و قطار میں ہے کہ نہیں۔

تم کہتے ہو حسین راہِ حق سے بھٹک کر یزید کے مقابلہ میں آئے تھے مگر رسولِ برحق اُنکی محبت کو اپنی محبت اور ان کی دشمنی کو اپنی دشمنی سے موسوم کرتے ہیں۔

تم کہتے ہو یزید کو اپنی حکومت کے تحفظ کے لئے ایسا اقدام ضروری تھا کہ حکومت کے باغیوں اور سرکشوں کے سر قلم کر دیئے جاتے رہیں۔

مگر حضور سرور دو عالم فرماتے ہیں جس نے حسینؑ کے ساتھ صلح رکھی اس کی ہمارے ساتھ صلح ہے اور جس نے حسینؑ کے ساتھ جنگ کی اس نے ہمارے ساتھ جنگ کی۔ تو اس صورت میں حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے اور کرانے والوں کی وکالت کرنا جہنم کا راستہ نہیں تو اور کیا ہے؟

کسی بھی شخص کے مسلمان رہنے کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ وہ اپنی پسند پر خدا اور رسول کی پسند کو ترجیح دے اور اپنی رضا کو خدا و رسول کی رضا کے تابع کر دے۔

یہ کہاں کی مسلمانی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ اور اس کا محبوب پسند کرتا ہو اور اس سے محبت کرتا ہو اُس سے نہ صرف بھی اظہار تنفر کیا جائے اور دوسروں کو بھی درسِ نفرت دیا جائے۔

marfat.com

امام حسینؑ محبوبِ خدا کے محبوب ہیں۔ اُن سے مبالغے کے ساتھ بھی محبت جائز ہے چہ جائیکہ اُن پر الزام تراشیوں اور بہتانوں کا نام خدمتِ اسلام اور تحقیق رکھ دیا جائے۔

اسلام کے نام پر تحقیق کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسلام کے مسلمہ اصول و ضوابط کو پامال کرتے ہوئے بنیاد تحقیق رکھی جائے۔ اور پھر تحقیق بھی تو ہو۔ دامن میں تو بے ایمانی اور بددیانتی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تحقیق کیا ہے؟ عبارات کو قطع برید کرنے اور سو فیصدی کذب سرائی کا نام تحقیق کب ہو سکتا ہے۔ یہ تو بس نوشتۂ جہنم اور جھوٹی شہرت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

تم نے شبیر علیہ السلام پر طعن و تشنیع کے تیر برسا کر شبیرؑ کے نانا کو واضح طور پر اذیت دی ہے حضور سرورِ عالم کا ارشاد ہے کہ جس نے ہمارے ایک بال کو بھی اذیت دی اُس نے ہمیں ایذا دی۔ اور حسین علیہ السلام تو حضور کے گوشت کے ٹکڑا کا ٹکڑا ہیں۔ حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کر کے اُن کو ایذا دینے والو تم نے درحقیقت اللہ کے رسول کو ایذا دی ہے جبکہ اللہ و رسولؐ کو ایذا دینے والوں پر قرآن نے لعنت فرمائی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (الاحزاب ۵۷)

بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اُن پر اللہ لعنت کرتا ہے دنیا و آخرت میں اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دو پھول محمد عربی کے

تاجدارِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء اپنے شہزادوں جناب سیدنا حسن علیہ السلام اور جناب سیدنا حسین علیہ السلام کو فرماتے تھے کہ یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ چنانچہ یہ روایت متفق علیہ صحیح اور متواتر سے ثابت ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال

marfat.com

ان الحسین والحسین ھما ریحانی من الدنیا بعض روایات میں ہے ریحانتای من الدنیا :۔

ترمذی شریف جلد دوم ص۲۲۱ ، بخاری شریف جلد اول ص۵۳۰ - مسند احمد حدیث ۵۵۶۸
البدایۃ والنھایۃ جلد ہشتم ص۲۰۵ مشکوٰۃ ۱۳/۱۳ نور الابصار ص۱۳۰

مندرجہ بالا روایت سینکڑوں کتب احادیث وسیر میں موجود ہے چونکہ بخاری ان لوگوں کے لئے مسلمہ کتاب ہے۔ اس لئے زیادہ حوالہ جات درج نہیں کیے گئے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس مقدس ہستی کو اپنا پھول کہیں اس کو پامال کرنے والوں اور انکے وکلاء وحوارین کا حشر کیا ہوگا؟ جن کے دامن میں یزیدیت کے کانٹے سجے ہوئے ہیں، وہ قیامت کے دن رسول عربی کے سامنے کس منہ سے جا کر طالب شفاعت ہوں گے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گل رعنا کی دلآویزیوں اور رعنائیوں پر منحوس تحریروں کے سائے پھیلانے والے ہرگز اس کے حقدار نہیں کہ انہیں مسلمان سمجھا جائے انکو مسلمان خیال کرنا بھی توہین اسلام ہے ۔

یہ تصوراتی دلیل نہیں کہ امام عالیمقام امام حسین علیہ السلام کو اذیت دینا رسول اللہ کو اذیت دینے کے مترادف ہے بلکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کیونکہ حضور سرور کائنات کو آپؑ سے جس قسم کی والہانہ محبت ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو نواسے کی خوشی سے خوشی اور غم سے غم حاصل ہو۔ اور اس کے متعلق بیشتر شواہد کتب احادیث وسیر میں موجود ہیں۔

چنانچہ حضرت زید بن ابی زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے حجرہ مبارک سے نکلے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک سے گزرنے لگے تو آپ نے امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مجھے اس کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے

عن زید بن ابی زیادۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من

marfat.com

بیتِ عائشۃ فمر علی بیت فاطمۃ فسمع حسینا یبکی فقال

الم تعلمی ان بکاؤہ یوذینی۔ نور الابصار ص۱۳۹

بہرحال یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چلتی پھرتی محبت کا نام امام حسن اور امام حسینؑ علیہما السلام ہیں اور محبتِ رسول سے محبت کرنا عین ایمان اور محبتِ رسول سے بغض صریح منافقت ہے۔ حضور سرورِ کائنات نے یہ بھی فرما رکھا ہے کہ جس نے ہماری عترت کو ستایا اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوگا۔ متن یہ ہے:۔

اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی (حوالہ آگے آئیگا)

ذوقِ جبرئیل علیہ السلام

امام عالی مقام امام علیہ السلام بچپن میں اپنے برادرِ مکرم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے۔۔ کشتی کر رہے تھے تو حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن کو مخاطب کر کے فرمایا حسن پکڑلو۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا نے عرض کی یا رسول اللہ آپ چھوٹے کے مقابلہ میں بڑے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا "بیٹی حسینؑ کو جبرئیل کہہ رہے ہیں کہ حسنؑ کو پکڑلو چنانچہ کتب احادیث میں یہ روایت اس طرح مرقوم ہے:۔

اصطرع الحسن والحسین بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایھا حسن فقالت فاطمۃ یا رسول اللہ تستنھض الکبیر علی الصغیر فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذا جبرئیل یقول ایھا حسین خذ الحسن۔

لہ بعض روایات میں یہ لفظ ھی حسن بھی آیا ہے۔

marfat.com

الاصابہ فی تمیز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی جلد اول ص ۲۳۱ شواہد النبوۃ ص ۳۰۴
نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۲۲ نور الابصار ص ۱۳۹ خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۶۵
اشرف المؤبد ص ۴۳۔

یہ اعزازِ عظیم

قرۃ العین بتول اور سبطین رسول جناب حسنین کریمین کی بچپن میں اس کشتی کے پس منظر اور پیش منظر کو اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو دونوں شہزادوں کی شان و عظمت کا جو اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا ہلکا سا عکس یہ ہے کہ خداوندِ قدوس جل و علیٰ کو اُن کی مقدس حیاتِ طیبہ سے ایک خاص لگاؤ اور گہرا شغف تھا۔ ورنہ کشتیاں تو اس عالمِ انسانیت میں کروڑوں بچوں نے کھیلی ہونگی، مگر ایسا تو شاید ہی کوئی برگزیدہ اور توجہاتِ الٰہیہ کا مورد بنا ہو جس کے کھیل کود میں دلچسپی لینے کے لیے جبریل علیہ السلام کو بھیجا گیا ہو۔ اور ایک بھائی کو شہنشاہِ کون و مکان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی لڑاتے ہوں اور دوسرے کو رسول الملائکہ اور مقامِ سدرہ کے مکین حضرت جبریل امین علیہ السلام زورِ یداللّٰہی کے جوہر دکھانے پر ابھار رہے ہوں۔

بہر حال سیدنا امام حسین علیہ السلام کی تربیت کا ہر دور منشائے ایزدی کے عین مطابق اور آپ کا ہر فعل عین رضائے الٰہی کے تابع اور آپ کا ہر قول قولِ مصطفےٰ علیہ السلام کا عکسِ جمیل ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے اقوال و افعال پر تنقید و جرح براہِ راست ارادۂ خداوندی کی تکذیب اور ذوقِ مصطفائی و مرتضائی کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔

قطعی طور پر صحت مند روایات کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے شرف و افضلیت پر اس قدر جواز موجود ہے کہ اس کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لئے ہزاروں صفحات بھی متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے فی الحال ان چند روایات کو درج کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے ایک مسلمہ اصول کے مطابق چند ایسی روایات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جن کی روشنی میں معلوم ہو

marfat.com

جائیگا کہ مسلمانوں کے لئے پیروئ حسین علیہ السلام کرنا ضروری ہے یا ان کے مقدس افعال و اقوال پر غیر مسلموں کی طرح جرح کرنا راہِ صواب ہے۔

تعینِ اہلبیت

ہم اس بحث میں نہیں الجھیں گے کہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اہلبیت میں کون کون لوگ شامل ہیں۔ اس لئے کہ یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات بھی اہلبیت میں سے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ آپ نے اولادِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے اہلبیت کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ آپ نے حضرت اسامہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بھی اہلبیت میں شامل فرما لینے کا ارشاد فرمایا۔

محدثین کرام نے اہلبیت میں شامل ہونے والی تمام مقتدر ہستیوں کے متعلق قطعی وضاحت کر رکھی ہے کہ "علماء در تطبیق ایں اقوال و توجیہہ ایں اطلاقات گفتہ اند کہ بیت سہ است بیت نسب و بیت سکنیٰ و بیت ولادت۔ ازواج مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلبیت سکنی اند و اطلاق اہلبیت بر زنان مرد اخص و اعرف است بحسب عرف و عارف و اولاد شریف آنحضرت اہلبیت ولادت اند و بیت نسب پس بنو ہاشم اولادِ عبدالمطلب اہلبیت پیغمبر است از جہت نسب و اولاد۔" اشعۃ اللمعات ۶۸۱

اس عبارت سے صاف طور پر واضح ہے کہ نسلی اہلبیت صرف اور صرف آپ کی اولاد پاک ہے ویسے بھی یہ ایک اصولی بات ہے جس سے انکار کا کوئی جواز نہیں

اس اہلبیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاروں مقدس صاحبزادیاں جناب سیدہ زینب، جناب سیدہ رقیہ جناب سیدہ ام کلثوم جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہن

اور

marfat.com

تینوں صاحبزادے جناب سیدنا طیب، جناب سیدنا طاہر، جناب سیدنا ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان کی تمام اولاد پاک شامل ہے۔ اور ان میں ہی جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی صاحبزادی محترمہ جناب سیدہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جناب فاطمۃ الزہرا کی تمام اولاد جناب امام حسن و حسین کریمین، جناب زینب و ام کلثوم اور رقیہ اور ان کی اولاد بھی بلاشبہ اسی زمرۂ مقدس میں شامل ہیں علیہم الصلوات والسلام

یہ بھی اہلبیت ہیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عام طور پر نسلی اہلبیت میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا انکے شوہر اور انکی اولاد ہی کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے۔ چونکہ ان افراد اربعہ سے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو گہری عقیدت ہے اس لئے ان چاروں کی افضلیت میں جو روایات کتب احادیث میں شامل ہیں وہ خوارج و نواصب کے نزدیک نہ صرف یہ کہ محل نظر ہیں بلکہ یہ عقیدت مند طبقہ کی اپنی ایجاد ہے۔

چنانچہ ابن تیمیہ اور اس کے ہمنواؤں نے ایک فارمولا تیار کر رکھا ہے کہ خود ہی مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر استدلال قائم کرو اور خود ہی ان تمام روایات کو وضعی اور من گھڑت قرار دے دو۔

حالانکہ ان کا یہ مکروہ فارمولا محدثین کی پوری جماعت نے انصاف و دیانت کے خلاف قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ محض تصوراتی مفروضہ ہے۔ جسکا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور خوارج کے اس مفروضہ کے برعکس جو ناقابل تردید حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ امہات المومنین میں صرف دو ازواجِ رسولؐ سے سلسلۂ اولاد چلا۔ ایک کا اسم گرامی جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ہے اور دوسری کا جناب سیدہ ماریہ قبطیہ۔ مؤخر الذکر ام المومنین سے صرف ایک صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ہوئے۔ اور اٹھارہ یا سولہ مہینے کی عمر مبارک

marfat.com

میں ہی وصال فرما گئے ۔ اپنے اس صاحبزادہ مکرّم کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ہاتھوں پر اٹھا کر آنسو بہاتے رہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ میرا بیٹا زندہ رہتا تو ہم اس کی والدہ کے تمام خاندان والوں کا جزیہ معاف فرما دیتے اور پھر فرمایا کہ میرے اس بیٹے کو عالم شیر خوارگی ہی میں جنت الفردوس میں بلا لیا گیا ہے ۔ اب اس کے دودھ پلانے اور دایہ کے فرائض جنت کی حوریں انجام دیں گی ۔

کیوں اور کیسے

قارئین اس واقعہ سے جان گئے ہونگے کہ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مقدس اولاد سے کس قدر والہانہ محبت تھی ۔

بہرحال اس مقدس شہزادے کے علاوہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولادِ پاک ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بطنِ مبارک سے تھی اور اس اولاد پاک میں سے جناب قاسم و عبداللہ جن کا لقب مبارک طیب وطاہر رضی اللہ عنہما ہے بچپن ہی میں راہی جنت الفردوس ہو گئے ۔

اور پھر اسلام کے ابتدائی دور ہی میں جناب سیدہ رقیہ ۔ جناب سیدہ ام کلثوم اور جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہن بالترتیب رمضان المبارک ۲ھ ہجری شعبان ۹ھ ہجری اور ذوالقعدہ ۸ھ ہجری کو وصال فرما کر ساکنِ جنت الفردوس ہو گئیں ۔ جناب سیدہ امامہ بنت زینب سلام اللہ علیہا آپ کے وصال کے بعد حیات تھیں اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقدِ مبارک میں آئیں ۔ اُن کے بطنِ مبارک سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں ۔ مگر جلد ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں ۔ بلاشبہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امامہ رضی اللہ عنہا سے بے حد شفقت فرماتے تھے اور اُن کو آپ نے جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا وہ ہار جو انہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے جہیز میں دیا تھا نہایت شفقت اور بڑی محبت سے عطا فرمایا ۔

marfat.com

یہ سب کچھ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی تمام تر اولاد سے والہانہ محبت تھی۔ اور ہر فردِ اہلبیت پر کمال شفقت فرماتے تھے۔ بلکہ اپنی اولاد سے محبت کرنا حضور سرورِ دوعالم کی سنّتِ مبارکہ ہے۔ اور یہ جذبۂ محبت اولاد ہی تھا جس کی وجہ سے تاجدارِ مدینہ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جناب سیدہ فاطمۃ الزھرا جناب حسنین کریمین اور جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہم اجمعین سے خصوصی محبت فرماتے تھے۔ اگرچہ واقعاتی طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اولاد کے طور پر آپ کی اہلبیت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر اس میں حکمت یہ تھی کہ آپؐ کے جذبۂ محبتِ اولاد کی تکمیل کا ذریعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا تمام انبیاء کی اولاد ان کی پشتوں سے چلی مگر میری اولاد پشتِ علی سے چلے گی۔

نسل کا قائم رہنا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عظیم ترین خواہش بھی تھی اور کفارِ مکہ کے آپ کو نسل کٹے یعنی "ابتر" کہنے کے طعنوں کا جواب بھی، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے مخصوص اختیارات و تصرفات کے پیشِ نظر جناب علی مرتضیٰ کو بھی اپنے نسبی اہلبیت میں شامل فرما لیا۔ اگرچہ اولادِ عبدالمطلب ہونے کی وجہ سے آپ پہلے بھی اہلبیتِ رسول کے ہی ایک فرد تھے۔ مگر یہ اعزاز قطعی طور پر حضور سرورِ دوعالم کا خاصہ ہے۔ جیسے دوسری قسم کے اہلبیت میں حضرت سلمان فارسی کو شامل فرما لیا۔

تیری توصیف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی جو تصویر قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کی صورت میں نقاشِ ازل نے کھینچ رکھی ہے اس کا ابھی خاکہ ہی قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور ابھی خارجیوں کے متعدد اعتراضات کے جوابات بھی تشنۂ تکمیل ہیں مگر کتاب کی ضخامت پوری ہو گئی لہٰذا دیگر تمام مضامین سے روشناسی کے لئے آپ کو "شہید ابن شہید" حصہ سوم کا انتظار کرنا پڑے گا، انشاء اللہ العزیز پوری کوشش کی جائے گی کہ یہ صحیفۂ نور جلد ہی طبع ہو جائے، ضلم چشتی۔

marfat.com

شہید ابن شہید حصہ سوم میں

کیا ہو گا ؟

۱۔ خوارج کے مندرجہ ذیل افسانے ابھی تشنہ جواب ہیں

۱۔ واقعہ کربلا ہوا ہی نہیں ۔

۲۔ کربلا کسی ریگزار کا نام نہیں بلکہ سرسبز و شاداب علاقہ ہے جہاں قدم قدم پر ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے جاری تھے ۔

۳۔ امام حسینؑ کربلا میں دسویں محرم کو پہنچے تھے اس لئے ان پر پانی بند کرنے کے واقعات من گھڑت افسانے ہیں ۔

۴۔ کربلا میں لڑائی کی ابتداء امام حسینؑ کے ساتھیوں نے کی تھی اور یزید کی فوج نے صرف اپنا دفاع کیا تھا ۔

۵۔ امام حسینؑ پر کربلا میں کوئی ظلم نہیں کیا گیا ۔

۶۔ امام حسینؑ کو ان کے تمام رشتہ داروں اور صحابہ کرام نے غلط قدم اٹھانے سے منع کیا تھا ۔

۷۔ اللہ تعالےٰ نے آلِ رسول کو کوئی بزرگی نہیں دی ۔

۸۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر نہیں دیا گیا بلکہ آپ کا وصال تپ دق کے مرض سے ہوا ۔

۹۔ حضرت امام حسینؑ یزید سے نہیں بلکہ نعمان بن بشیر صحابیٔ رسول سے

marfat.com

جنگ کرنے کے لئے کوفہ گئے تھے۔

۱۰۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اپنے شوہر سے طلاق لیکر امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں گئی تھیں۔

۱۱۔ عون و محمد حضرت زینبؑ کے سگے بیٹے نہیں تھے بلکہ سوتیلے بیٹے تھے۔

۱۲۔ حسب نسب کوئی چیز نہیں اس لئے رسول اللہؐ کو نسبی پابندیوں میں نہیں لایا جا سکتا۔

۱۳۔ امام حسینؑ نے کہا تھا کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اس کی بیعت کر لونگا۔

۱۴۔ کربلا میں یزیدی فوجوں کا افسر عمرو بن سعد بڑا عابد و زاہد اور صحابئ رسولؐ تھا۔ امام حسین نے زبردستی اس کے ساتھ لڑائی کی۔

۱۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلبیت کو خلافت لینے سے روک دیا تھا۔

۱۶۔ امتیوں میں صرف نبی پاک کی ازواج مطہرات کا امتیاز ہے دیگر اہلبیت کا کوئی اختصاص نہیں۔

۱۷۔ حضرت حسینؑ صحابی نہیں تھے اور نہ ہی آپ کو اپنے نانا کی کوئی بات یاد تھی۔

۱۸۔ حضرت امام زین العابدین یزید کو "صلی اللہ علی یزید" کہتے تھے۔

۱۹۔ یزید اہلبیتؑ کا بے حد احترام کرتا تھا اور ان پر بڑے احسان کرتا تھا

۲۰۔ یزید کی اقتدا میں امام حسین نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

۲۱۔ شاعر مشرق علامہ اقبال واقعہ کربلا کو نہایت ہی معمولی واقعہ قرار دیتے تھے۔ اور زیب داستاں کیلئے تخیل کا تراشا ہوا افسانہ کہتے تھے۔

marfat.com

اس کے علاوہ

بنوامیہ کے پورے دورِ امارت کی تاریخی تصویر بھی واضح طور پر نمایاں کی جائیگی۔ جسے موجودہ خوارج تاریخ کا روشن ترین باب قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ واقعہ کربلاء کی ناقابلِ تردید تاریخی دستاویز بھی پیش کی جا رہی ہے۔

سانحۂ کربلا کے نکھرے ہوئے تاریخی واقعات

جاننے کیلئے ملاحظہ کیجئے کتاب

شہید ابن شہید

حصہ سوم

مصنف الحاج صائم چشتی

زیر طبع ضخامت ۴۰۰ صفحات خوبصورت جلد ۲۶ روپے

marfat.com

بچیوں کے جہیز کیلئے بہترین تحفہ

ایک نہایت ہی مقدس صحیفہ

البتول صلوٰۃ اللہ علیہا

مقدس رسول کی مقدس بیٹی کی

مقدس سیرت

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

کی حیات طیبہ کے مکمل حالات - اردو نثر کا بے مثال شاہکار!

صفحات: ۳۶۵ اعلیٰ کاغذ - مجلد رنگین

ہدیہ ۳۰ روپے

مصنف

صائم چشتی

ناشر

چشتی کتب خانہ جھنگ بازار ارشد مارکیٹ فیصل آباد

marfat.com

ایک

ایسے مظلوم محسنِ اسلام کی سرگزشت حیات
جس نے پوری زندگی شرک نہیں کیا۔
لیکن! قلم کی ستم ظریفیوں نے اُسے مشرک بنا رکھا ہے۔
وہ جانثارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جسے اس کی خدمتِ اسلام کے بدلے میں جہنم کی آتشیں زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے۔
وہ بطحا کا سردار جو تمام عمر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد حصار بن کر رہا اور اشاعت اسلام کرتا رہا۔ اہل اسلام کے ہاتھوں آگ کی ایسی جوتیاں پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے
وہ محبِ رسُولِ خدا جس سے کافر و مشرک ہونے کے باوجود رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے پناہ محبت ہے۔ کتاب

ایمانِ ابُوطالبؑ

۱۳۰۰ سے زائد صفحات (جلد اوّل، دوم) ھدیہ مکمل سیٹ -/۱۰۰ روپے
سینکڑوں معتبر کتب کے حوالہ جات سے مزین۔ سفید کاغذ طباعت آفسٹ
مصنف: حضرت علامہ الحاج صائم چشتی صاحب

marfat.com

تحقیق
و
تجسس
کا انمول شاہکار

حضرت جناب سید المسلمین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین
داماد سید المرسلین، شوہر سیدۃ النساء العالمین، والد سید الشہدائے
اولین و آخرین، محبوب محبوب رب العالمین، اخی وصی رسول، تاج بتول
فاتح اعظم، باب دار الحکمت، باب مدینۃ العلم، بحر سخا
کان علم، ابو الحسنین، ذوالقرنین، کاسر الاصنام
قاتل الکفار، ابو تراب، منار الایمان، مثال مسیح و ہارون
نفس رسول، امام الاولیاء، تاجدار اصفیاء، شہسوار عرصہ نمرد غنا
تاجدار ہل اتیٰ، ولایت مآب، غالب علی کل غالب، حضرت
مولا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی مکمل سوانح حیات

مشکل کشا

(جلد اول) ۶۰/=
جلد دوم ۶۰/=

صفحات ــــ ۷۲۰ کتابت و طباعت خوبصورت سنہری ڈائیوں سے مزین

مصنف :- حضرت علامہ الحاج صائم چشتی صاحب

marfat.com

ہماری چند خوبصورت کتابیں

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور